اردو ترجمہ کتاب

عقلِ بیدار

کلاں

تصنیف لطیف

سلطان الفقر سلطان العارفین برہان الواصلین

فنافی ہو حضرت سلطان باہو قدس اللہ سرہ العزیز

زیر سرپرستی

اعلیٰ حضرت سلطان غلام جیلانی صاحب

سجادہ نشین دربار باہو سلطان شریف

شبیر
برادرز
اردو بازار ○ لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عقلِ بیدار

اردو ترجمہ

[illegible]

فنا فی ھو حضرت سلطان باہو قدس اللہ سرہ العزیز

بہ تصحیح و سرپرستی

الحاج حضرت سلطان غلام جیلانی صاحب مدظلہ

سجادہ نشین دربار باہو سلطان قدس سرہ

برادرز

فون 042 7246006

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

عقلِ بیدار

[illegible]

ناشر ملک شبیر حسین

سنِ اشاعت اگست 2007ء [illegible] 1428ھ

کمپوزنگ ویژن [illegible]

سرورق اے ایف [illegible]

قیمت [illegible] روپے

شبیر برادرز

[illegible]

فون: 042-7246006

ھدیہ بخدمت

صاحبزادہ نجیب سلطان مدظلہ العالی
لختِ جگر حافظ فیض سلطان قدس سرہ العزیز
نورالعین، باھُو سلطان سراسرار ذات یاھُو
گر قبول افتدز ہ عز و شرف

فقیر الطاف حسین

بیت

میں شہباز کراں پروازاں وچ دریا کرم دے ھُو
زبان جو میری کن برابر موڑاں کم قلم دے ھُو
ارسطو تے افلاطوں ورگے میرے اَگے کس کم دے ھُو
حاتم جیہے لکھ ہزاراں در باھو دے منگدے ھُو

مصرعہ

ہر چند خاکساریم انداز ما بلند است

شرح در شرح

اُردو ترجمہ

عقل بیدار

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

اللہ تعالیٰ کے نام سے ابتداء ہے جو نہایت رحم والا بڑا مہربان ہے۔

ھُوَ الۡحَیُّ: وہ ہمیشہ ہمیشہ زندہ رہنے والا ہے۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ: اس کے سوا کوئی معبود (حقیقی) نہیں۔

فَادۡعُوۡہُ مُخۡلِصِیۡنَ لَہُ الدِّیۡنَ: اسی کو مخلص ہو کر پکارو۔ دین کو خالص اسی کیلئے (اختیار) کر لو۔

ذٰلِکَ بِاَنَّ **اللّٰہَ** مَوۡلَی الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَاَنَّ الۡکٰفِرُوۡنَ لَا مَوۡلٰی لَھُمۡ وَالۡعَاقِبَۃُ لِلۡمُتَّقِیۡنَ ○ وَاعۡبُدۡ رَبَّکَ حَتّٰی یَاۡتِیَکَ الۡیَقِیۡنُ ○

ایسا اس لئے ہے کہ **اللہ** تعالیٰ ایمان والوں کا تو مولیٰ ہے اور کافروں کا کوئی مولیٰ (مددگار) نہیں۔ اور عاقبت کا (بہتر انجام) تو متقین کے لئے ہی ہے۔ اپنے رب کی (اس طرح) عبادت کرو کہ تمہیں یقین (یعنی علم الیقین، عین الیقین، حق الیقین، مرادۃ الیقین اور رح الیقین) کے مراتب حاصل ہو جائیں۔

ہذیہ نعت حیات النبی صلی **اللہ** علیہ وسلم کی ذات کیلئے ہے۔ قولہ تعالیٰ: ھُوَ الَّذِیۡ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَہٗ بِالۡھُدٰی وَ دِیۡنِ الۡحَقِّ ○ **اللہ** نے ہی اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے۔ قولہ تعالیٰ – وَجَآءَ ھُمۡ رَسُوۡلٌ کَرِیۡمٌ ○ اور آئے ان کے پاس رسول کریم۔ اَنۡ اَدُّوۡا عِبَادَ **اللّٰہِ** اِنِّیۡ رَسُوۡلٌ اَمِیۡنٌ۔ (موسیٰ علیہ السلام) نے کہا کہ **اللہ** کے بندوں کو میرے سپرد کر دو بے شک میں (امین) امانتدار رسول ہوں۔

وَقَابَ قَوۡسَیۡنِ ○ آپ کی عظیم شان (کی گواہ) ہے۔ لا مکان میں فنا فی

اللہ نور ذات کی حضوری آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے۔ محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے اہل البیت صحابہ کرام سب پر اللہ تعالیٰ کی ہزار در ہزار رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں۔ آمین)

اس تصنیف کے (مطالعہ اور عمل سے) دنیا کے تمام خزانوں اور سیم و زر کا تصرف حاصل ہو جاتا ہے جس سے فقیر لایحتاج صاحب توفیق بن جاتا ہے اسے اسم اللہ (کے تصور) سے مشاہدہ جمعیت معراج کی تحقیق نصیب ہو جاتی ہے۔ خاصہ خلاصہ کے طریق سے وہ حضوری مجلس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں دیدار پر انوار سے مشرف ہو جاتا ہے۔ وہ انبیاء' اصفیاء' مرسل نبی اللہ اور اولیاء اللہ کی ہر مجلس میں ان کی ارواح سے ہم مجلس رہتا ہے۔ ہدایت اس کی رفیق اور راہبر ہو جاتی ہے جو کوئی اس بات پر شک کرتا ہے وہ (درحقیقت) اللہ تعالیٰ کی معرفت کا انکار کر کے زندیقوں میں شامل ہو جاتا ہے۔

سلک سلوک کی راہ میں اس قسم کے مراتب طریقت' حقیقت' معرفت میں طالب اولیاء اللہ کو ہی حاصل ہوتے ہیں وہ یکدم سے یک قدم پر کل و جز کے یہ تمام مقامات حاضرات اسم اللہ ذات کے علم کی قوت و ارادہ سے پلک جھپکنے میں لاحد کو طے کر کے بے حد و حساب کے مقام پر پہنچ جاتے ہیں۔ اس لئے ان کا مرتبہ و مقام کسی کے وہم و فہم میں نہیں آ سکتا۔ قولہ تعالیٰ ۔ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ ○ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہے وہ اللہ تعالیٰ پر راضی ہیں۔ وہ رمز با رمز عین بہ عین' ایما و یا ایماء اسم با مسمی ہو کر لوح محفوظ پر اسم اللہ کا مطالعہ کرتے ہیں جس سے کل و جز کے علم علوم ان پر کھل جاتے ہیں قادری طریقہ میں مبتدی طالب پہلے ہی روز لوح محفوظ سے اسم اللہ کا سبق پڑھتا ہے پھر اسے رسم و رسوم کے ظاہری علوم پڑھنے کی حاجت باقی نہیں رہتی الا اللہ کے عاشق کا بھی یہی مرتبہ ہے کیونکہ فنافی اللہ عاشق ہی (بالآخر) معشوق ہو جاتا ہے۔ یہ اسم

اللہ ذات کی مشق وجودیہ مرقوم کا طریقہ ہے جو امتحان کی راہ ہے۔ جس میں پہلے ہی روز (نور) توحید میں (غرق) ہو کر قرب اللہ نصیب ہو جاتا ہے جس سے کاملوں کو نظر نگاہ کا مرتبہ کھل جاتا ہے۔ اگر وہ چاہیں تو (ایک ہی نظر سے) بادشاہ کو مفلس گدا بنا دیں اور اگر وہ چاہیں تو مفلس گدا کو بادشاہی بخش دیں۔

عقل بیدار کے مصنف باھو رحمتہ اللہ علیہ نے اس کتاب کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم اور اجازت سے تصنیف کیا ہے۔ (باھو رحمتہ اللہ علیہ) کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے وسیلہ سے حضور نبی کریم شفیع المذنبین کی بارگاہ سے ارشاد و تلقین حاصل ہے۔ محی الدین محبوب سبحانی پیر دستگیر (میرے پیر ہیں) اور میں ان کا مرید ہوں۔ اس بات پر شک کرنے والا (خود جھوٹا اور جاہل) ہے۔

جان لو! کہ کسی ولی اللہ کی تصنیف بے تکلیف و (بے تقلید) صاحب مطالعہ کے وجود پر اس قدر تاثیر کرتی اور نفع دیتی ہے کہ وہ روشن ضمیر ہو جاتا ہے وہ اپنے (وجود) سے نکل کر (لطیف نوری جثہ) کے ساتھ حضوری (مجلس) میں داخل ہو جاتا ہے جب کہ ناقص کی تصنیف (کے مطالعہ سے) کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا یہ کتاب عین رحمت نماء اور طالبوں پر فیض و فضل بخشش کرنے والی ہے۔ کیونکہ یہ (باھو رحمتہ اللہ علیہ) باخدا (کی تصنیف) ہے۔

بیت

کل ہی آج ہے گر دیکھو لقاء　　کور چشم کیسے دیکھے بے حیاء

قولہ تعالیٰ۔ وَمَنْ كَانَ فِىْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِى الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى ○ جو کوئی اس د[illegible] اندھا ہے۔ (دیدار سے مشرف نہیں) وہ آخرت میں بھی اندھا رہے گا۔

بیت

دیکھنے والا دیکھ لے حق کے نشان ـ جب چھوڑے اس جگہ جان اندر لا مکان

عقل بیدار کا مصنف (باھو رحمۃ اللہ علیہ) ہے۔ جس کا قلب سوئی اللہ سے پاک ہے جو حضوری تصور ربانی کی قید میں ہے۔ جسے تمام لطیف کے روحانیوں پر تصرف حاصل ہے۔ جو قرب اللہ سے توجہ کی توفیق میں کامل ہے۔ جسے لاھوت میں فنافی اللہ کے تفکر کی توفیق حاصل ہے۔ جو جامع الجمعیت حق کا رفیق ہے۔ جو معرفت میں سلک سلوک کی ابتدائی آفات سے فارغ ہے۔ جو الہام باللہ سے ہمکلام ہے۔ جو عارف عیاں ناظر اور حضوری مجلس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں دائمی حاضر ہے۔ جو خانہ زاد غلام اور طالب مرید قادری ہے۔ جو باھو غرق فی اللہ محو ھو ہے۔ جو سودا سویدا کے (نور) سے روشن ضمیر ہے۔ جس کے قلب کے اندر تجلی انوار پروردگار سے غیب الغیب لطیفہ بیدار اور متوجہ دیدار ہے۔ علم نعم البدل سے کُلَّ یَوْمٍ هُوَ فِیْ شَاْنٍ ۝ یعنی وہ ہر روز ایک نئی شان میں ہوتا ہے اسے حاصل ہے۔ فقیر باھو رحمۃ اللہ علیہ ولد بازید عرف اعوان ساکن شور کوٹ شریف ہے۔ (اللہ تعالیٰ اسے اپنی حفظ و امان میں رکھے) جو روز ازل سے ہی فنا فی اللہ ہے جو عارفوں کو فیض فضلی بخش کر مشاہدہ کھولنے والا ہے۔ جو دریائے توحید کا شناور موتی نکالنے والا غوطہ خور ہے۔ جو حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی (دائمی) حضوری سے مشرف اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک پاؤں کی خاک ہے۔ خاص الخاص علم تصوف (یعنی فقر فخر محمدی صلی اللہ علیہ وسلم) بیان کرتا ہے۔

عقلمند وہی ہے جو طالب اللہ بن کر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مرید ہو

جائے۔ قرآن مجید کے موافق اور نفس شیطان دنیا کے خلاف اعمال اختیار کر لے اپنی رہنمائی کیلئے (ہمیشہ) شریعت سے سوال کرے۔ چنانچہ جس کام کے متعلق شریعت حکم دے اس کو اختیار کر لے کیونکہ وہ حق ہے اور جس کام سے شریعت منع فرمائے اس کو چھوڑ دے کیونکہ وہ باطل ہے۔

شریعت کس چیز کا حکم دیتی ہے؟ شریعت حکم دیتی ہے کہ اپنا رخ معرفت اللہ کی طرف پھیر لو۔ غرق فی اللہ ہو کر قرب و دیدار حاصل کر لو۔ دنیا کو ترک کر دو۔ دنیا میں (رہتے ہوئے) اس سے علیحدہ ہو جاؤ اور غرق (فی اللہ) ہو کر با خدا ہو جاؤ۔ جو کوئی با خدا ہو جاتا ہے وہ نفس و ہوا (کی آفات) سے بچ جاتا ہے اس کے دل کی آنکھ کھل جاتی ہے جس سے وہ انوار پروردگار کا مشاہدہ کرنے لگتا ہے۔

اس کتاب کتب الارباب کا نام عقل بیدار رکھا گیا ہے یہ صاحب مطالعہ کا غم دور کر دیتی ہے اسے لا یحتاج ولی اللہ کا خطاب مل جاتا ہے نیز اسے شمس العاشقین کا خطاب بھی عطا ہو جاتا ہے یہ کتاب نسخہ فیض رسان ہے جو ہر طبقات میں رحمت رحیم کی بارش کی طرح فضل بخش ہے یا یہ کہ کریم کے کرم کی کان ہے فتوحات غیب الغیب اور واردات لاریب ہونے لگتی ہے۔ کیونکہ عنایت کا ہر خزانہ کیمیائے ہنر اکسیر سے لے کر کیمیا اکسیر نظر ہدایت تک (اس کے مطالعہ اور عمل) سے حاصل ہو جاتا ہے زر و مال نقد جنس (بے شمار) مل جاتا ہے۔ جو کوئی یہ سب کچھ حاصل نہیں کرتا معرفت اللہ میں واصل نہیں ہوتا۔ وصال و جمال سے اسے جمعیت نصیب نہیں ہوتی اس کا بخت اور نصیبہ نہیں کھلتا۔ عاجزی فقر و فاقہ مفلسی پریشانی کی ہلاکت میں مبتلا رہتا ہے جمعیت حال نہیں وہ سقیم الاحوال ہو جاتا ہے اور در بدر ہو کر گداگری کرنے لگتا ہے تو ایسے شخص کے سوال

کا وبال اور زوال اس کی اپنی گردن پر ہی ہے۔

ابیات

احمقوں کو کیا خبر کیا ہے مقام   دین و دنیا طے کریں جس سے تمام
جو یہ (نقطہ) کھول لے وہ میری جان   کیسے اس کو جانے احمق لاف خوان
یہ گنج کیمیا باھو نے مفلس کو دکھایا   عقل جسکے ساتھ ہے بس اس نے پایا

(کیمیائے ہنر اور کیمیائے نظر) کے دونوں مراتب (دو قسم کے اعمال) سے حاصل ہوتے ہیں۔

اوّل علم دعوت عمل قبور: جس میں قرب اللہ کی حضوری سے موکلات آواز دیتے (اور کیمیائے ہنر) عطا کردیتے ہیں۔

دوم تصور اسم اللہ ذات نور: (اس عمل سے کیمیائے اکسیر نظر حاصل ہو جاتی ہے قولہ تعالیٰ۔ نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ یَھْدِیَ اللّٰہُ لِنُوْرِہٖ ○ یہ نور علیٰ نور کی کیفیت ہے اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے اس نور کی ہدایت کردیتا ہے۔

کامل مرشد اور مکمل طالب وہی ہیں جو (زبانی) ذکر فکر (اللہ کی) مستی اور (سکر) کشف کے ورد وظائف (کشفُ القلوبؒ کشف القبور) اور کرامات (اَنا کی) ہستی (یعنی اَنَا خَیْرٌ مِنْہُ) سے باہر نکل کر راز الستی کے مقام میں داخل ہو جاتے ہیں جو کوئی (کنہ کن راز الست) کے اس مقام پر پہنچ گیا وہ لایحتاج فقیر ہوگیا اس کو ایسی قوت اور توفیق حاصل ہو جاتی ہے کہ مشرق تا مغرب ہفت اقلیم کے بادشاہ ظل اللہ کا مرتبہ اسے حاصل ہو جاتا ہے اور ہر کوئی اس کے حکم میں آکر فرماں بردار بن جاتا ہے کامل کے سامنے بادشاہی کا مرتبہ حاصل کرنا کچھ مشکل و دشوار نہیں بلکہ آسان تر ہے۔ لیکن وہ دنیا فانی کے مرتبہ بادشاہی کو

اختیار کرنا پسند نہیں کرتا۔ لیکن جس کو چاہتا ہے نظر کی توجہ سے پلی یہ مرتبہ بخش دیتا ہے۔

کامل مرشد اول طالب صادق کو کیمیائے اکسیر ہنر کے سرِ تحقیق شدہ طریقے بخش و عطا کر دیتا ہے لیکن (ایسا اُسی وقت) ہوتا ہے جب طالب (تصور شیخ) کے ساتھ (مرشد) سے یک وجود ہو جائے۔ پھر وہ عطا کے لائق ہو جاتا ہے ناقص طالب کو (کیمیائے ہنر) سے محرم کرنا بہت بڑی خطا ہے۔ جس طالب کو کیمیائے ہنر سے جمعیت نفس حاصل ہو جاتی ہے وہ کسی حال میں بھی عاجز اور (راہ فقر) میں سوال نہیں کرتا اور قرب اللہ معرف وصال میں رجعت نہیں کھاتا کیونکہ ہر قسم کی ہدایت غنایت کی قید میں ہے اور غنایت کی پانچ قسمیں ہیں۔

(۱) غنایت نفس

(۲) غنایت قلب

(۳) غنایت روح

(۴) غنایت سِر

(۵) غنایت نور جس کو غنایت کل بھی کہتے ہیں جس میں قرب اللہ سے مطلق حضوری (حق) حاصل ہو جاتی ہے۔

جب غنایت با ہدایت کا مرتبہ طالب کے وجود میں پیدا ہو جاتا ہے تو ہر قسم کے ناشائستہ افعال اوصاف ذمیمہ حرص طمع اس کے وجود سے نکل جاتے ہیں اس کے ظاہری حواس بند ہو کر باطنی حواس کھل جاتے ہیں۔

قولہ تعالیٰ۔ وَمَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى ۝ جو اس دنیا میں اندھا ہے وہ آخرت میں بھی اندھا ہو گا۔

بیت

دیکھنے والا دیکھ لے حق کے نشان   جثہ چھوڑے اس جگہ جان آندر لامکان

اس تصنیف کا مصنف خاص الخاص علم تصوف بیان کرتا ہے جس کا قلب لاہوتی اللہ سے پاک اور حضوری تصور ربانی کی قید میں ہے جسے قبور لطیف کے روحانیوں پر تصرف حاصل ہے جو قرب اللہ سے توجہ کی توفیق میں (کامل) ہے جسے فنا فی اللہ سے تفکر کی تحقیق حاصل ہے۔ جو جامع الجمعیت (فقیر) حق کا رفیق ہے۔ جو لاہوت کی معرفت کے سلک سلوک کی ابتدائی آفات سے فارغ ہے۔ جو الہام باللہ سے (باری تعالیٰ) سے ہم کلام ہے۔ جو عارف اللہ عیاں ہے اور دائمی طور پر مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا ناظر اور اس میں حاضر رہتا ہے جو خانہ زاد غلام اور طالب مرید قادری بندہ باھو غرق فی اللہ محو فی ہو ہے۔ جو سودا سویدا (کے نور) سے روشن ضمیر ہے جس کے قلب کے اندر تجلی انوار پروردگار کا غیب الغیب لطیفہ پیدا اور متوجہ دیدار ہے۔

اس علم کے علم کو علم قوم الابدال کل یوم ھو فی شان ○ یعنی وہ ہر روز ایک ہی شان میں ہوتا ہے کہتے ہیں۔ اس کتاب کا مصنف فقیر باھو ولد بازید عرف اعوان ساکن قلعہ شور شریف جسے اللہ تعالیٰ ہر قسم کے ظلم وجود سے اپنی حفاظت میں رکھے روز ازل سے ہی فنا فی اللہ ہے۔ جو عارفوں کو فیض فضل بخشنے اور دکھانے والا ہے۔ جو دریائے توحید کا نظارہ کرنے والا ہے۔ بحر توحید میں غوطہ زنی کرکے موتی نکالنے والا ہے۔ جو حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی (حضوری) میں مقرب اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاک پا ہے۔

یہ معلوم ہوا کہ نجات حاصل کیے بغیر فقر کا [illegible] اور خدا تعالیٰ کی بارگاہ

میں اپنی شکایت و حکایت شرمندگی اور روسیاہی کا باعث ہے۔ جس سے قرب الٰہ کی معرفت سے محروم اور دور ہو جاتے ہیں پہلے غنایت بعد ازاں ہدایت۔

چنانچہ اگر (کامل) مرشد اخلاص کے ساتھ اپنے طالب خاص کو اسم اللہ ذات کی توجہ توفیق کے تصرف اور گنج تحقیقات کے تصرف کی تلقین سے نوازے تو طالب کے رتبہ کو اپنے مرتبہ کے برابر بنا لیتا ہے اور جذب جمالیت سے طالب کے ساتوں اعضاء اس کے جثہ کو نور بنا کر یکبارگی حضوری سے مشرف کر دیتا ہے۔ (شرط یہ ہے) کہ طالب احسان ماننے والا وفادار جان صفا باادب باحیا ہو۔ اس قسم کے طالب کو غریب کہتے ہیں کیونکہ ہر قسم کی غلطی اس کے وجود سے نکل جاتی ہے اور اس کا ہر مطلب (کامل مرشد) بے طاعت ایک ساعت یا ایک لحظہ یا ایک دم یا ایک رات دن میں یا ایک ہفتہ میں یا ایک ماہ میں یا ایک سال میں اس کو دلوا دیتا ہے اور بے شک طالب اللہ قرب اللہ کو پہنچ جاتا ہے۔

اگر طالب (محض) تقلید کرنے والا فانی لافِ زن ہر بات پر جھوٹ بولنے والا یا بد اعتقاد ہو گا تو ایسے طالب کو مرشد بہت زیادہ ریاضت کرواتا ہے کیونکہ اس کا نفس چلہ کشی اور مجاہدہ پر مغرور ہوتا ہے۔ وہ حضوری معرفت کی قدر کیا جان سکتا ہے؟ وہ ظاہر پرست اپنی ہوائے نفسانی میں مست غنایت الست سے کیسے باخبر ہو سکتا ہے؟ جب تو یہ دیکھے کہ کوئی شخص ظاہر میں تو بڑی عبادت کرتا ہے اور رنج اٹھا رہا ہے اور باطن میں اس کو غنایت الست کی خبر نہیں تو جان لو! کہ وہ ابھی ضلالت کے صحرا (یعنی) کشف و کرامات میں مبتلا ہے وہ عوام کا کام کر رہا ہے اگرچہ وہ قدرت الٰہی سے ماہ سے ماہی تک ہر چیز کی آگاہی رکھتا ہو اور ظاہر و باطن کے جمیع مراتب زیر و زبر تک جانتا ہو ابھی خاصوں کے مرتبہ سے محروم اور بے خبر ہے کامل مرشد (طالب کو رنج مشکل محنت میں ڈالنے کی بجائے) عطا کر دیتا ہے جو اس کیلئے آسان کام ہے کامل کیلئے (ایسا کرنا) کچھ

بھی مشکل نہیں فقیر جان رجہان ہے۔ اور (سب کچھ اس پر) عیاں ہے۔ اس لئے کہ وہ خاصہ نور ہے وہ تمام عالم کی غیب الغیب حقیقت کو ظاہر کر دیتا ہے اس بات پر تعجب نہ کر کیونکہ یہ عارف ہوشیار فقیر (صاحب) نظارہ کے مراتب ہیں۔ لیکن اس کی پہلی شرط یہ ہے کہ (طالب) قلب سلیم بحق تسلیم رکھتا ہو اور ہر ایک کیمیا کی قوت سے صراط المستقیم پر چلنے والا ہو کیونکہ یہ امتیازی فقر کا مرتبہ ہے۔ جو عارف صفت کریم کو حاصل ہوتا ہے۔

سات کیمیا و اکسیر جو ہمیشہ نفس کی جمعیت کیلئے کلید کا کام دیتی ہیں حسب ذیل ہیں۔

اول مرتبہ ترتیب ہنر کیمیاء اکسیر

دوم مرتبہ علم دعوت کیمیا تکسیر

سوم مرتبہ علم قرآن۔ جس میں آیات کی تفسیر سے اسم اعظم حاصل کیا جاتا ہے۔

چہارم علم کیمیاء روشن ضمیر

پنجم علم کیمیا توجہ نظری نگاہ سے

ششم علم کیمیاء جس میں ایک ہفتہ کے اندر ہر ولایت بادشاہی پر غالب آ جاتے ہیں اور مشرق تا مغرب ہفت اقلیم کو اپنے تصرف اور حکم میں لے آتے ہیں۔ (یعنی) مراقبہ کا ثمرات

ہفتم علم کیمیاء جس میں صبر و شکر حیا و رضا کا مرتبہ حاصل کرتے ہیں جس میں نفس کو فنا، قلب کو زندگی اور روح کو لقاء نصیب ہو جاتی ہے وہ جب بھی چاہتا ہے جذبہ توحید سے (باطن میں) غرق ہو کر حضوری میں مشرف لقاء ہو جاتا ہے۔ مرشد اپنے طالب کو پہلے ہی روز یہ سات قسم کی کیمیاء عطا کر دیتا ہے (یا) ایسے علم کیمیا کا سبق دیتا ہے جو مرشد کی گردن سے طالب کا حق ساقط ہو جاتا

ہے مرشد کیلئے فرض عین ہے کہ وہ (طالب) پر احسان کرے اور (طالب پر بھی فرض عین ہے کہ وہ احسان فراموشی نہ کرے) یہ حق دونوں جانب ایک سا ہے۔ جو مرشد اس طریقہ میں باتوفیق ہوتا ہے وہی ارشاد و (تلقین) کرنے کے لائق ہے وگرنہ وہ مایۂ فساد ہے۔ یہ سات اقسام کی کیمیا ہی اہل یقین کیلئے قصاص کا (درجہ رکھتی) ہے اور جو مرشد اور پیر خود (ایسا) تصرف نہیں رکھتا۔ اس کا طالب مفلس بے دین بے یقین ہو جاتا ہے وہ بروز و شب دنیا مردار کی طلب میں دربدر خوار ہوتا ہے ایسے (پیر کا) خلیفہ بھی خود فروش بے مروت اور لعین ہوتا ہے علم کیمیاء کا عامل متوکل ہو جاتا ہے کیونکہ جملہ فرشتے اور موکلات اس کی قید میں ہوتے ہیں۔ علم کیمیاء اکسیر کا (عامل) کامل فقیر روشن ضمیر خضر علیہ السلام کی مثل صاحب نظر ہوتا ہے۔ جو توجہ نظری سے ہی مٹی کے ڈھیلوں کو چاندی سونا بنا دیتا ہے۔ ایسی نظر کو پارس (نظر) کہتے ہیں۔ ایسا صاحب نظر اس قدر قوت رکھتا ہے کہ اس کی نظر میں مٹی اور سونا چاندی برابر ہو جاتی ہے ان مراتب پر بھی فخر نہ کرنا چاہیے کیونکہ یہ (مراتب) معرفت اللہ توحید سے دور تر ہیں۔ کیونکہ اس مرتبہ کو حضرت رابعہ رحمتہ اللہ علیہ اور حضرت سلطان بایزید رحمتہ اللہ علیہ نے اختیار نہیں کیا۔

مبتدی طالب کو علم کیمیا تعلیم کرنا اور طالب مبتدی کا اس کو عمل میں لانا عین ثواب ہے کیونکہ مفلسی فقر و فاقہ میں خطرات شیطانی وسوسہ وہمی نفسانی اس کا خانہ خراب کر دیتے ہیں مگر (ایسا) روحانی (فقیر) جس کا دل غنی ہے اور وہ حضوری مجلس۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دائمی حضوری سے مشرف ہے (اسے چاہیے کہ) طالب صادق کو (علم کیمیا) سکھا دیتا ہے کیونکہ [illegible] تعالیٰ کا [illegible] علماء و فقراء اولیاء اللہ غوث و قطب درویش [illegible] الصحبت [illegible] [illegible] دنیا آخرت کی کھیتی ہے (کیا) صادق [illegible]

سبیل اللہ پردہ بردار ہے جس میں ہر قسم کے جملہ ثواب حاصل ہو جاتے ہیں۔

جان لو! کہ مرشد پر فرض عین ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے جملہ خزائن طالب کو بخش دے تا کہ طالب کے وجود سے فقر و فاقہ کی شدت حرص' حسد' طمع' رنج سب دور ہو جائیں اور طالب عاشق (باللہ) ہو کر عیش و (آرام) سے اپنی زندگی گزارے۔ بادشاہی روزینہ مدد معاش کو بھول جائے اور بغیر مشقت و رنج اسے مجرب کھانا نصیب ہو جائے۔ (مرشد کو چاہیے) کہ یہ پانچ گنج ایک ہفتہ یا پانچ روز میں (طالب) کو نصیب کروا دے ان پانچ خزانوں سے ہزارہا قسم کے تصرفات کھل جاتے ہیں جن کو شمار نہیں کر سکتے اس قسم کے مراتب عطا کرنا مرشد کیلئے آسان کام ہے کچھ بھی دشوار نہیں۔

پیر و مرشد کیلئے یہ بھی فرض عین ہے کہ اول تحقیق کرے کہ پیری کا مرتبہ کیا ہے؟ اور مرشد کس کو کہتے ہیں؟ اسی طرح طالب اور مرید کے بھی چند مراتب ہیں۔ مرید کیسا ہونا چاہیے؟ اور طالب کا منصب کیا ہونا چاہیے؟

پیر طالب کو حضوری مجلس پیغمبر صاحب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آورد برد سے (آمد و رفت کے طریقہ) سے پہنچا دیتا ہے۔ جس سے اسے پیغام ملنے لگتا ہے۔

اور مرید اپنے پیر کی راہ میں اپنا مال و جان اور جو کچھ بھی اس کے پاس ہے خرچ کر دیتا ہے اور حضرت رابعہ رضی اللہ عنہا اور سلطان بایزید رحمتہ اللہ علیہ کی مثل "مرید لا یرید" ایسا مرید جو (مرشد کی) بارگاہ سے رد نہیں کیا جاتا ہے کے مراتب حاصل کر لیتا ہے۔

مرشد کا مرتبہ اسم اللہ کی تلقین کا ہے اور طالب کا مرتبہ اسم اللہ پر یقین کا ہے اور اہل یقین اپنی آنکھوں سے حضوری مشاہدہ کرنے والے کو کہتے ہیں جس کو یہ مراتب حاصل نہیں وہ پیری مرید کی راہ سے ہی واقف نہیں۔

پیر کو چاہیے کہ مرید کو لوح محفوظ دکھا دے تا کہ طالب مرید کا اعتبار قیامت تک درست ہو جائے اور اگر طالب اپنے مرشد کی (بات کا) اعتبار نہ کرے تو مرشد توجہ باطنی سے اس کو مجلس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر کر کے نبی صاحب سے تلقین کروائے تا کہ قیامت تک کیلئے طالب صاحب یقین ہو جائے حجام کی مانند (ٹنڈ کرنے والے) مرشد بھی بہت سے ہیں اور خام (لنگر کھانے والے) مرید بھی عام ہیں۔

وہ علم کونسا ہے؟ اور وہ حکمت کونسی ہے؟ جس سے کل وجز خاص و عام۔ ظاہر و باطن ایک ہی گھڑی میں عمل میں آ جاتے ہیں اور حاکم امیر فقیر کا مرتبہ حاصل ہو جاتا ہے یہ مراتب مالک الملکی فقیر کے ہیں جو "إِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ" O بے شک اللہ تعالیٰ ہر شے پر قادر ہے۔ (کے تصور اور توجہ سے حاصل ہوتے ہیں) اور یہی اہل نظر کے مراتب ہیں۔ اہل ذات کے ان درجات کو گائے بیل (نما انسان) کیسے جان سکتے ہیں؟

جملہ علم علوم اور جملہ علم کیمیاء گنج سے واقف ہونا اور ان کو معلوم کرنا اور باطن میں قرب حیی و قیوم سے حضوری حاصل کرنا (دو قسم کے علوم سے حاصل ہوتا) ہے۔

(اول) تصور نور با توفیق ہونا۔

(دوم) علم دعوت القبور کے عمل سے اولیاء اللہ کی قبروں پر شاہ سوار دعوت پڑھ کر تحقیق کرنا۔

کامل مرشد نظر سے ہی طالب کے وجود کو زمین و آسمان کے چودہ طبقات سے وسیع تر کر دیتا ہے لیکن کم حوصلہ کو اسے وجود میں سنبھال کر رکھنا بہت مشکل اور دشوار ہے اس میں قرب اللہ سے حضوری فردانیت (تفرید) تجلی نور پروردگار

کے دیدار کی تلقین کی جاتی ہے اور اس کی قدرت کا نظارہ کیا جاتا ہے (تجلیات کا دیدار) ایک بھٹی کی مانند ہے جو خام کے وجود کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا ہے اسم اللہ ذات ربانی کے اس بھاری بوجھ کے متعلق وہی جانتا جس نے اسے اٹھایا ہو۔ قولہ تعالیٰ: - اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا ○ اور ہم نے (اسم اللہ ذات) کی امانت آسمانوں زمین اور پہاڑوں (اور) جو کچھ ان کے درمیان ہے سب پر پیش کی کہ وہ اسے اٹھا لیں لیکن ان سب نے انکار کر دیا اور انسان نے جو (اس جلالی و جمالی بوجھ کی) گرانی سے ناواقف اور اندھیرے میں تھا اس نے بوجھ کو اٹھانے کی حامی بھر لی۔

کامل مرشد اور مکمل پیر کی کس علم سے شناخت کی جا سکتی ہے؟ کامل مرشد اگر جاہل کو تلقین کرتا ہے تو وہ علم میں عالم فاضل ہو جاتا ہے اور تمام علم اور علماء اس کی قید قبضہ اور تصرف میں آ جاتے ہیں اور یہ علم عارفوں اور عاشقوں کو نصیب ہوتا ہے جو قیامت تک ایک دوسرے کے قائم مقام ہوتے رہیں گے۔ جس میں ایک گھڑی میں ہی جملہ علم علوم کی تحصیل۔ سینہ بسینہ' توجہ باتوجہ' حضور باحضور قرب با قرب' تصرف با تصرف' قلب با قلب' روح با روح' سر با سر' زبان با زبان کی جاتی ہے۔ یہ خوش قسمت لوگ لوح محفوظ پر تحریر مرقوم کا مطالعہ با عیاں ہاتھ کی ہتھیلی پر کر لیتے ہیں اور اسے زبانی بیان بھی کر دیتے ہیں وہ بغیر پڑھے اسے پڑھ لیتے ہیں اور ناواقف اس کو غیب خیال کرتا ہے طالب خدا کیلئے یہ تجلی ابتدائی مراتب کا سبق ہے۔

اگر کامل مرشد یہ سبق کسی عالم فاضل صاحب تحصیل کو تلقین کرے تو اس کا قلب علم تصدیق اور معرفت باللہ توحید کی تحقیق سے زبان کھول کر (ذکر اللہ کرنے لگتا) ہے اور اس کی زبان ظاہری علوم کے کلام سے مردہ ہو جاتی ہے۔

اور اگر کامل مرشد بادشاہ ظل اللہ کو اس علم کی تلقین کرے تو وہ ملک سلیمان اور سکندر (ذوالقرنین) کی ولایت کو ازقاف تا قاف اپنے قبضہ و تصرف میں لے آتا ہے اور ہر خاص و عام کل مخلوقات کل و جز اس کے فرماں بردار ہو جاتے ہیں۔

کامل مکمل مرشد کا یہی نشان ہے کہ وہ لایحتاج ہوتا ہے۔ یہ محتاج خود فروش کشف و کرامات (پر مغرور) کبر عجب ہوا میں (پھنسے ہوئے) محتاج لوگ کیسے مرشد ہو سکتے ہیں؟ یہ ناقص لوگ ہیں جن کا فقر اضطراری اور پارسائی (محض) مکاری ہوتی ہے۔ قولہ تعالیٰ :- اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ ○ لوگوں کو تو نیکی کی تلقین کرتے ہیں اور اپنے نفسوں کو بھول جاتے ہیں۔

عقلمند وہی ہے جو علم دعوت قبور اور علم دعوت نور سے بدنظر اللہ منظور ہو جائے۔

اس قسم کی دعوت پڑھنے کے لائق وہی شخص ہوتا ہے جس کا وجود مغفور (نجات یافتہ) ہو چکا ہو۔ قولہ تعالیٰ :- لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ ○ اور اللہ تعالیٰ تمہارے اگلے اور پچھلے سب گناہ بخش دے گا۔

جب کوئی کامل عامل طالب قرآن مجید (کی آیات یا اسمائے حسنہ) کا علم دعوت شروع کرتا ہے۔ تو انبیاء اصفیاء مرسل نبی اللہ جملہ اولیاء غوث قطب مومن مسلمانوں اہل منصب کی ارواح بلکہ حیات و ممات میں جو روحانی موجود ہیں۔ (صاحب دعوت) ان سے دست مصافحہ کرتا اور ان سے ہمکلام ہو کر ہر ایک سے آشنا ہو جاتا ہے۔ جو کوئی قبر کے اوپر شہسوار دعوت پڑھنے سے گھبراتا نہیں ایسی دعوت پڑھنے والے کو پہلے ہی روز علم دعوت سے وہ منصب حاصل ہو جاتے ہیں کامل تو پہلے ہی روز گنج (خزانہ) پالیتا ہے اور ناقص رجعت کھا کر رنج سے مرجاتا ہے۔

نیز شرح دعوت: دعوت ننگی تلوار کی مثل کفار کو قتل کرنے والی ہے جو تمام عالم کو ایک دم میں قتل کر دیتی ہے۔ عجیب خیال نہ کر قرآن مجید کلام اللہ پر اعتبار کرنا چاہیے پس یہ تیغ برہنہ دعوت اپنے ہاتھ میں موذی کافروں کو قتل کرنے والی ذوالفقار کی مثل ہے اور ناقص جو تیغ برہنہ دعوت اپنی (دنیاوی) خواہشات کیلئے پڑھتا ہے وہ ہر طرف سے رجعت کھا کر خانہ خراب ہو جاتا ہے۔

عقلمند وہی ہے جو ناقص ہو کر دعوت بڑھنے سے خوف کھائے کامل اور ناقص کو کس طرح پہچان سکتے ہیں؟ کامل طالب ترک حیوانات (جلالی جمالی پرہیز) نہیں کرتا۔ اس کو اس بات کی بھی حاجت نہیں ہوتی کہ وہ زکوۃ (حسب تعداد) نکالے اپنے اوپر حصار کرے سعد و نحس وقت کی (رعایت کرے) علم الاعداد (کا سہارا لے) اور (بارہ) بروج کا شمار کرے۔ بلکہ ناقص ہمیشہ رجعت کھا کر خوار ہوتا ہے اور حلال حیوانات کو ترک کرنا کفار اہل نار علیہ العنت کی رسم ہے کامل وہ ہے جس کا کھانا نور جس کی خواب مشاہدہ با حضور جس کی زبان ذکر اللہ مذکور جس کا قلب بیت المعمور اور جس کی روح فرحت و شوق سے مسرور ہوتی ہے۔

بیت

موج بے رہبر پہنچا لیتی ہے دریا میں خود کو
جب شوق تیرا رہبر ہے پھر طلب راہبر کیوں ہو

کامل صاحب دعوت کو علم دعوت قرب اللہ حضوری میں پہنچا دیتا ہے۔ جہاں اسے قرب پروردگار سے الہام جواب با صواب حاصل ہونے لگتا ہے اسے فرشتہ موکل سے پیغام حاصل کرنے کیلئے التجا کرنے کی کیا ضرورت ہے سنو! بعض علم دعوت پڑھنے میں (اپنے مرشد سے) اجازت تو لے لیتے ہیں

لیکن وہ دعوت پڑھنے میں ناقص ہوتے ہیں۔ اور بعض دعوت پڑھنے والے اجازت میں کامل ہوتے ہیں لیکن (خود) دعوت پڑھنے میں ناقص ہوتے ہیں۔ بعض دعوت پڑھنے میں کامل ہوتے ہیں لیکن اجازت میں ناقص ہوتے ہیں بعض اجازت اور دعوت پڑھنے دونوں میں کامل ہوتے ہیں اور ہر دو اعمال میں عامل کامل ہوتے ہیں۔

آخر فقر کی انتہا کیا ہے؟ (جس میں طالب) توجہ توفیق' تصور تحقیق اور فنافی اللہ (غریق ہو کر) بحق رفیق ہو جائے۔ جان لو! کہ دعوت کا علم پڑھ کر اپنے تصرف میں سیم و زر کے ہزاراں ہزار خزانے لے آنے اور (موکلات جنات) کے لشکر اپنے قبضہ میں کر لینے اور ذکر فکر مراقبہ سے بے شمار دانائی حکمت حاصل کر لینے سے کامل فقیر کی ایک توجہ بہتر ہے ایسی توجہ قرب اللہ حضوری ہی سے کی جاتی ہے جو کوئی اس قسم کی توجہ جانتا ہے اس کی توجہ میں روز بروز ترقی ہوتی ہے اور اس کی توجہ روز قیامت تک باز نہیں رہتی۔ یہ مراتب صاحب عیاں فقیر کے ہیں جو بعیان ہر علم کو پڑھ لیتا ہے۔ جسے لوگ غیب کہتے ہیں اسے جان لیتا ہے وہ کسی سے سنے بغیر (منجانب اللہ معرفت کے علوم) بیان کرنے لگتا ہے اور علم غیب جو اللہ تعالیٰ کے خاص الخاص بندوں کو حاصل ہوتا ہے اسے جان لیتا ہے خود اس علم خاص کو جسے علم لدنی کہتے ہیں پڑھ لیتا ہے۔ جس سے دل میں دلیل سے آگاہی ہونے لگتی ہے اور بعض کو قدرت الٰہی کے قرب سے الہام پیغام ملنے لگتا ہے یہ راہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بخشش سے حاصل ہوتی ہے۔ جو کوئی اس راہ کا منکر ہے وہ مردود سیاہ قلب مردہ دل ہے جو مردار دنیا اور عز و جاہ کا طلبگار ہے۔

شرح یقین: یقین نور ایمان ہے جو تلقین کے قید و تصرف میں ہے۔ اسے ازلی عطا کہتے ہیں تلقین سے اسم اللہ آفتاب کی مثل وجود میں طلوع ہو جاتا ہے

اس طرح (اسم اللہ کا نور) بے حجاب ظاہر ہو جاتا ہے۔

اگر کوئی یہ پوچھے کہ کیا تو نے دیدار کیا ہے؟ اور جواب دینے والا کہے ہاں میں نے کیا ہے (جان لو!) کہ اس نے دیدار نہیں کیا کیونکہ دیدار مخلوق کو دیکھنے سے مشابہت نہیں رکھتا۔

پس دیدار کیسے ہوتا ہے اور اس کی کیا کیفیت ہے؟ جس کسی کو اللہ تعالیٰ اپنے (انوار) دیدار سے مشرف کرنا چاہتا ہے تو اس کے وجود کے ساتوں اعضاء کو جذب کر لیتا ہے اور وہ (تصور نور سے جذب ہو کر) نوری وجود کے ساتھ لامکان میں جو غیر مخلوق ہے داخل ہو جاتا ہے جہاں اسم اللہ سے شعلۂ انوار ذات متجلی ہو کر) وہ مشرف دیدار ہو جاتا ہے جس کی مثال بیان کرنا ممکن نہیں جو بھی اس بے مثال کا دیدار کرتا ہے اسی طریقہ سے کرتا ہے۔ اس قسم کا دیدار مخلوق کے وہم و خیال اور احوال سے تعلق نہیں رکھتا جو کوئی ان مراتب کو پا لیتا ہے۔ اس کو اسم اللہ کی تلقین اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت سے یقین حاصل ہو جاتا ہے جس سے اس کیلئے حیات و ممات برابر ہو جاتی ہے اسے مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا ؁ کے مراتب اور اَلَا اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ لَا یَمُوْتُوْنَ ؁ جان لو کہ اولیاء اللہ مرتے نہیں کے درجات حاصل ہو جاتے ہیں۔

جو کوئی یقین کا یہ مرتبہ پا لیتا ہے وہ اسی دم واصل ہو جاتا ہے اور بے یقین کیلئے یہ سب کہنا سننا بیکار ہوتا ہے۔

یقین کی تین اقسام ہیں۔

(۱) یقین فراری: چنانچہ بت پرستوں کفار اہل زناء کا یقین اسی قسم کا ہوتا ہے۔

(۲) یقین اقراری: جو کلمہ طیب لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ (کے زبانی اقرار اور تصدیق قلبی سے تعلق رکھتا) ہے۔

(۳) یقین اعتباری: ایسا یقین اہل تلقین کو تصدیق با توفیق سے حاصل ہوتا ہے

اس قسم کا یقین پہاڑ کی مانند ہوتا ہے جو نہ جنبش کھاتا ہے اور نہ لرزہ۔ نہ ہی کبھی غلط (غل وغش) میں مبتلا ہوتا ہے۔ یقین ایک صورت اور فقر کی ایک صفت ہے جو عاجزوں کی دستگیری کرتا ہے اسے سلطان الفقر بھی کہتے ہیں جس کسی کے وجود میں خاص یقین داخل ہو جاتا ہے وہ بے دینی کے مرتبہ سے باہر نکل آتا ہے۔

علماء اور فقراء میں کیا فرق ہے؟: علما علم انا کی مستی سے سکر میں داخل ہو کر ہستی میں آ جاتے ہیں اور فقراء ہستی سے نکل کر دل (کی ولایت) میں داخل ہو جاتے ہیں اور غلبات شوق کی مستی سے مع اللہ پیوستہ ہو کر جملہ مطالب سے رستگاری حاصل کر لیتے ہیں یہ بھی تلقین بالیقین کے مراتب ہیں۔

جو کوئی اس کتاب (عقل بیدار) تمام کا مطالعہ کرتا ہے۔ اگر (باطن میں) یہود و نصاریٰ کی مانند کافر بھی ہو گا تو (حقیقی) مسلمان بن جائے گا اگر مردہ دل ہو گا تو اسے قلب کی زندگی حاصل ہو جائے گی وہ حضوری حق سے بہرہ ور ہو جائے گا۔ اسے چشم بینا حاصل ہو جائے گی اور شرک کفر کینہ سے باہر نکل آئے گا۔

نیز شرح یقین؟: جان لو! کہ تلقین بھی ایک علم ہے اور علم بالیقین بھی ایک علم ہے علم تلقین عقل بیدار پردہ بردار وسیلہ معرفت و توحید پروردگار ہے جب کہ علم یقین علیحدہ منصب رکھتا ہے اور علم تلقین کے مراتب ولایت علیحدہ ہیں۔ علم یقین فوق التلقین، کیا یقین کا درجہ تلقین سے اوپر ہے یا تلقین کا درجہ یقین سے بڑھ کر ہے؟ ایسے شخص کو جواب دو کہ عارف کیلئے یہ دونوں (درجات) بال و پر کی مانند ہیں جیسا کہ آنکھ اور اس کی نظر۔

علم یقین سے کیا چیز حاصل ہوتی ہے؟ اور علم تلقین سے کیا نصیب ہوتا ہے؟ علم تلقین میں نور کے تصور اور توجہ سے توفیق حاصل ہوتی ہے اور علم یقین

میں اللہ تعالیٰ کے قرب سے تحقیق حاصل ہوتی ہے جس سے لا یحتاج ہو جاتے ہیں اسم اللہ ذات کے علم تلقین سے معراج نصیب ہو جاتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ سے ہم کلام اور دیدار سے مشرف ہو جاتے ہیں۔ یقین اور تلقین کے دونوں علوم کو کھولنے والی چابی یا فتاح ہے۔ جو قادری طریقہ میں ہر قفل کھولنے کیلئے مشکل کشا اور عین نما ہے جسے کامل مرشد طالب صادق پر پہلے ہی روز بخش و عطا کر دیتا ہے۔ ایسے شخص کا کسی چیز کو حاصل کرنا۔ اس کیلئے کمر بستہ ہونا۔ اس کا سننا دیکھنا اور زبانی مطالعہ سب یقین (کامل) سے ہوتا ہے یقین ایمان کا لباس ہے اور ایمان جان کے اندر ہے۔ (جیسا کہ پستہ کے اندر مغز) جو کوئی علم یقین پڑھتا اور علم یقین (کے حصول کا طریقہ) جانتا ہے۔ اس کو ریاضت و چلہ کشی کی عمر بھر کیلئے حاجت نہیں رہتی۔

ابیات

اصل یقین ہے یقین یا رکن   محرم اسرار ہو از کنہ کن
اصل یقین ہے یقین کر طلب   محرم اسرار ہو از راز رب
اصل یقین ہے یقین ہے با نظر   یقین کی نظر بہتر ہے از سیم و زر
علم یقین حاصل کر از ذات نور   صورت یقین کی ہو جائے راہبر حضور
یہ یقین نہیں جسکو اپنایا تو نے   اپنا سر بتوں کے آگے جھکایا تو نے
اصل یقین یہ ہے طلب خدا کر   اصل یقین یہ ہے کر طلب مصطفیٰؐ کر

باھو جو کوئی طلب غیر کرتا ہے وہ بالیقین شیطان لعین کے تابع ہو جاتا ہے یقین (محض) زبانی اقرار، علم بیان، کتابوں کے (مطالعہ) اور ثواب کیلئے عبادت کرنے سے حاصل نہیں ہوتا یا یہ کہ وہ جہان و مکان سے تعلق نہیں رکھتا نہ ہی وہ

اربع عناصر خاک باد آتش آب سے متعلق ہے جو فقیر ان چاروں عناصر کو (اسم اللہ میں طے کر لیتا ہے) وہ ان سے گزر کر نور کے مرتبہ کو پہنچ جاتا ہے۔ (اور یہی یقین کا مرتبہ ہے)

بیت

چار تھا میں تین ہو کر دو ہوا　　دوئی سے گزرا تو پھر یکتا ہوا
جو بھی یکتا ہو گیا فی اللہ ہوا اسکا مقام　　فیض و فضلش ہے یہی فقرش تمام

الحدیث: اِذَا تَمَّ الْفُقَرَا فَهُوَ اللّٰہ جہاں فقر تمام ہوا وہی اللہ ہے جب کوئی تمامیت فقر کو پہنچ جاتا ہے تو شوق کا دریا اس کے وجود میں ٹھاٹھیں مارنے لگتا ہے اور وہ توحید کے نور میں غرق ہو کر دائمی حضوری ہو جاتا ہے عارف فقیر کے یہی مراتب ہیں۔ اے عالم اپنے علم پر غرور نہ کر اور اے بہشت کے مزدور زاہد (تو بھی اپنی ریاضت و زہد پر) فخر نہ کر۔

ابیات

یہ وجود خاک زیر خاک ہے　　روح بالا عرش پاک و پاک ہے
قلب کو ہے قرب دائم با حضور　　ہو گیا جو یکتائی اللہ ذات نور
فقر کی گم قبر اور گم جثہ جان　　جثہ کو لے جائیں اندر لا مکان
اولیاء کو جو کہے کہ مردہ ہے　　بے عقل ہے دل اسکا ہمیشہ افسردہ ہے
باھو ! یہ راہ دکھا بہر خدا　　زندگی گزرے بہ ہمدم مصطفیٰ

قولہ تعالیٰ: وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْيَاۗءٌ وَّلٰكِنْ

لَاتَشْعُرُوْنَ○ جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کر دیے جائیں ان کو مردہ مت کہو وہ (شہید) زندہ ہیں لیکن تمہیں اس کا شعور نہیں۔

قطعہ

معرفت کی راہ دگر علمے دگر مطالعہ کو چھوڑ کر جانی کو دیکھیں مگر
ناظروں کی نظر ہر دم باخدا یہ مراتب حاصل ہوں از مصطفیٰؐ

خاصوں کی صحبت ہی معراج ہے مشاہدہ اور لقائے الٰہی تو اپنے وقت پر موقوف ہے۔ خواہ معروف کرخی جیسا مرید ہی کیوں نہ ہو جو کوئی اسم اللہ ذات کی مشق وجودیہ سے (فقر) کی ابتدا کرتا ہے اس کی ابتداء اصل اور انتہا باوصل ہو جاتی ہے بعض کو اس سے باطن کو حضوری کھل جاتی ہے اور بعض کا باطن (نور اللہ) سے معمور ہو جاتا ہے بعض اس کو جانتے ہیں اور بعض نہیں جانتے بہتر تو یہ ہے کہ جانتے ہوئے بھی انجان بن جائے۔ اس طرح جب وہ تمامیت (فقر) کو پہنچ جائے گا تو بے غم ہو جائے گا جو کوئی علم کو نفسانی لذت اور خواہشات کی تکمیل کا ذریعہ بنا لیتا ہے۔ تو وہ علم سانپ (بن کر) اسے ڈس لیتا ہے۔ (جو اس کی روحانی موت بن جاتا ہے) جو کوئی (معرفت) کا علم قلب و روح کی (زندگی) کیلئے پڑھتا ہے اور وہ عالم اس علم میں ہوشیار بھی ہوتا ہے وہ دیدار کے لائق عالم باللہ عالم فی اللہ اور ولی اللہ عالم بن جاتا ہے۔ وہ علم کے (ظاہری) مراتب سے گزر کر فقیر اولیاء اللہ کا خطاب پا لیتا ہے اور حضرت بایزید رحمتہ اللہ علیہ کی مثل اسم اللہ کے (تصور) سے (نور) توحید میں گم ہو جاتا ہے جو کوئی اسم اللہ اور اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم (کے تصورات کی راہ) کا منکر ہے وہ ابو جہل ثانی ہے یا یہ کہ اسے (دوسرا) فرعون کہیے۔ تو اپنے آپ کو کس (گروہ)

سے خیال کرتا ہے؟

جس طرح کافر کیلئے کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا اقرار (بہت مشکل) ہے۔ اسی طرح مردہ دل کو تصوف کا (اقرار کرتے نہیں بنتی) حالانکہ تصوف کی راہ چلنے سے نفس شرمندہ، قلب زندہ اور روح دیدار کرنے والی ہو جاتی ہے۔ علم تصوف تو خدا تعالیٰ کی طرف کھینچنے کا (وسیلہ) ہے جس سے عیاں طور پر باطن کی تصدیق کی جاتی ہے اور سر اللہ کا مشاہدہ کرکے واصل ہو جاتے ہیں ناقص مرشد ذکر، فکر ورد وظائف، چلہ کشی، ریاضت کی مشقت میں لگا دیتا ہے جب کہ کامل مرشد پہلے ہی روز معرفت حضوری خزانوں کا جملہ تصرف بخش دیتا ہے۔

بیت

با حضوری معرفت دل زندہ ہو
بے حضوری رو سیاہ شرمندہ ہو

مرشد ہونا آسان کام نہیں ہے۔ (شتربان مرشد کیلئے) مست ہاتھی جیسے طالب کے گھٹنے کو باندھنا بہت مشکل ہے۔ مرشد کو پوری توفیق اور قوت حاصل ہونا چاہیے تاکہ وہ فیل بان بن کر مست ہاتھی (اپنے طالب کو) جس طرف چاہے پھرائے اور اگر طالب لومڑی (کی طرح عیار) اور مرشد گیدڑ کی طرح (ڈرپوک) ہوگا تو دونوں کا وصال اور عروج (مردار دنیا) تک ہی ہوگا۔ (اور مردہ شکار ہی ان کی خوراک ہوگی۔)

اگر طالب شیر ہے اور مرشد شیربان (شیروں کو سدھانے والا) ہے تو وہ دونوں زندہ شکار کھاتے ہیں مردہ کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھتے اگر مرشد تو شہباز (کی مانند بلند پرواز) ہو مگر طالب چیل کی مانند (پست پرواز) ہو تو ان

دونوں کی ہم نشینی درست نہیں ہوتی۔ جان لو! کہ احمق کو نصیحت کرنا شرمندگی کا باعث ہوتا ہے۔

کامل مرشد معما کشاء علم کا عالم عین، معما نما، وجود کے طلسمات کو توڑ کر (ظاہری و باطنی) خزانوں کا تصرف اسم اللہ ذات سے بخشنے والا ہوتا ہے یہ مرتبہ رمز ایمان کا ہے جو عارفوں فقراء اولیاء کو حاصل ہوتا ہے کامل مرشد کی توجہ کے بغیر طالب کسی منزل و مقام تک نہیں پہنچ سکتا اگرچہ وہ تمام عمر اپنا سر ریاضت، کے پتھر سے ٹکراتا رہے بہت زیادہ چلہ کشی کرنے سے بھی اس کو کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا۔ جان لو! کہ آدمی نور کی صورت ہے اور جس کسی کے وجود میں نور (اسم اللہ ذات) داخل ہو جائے تو اس کی ہر بات اللہ تعالیٰ کی حضوری سے ہونے لگتی ہے لسان الفقراء سیف الرحمٰن، فقراء کی زبان رحمان کی تلوار ہے کے یہی معنے ہیں اور جس کسی کے وجود میں (تصور اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کا نور داخل ہو جائے اس شخص کا ہر کام نور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوتا ہے۔ فنا فی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے یہی مراتب ہیں جو کوئی پیر مرشد کے تصور سے نور میں گم ہو جاتا ہے اس کی ہر بات پیر مرشد کی جانب سے ہوتی ہے یہ فنا فی الشیخ کے مراتب ہیں یہ علم عارفوں، عاشقوں، واصلوں کے نصیب ہوتا ہے ظاہری عالم فاضل اس علم سے بے خبر ہوتے ہیں کیونکہ زیر زبر کے محرم اور فقہ کے مسائل سے واقف ہوتے ہیں۔ جب کہ فقر کا مغز علم معرفت اللہ فقر ہے جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا فخر ہے۔ جو کوئی دنیا پر فخر کرتا ہے اس کی تمام خصلت فرعون جیسی ہے۔ تو کونسی عادت اختیار کرنا چاہتا ہے؟

نفس سانپ کی مانند ہے جو افسون (منتر) پڑھنے سے وجود کے سوراخ سے باہر نکل کر قید میں آ جاتا ہے (یہ منتر) محاسبہ خلاف نفس ہے جس سے نفس کے ساتھ انصاف کیا جاتا ہے جو یہ منتر نہیں پڑھتا وہ احمق ہے کہ نفس کے

سانپ پر ہاتھ ڈالتا ہے جس کسی کو نفس کا سانپ ڈس لیتا ہے وہ کبھی درست نہیں ہوتا کیونکہ یہ زہر لازوال ہے جان لے لیتا ہے جس سے (باطن کا انسان) بے جان ہو کر مر جاتا ہے مجھے اس قوم پر حیرت ہوتی ہے کہ جس کی زبان پر قرآن کی تفسیر نص و حدیث کا بیان ہوتا ہے لیکن ان کے باطن میں نفس خبیث دیو جن کی حکومت ہوتی ہے یہ خبیث دفع نہیں ہوتا جب تک کہ کامل مرشد عالم فاضل فقیر اس کو (محاسبہ نفسی) کی تلقین نہ کرے عالم فاضل مرید ہی فقر کا طالب ہوتا ہے ایسا فقیر جو تمام عالم پر امیر ہوتا ہے۔

آخر انتہائے فقر کیا ہے؟: فقیر ہر سخن میں اللہ تعالیٰ اور ہر سخن میں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہم کلام ہوتا ہے فقیر کا ہر سخن انبیاء اولیاء اللہ سے کلام ہوتا ہے اور فقیر کا ہر سخن فرشتوں سے ہم کلامی ہوتا ہے اسی طرح فقیر مخلوق خدا سے بھی ہم سخن رہتا ہے اسے عجیب خیال نہ کر اور نہ ہی اس کا انکار کر حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں تیس سال تک خدا تعالیٰ سے ہم کلام رہا اور لوگ یہ سمجھتے رہے کہ ہمارے ساتھ ہم سخن ہے۔

تصور اسم اللہ کی مشق وجود یہ طالب کے وجود کے ساتوں اعضاء کو اس طرح پاک و صاف کر دیتی ہے کہ اسے تمام عمر ریاضت اور چلہ کشی کی حاجت باقی نہیں رہتی ریاضت طالب کی آزمائش کیلئے کروائی جاتی ہے جب کہ کامل مرشد تو پہلے ہی روز قرب اللہ سے راز اور مشاہدہ بخش دیتا ہے اور اسے جمعیت سے کشائش اور آسائش میسر ہو جاتی ہے۔

بیت

چشم ہی عینک ہوئی جس نے دکھلایا خدا
یہ مراتب ہوتے ہیں حاصل نصیب اولیاء

چار چیزوں کو جو چار (قسم) کے نفسوں کی لذت اور ہوائے نفسانی ہے چھوڑ دینا چاہیے۔ (تاکہ دیدار سے مشرف ہو جائے)

بیت

سینہ صافاں پر نہ ہنس ہوش کر
آئینہ دیکھ کر جو ہنسے خود پر ہنستا ہے وہ

فقیر کا دشمن تین قسم کی حکمت سے خالی نہیں ہوتا:

یا تو وہ حاسد مردہ دل زندہ زبان کا عالم تصدیق (قلبی) سے بے خبر اور جاہل ہو گا

یا وہ جھوٹا کافر یا منافق ہو گا۔

یا وہ کمینی دنیا کا طلبگار ہو گا اور بہشت میں بالشت بھر جگہ بھی اسے نہ ملے گی۔

کامل فقیر وہی ہے جو ایک دم ایک گھڑی بلکہ آنکھ جھپکنے کیلئے بھی مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا نہیں ہوتا۔ جس کسی کو دائمی حضوری مجلس حاصل نہ ہو وہ شخص فقیر نہیں ہے اس کو درویش کہتے ہیں اور درویش کا مرتبہ علم باطن سے لوح محفوظ کا مطالعہ ہے۔ پس ظاہری علم کے علماء وارث الانبیاء کا کیا نشان ہے؟ کہ ایسے علماء کا علم ہر شب یا شب جمعہ یا مہینہ میں ایک بار یا سال میں ایک بار دیدار محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ بن جاتا ہے یہ وصال خاص ہے۔ جو کوئی حضوری مجلس میں واصل ہو کر دیدار محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف نہیں ہوتا اور اس کا علم اس کے وجود میں نفع و تاثیر نہیں دیتا ایسے عالم کو جاہل یعنی گدھے کی مانند بوجھ اٹھانے والا کہہ سکتے ہیں۔ وہ لوگوں کی آنکھوں میں کانٹا اہل ستم رشوت خور اہل آزار ہے اگر جملہ علماء و فقہا و اہل محدث و مفسر اور زاہد جاہ تقی حکمت میں عامل کامل حکیم اور جو بھی زندہ مردہ اور جو کوئی روئے زمین جن و انس موجود ہیں اگر ان سب کو یکجا کر دیا جائے (اور ان کی عبادت کو جمع

کیا جائے) تو وہ اولیاء اللہ کے تفکر کی ابتدا کو بھی نہیں پہنچ سکتے۔ ایسا تفکر جس سے پشت ناخن پر کونین کا تماشہ کیا جاتا ہے الحدیث' تفکر ساعۃ' خیرۃ' من عبادۃ الثقلین' ایک گھڑی کا تفکر دونوں جہان کی عبادت سے بڑھ کر ہے یہ صحیح حدیث ہے جس میں ذکر اللہ کی تسبیح کی جاتی ہے الحدیث: فَرْضٌ" مِنْ قَبْلِ کُلِّ فَرْضٍ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ" رَّسُوْلُ اللّٰهِ سب فرائض سے پہلا فرض کلمہ طیب کا ذکر ہے لیکن شرط یہ ہے کہ یہ ذکر خفیہ ہونا چاہیے جو مشاہدہ حضوری' قرب اللہ راز سے تعلق رکھتا ہے نہ کہ بلند آواز سے ذکر کرنا۔ جو کوئی حضوری محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہو کر معشوق محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بن جاتا ہے وہ اس آیت کریمہ کے مصداق ہو جاتا ہے۔

قولہ تعالیٰ۔ وَاصْبِرْ نَفْسَکَ مَعَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاوةِ وَالْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَیْنٰکَ عَنْهُمْ تُرِیْدُ زِیْنَةَ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِکْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰهُ وَکَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا O

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اپنے نفس کو ان لوگوں کے ساتھ پابند رکھئے جو صبح و شام اپنے رب کو پکارتے ہیں اور اسی کی رضا چاہتے ہیں۔ دنیا کی زیب و زینت دیکھ کر ان سے تمہاری نگاہیں ہٹنے نہ پائیں اور نہ ہی ان کی راہ چلئے جن کے دلوں کو ہم نے اپنے ذکر سے غفلت میں ڈال رکھا ہے اور ان کا کام (بداعمالیاں) حد سے بڑھ گئی ہیں۔

قولہ تعالیٰ۔ وَلَا تَطْرُدِ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْهَهٗ مَا عَلَیْکَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِنْ شَیْءٍ وَّمَا مِنْ حِسَابِکَ عَلَیْهِمْ مِنْ شَیْءٍ فَتَطْرُدَهُمْ فَتَکُوْنَ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ۔

اے پیغمبر! جو لوگ صبح و شام اپنے رب کو پکارتے ہیں اور اسی کی رضا مندی چاہتے ہیں۔ ان کی کسی شے (یعنی اعمال) کا حساب دینا آپ کی ذمہ

نہیں اور نہ ہی آپ کے متعلق حساب دینا ان کے ذمہ ہے ان کو دھتکاریے نہیں کہ کہیں تم ظالموں میں سے ہو جاؤ۔

یہ زندہ قلب نفس پر امیر فقیر ہیں۔ جو اللہ قادر کے حکم سے کونین پر قدرت و (تصرف) رکھتے ہیں قولہ تعالیٰ: وَاِذْ قَالَ اِبْرَاهِيْمُ رَبِّ اَرِنِیْ کَيْفَ تُحْيِ الْمَوْتٰی قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلٰی وَلٰکِنْ لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِیْ قَالَ فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّيْرِ فَصُرْهُنَّ اِلَيْکَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰی کُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءً ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَاْتِيْنَکَ سَعْيًا وَاعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَکِيْمٌ۔

جب ابراہیم علیہ السلام نے عرض کی یا رب مجھے دکھا دے تو مردوں کو کیسے زندہ کرتا ہے۔ حکم ہوا کیا تمہیں یقین نہیں؟ عرض کی ہاں ہے۔ لیکن اطمینان قلبی چاہتا ہوں۔ ارشاد ہوا چار قسم کے پرندے لے کر ان کو اپنے ساتھ سدھا لیجئے۔ پھر ان کو ذبح کر کے ان کا (قیمہ) الگ الگ پہاڑوں پر رکھ دیجئے۔ پھر ان کو بلایئے۔ وہ دوڑتے ہوئے تمہاری طرف آئیں گے۔ جان لو! بے شک اللہ تعالیٰ عزیز و حکیم ہے۔

کیا تو جانتا ہے کہ ان چار پرندوں کو ذبح اور کشتہ کرنے والا زندہ قلب دائمی حضوری ہوتا ہے اس قسم کا ذاکر فقیر علم تفسیر کا عالم اور قلبی تصدیق میں (کامل ہوتا) ہے اسی کو فقر فخری محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں۔ الحدیث' الفقر فخری والفقر منی فقر میرا فخر ہے اور فقر مجھ سے ہے۔

بیت

جانتا ہے فقر کیا ہے گنج کان کرم دیکھ لیا جب روئی فقرش کیسا غم

فقر پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم سے پیغام اور آورد و برد کو کہتے ہیں فقیر جس

وقت بھی چاہتا ہے تصور و اسم اللہ یا تصرف روحانیت قبور کی راہ سے حضوری مجلس میں مشرف ہو جاتا ہے۔

فقیر پر فقر کا اثبات کیسے ہوتا ہے؟ فقر کا مرتبہ اسم اللہ ذات (کے تصور) اور فنافی اللہ (نور ذات) ہونے سے حاصل ہوتا ہے جس سے مردہ دل کو روز قیامت تک کیلئے دائمی حیات نصیب ہو جاتی ہے اور جس کا قلب زندہ ہو جاتا ہے اسے صغیرہ و کبیرہ گناہوں سے نجات مل جاتی ہے اور زندہ قلب سے ہرگز کوئی گناہ سرزد نہیں ہوتا ''وَخَلَقْتُ الْحِمَارَ بِصُوْرَتِ الْبَشَرِ'' اور اگر ایسا نہیں ہے تو وہ انسانی صورت میں گدھا پیدا کیا گیا ہے اور ایسے لوگ بکثرت موجود ہیں۔ قولہ تعالیٰ كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارً وہ گدھے کی مانند بوجھ اٹھانے والا (جانور ہے) جان لو! آدمی کو انسان کو بشر کو کس بات سے شناخت کر سکتے ہیں؟ وہ مشکل میں کارآزمودہ' باوفا' جانثار' نہ زبانی کلام کرنے والا نہ چرب کھانا کھانے والا فانی ہوتا ہے بلکہ وہ یار جانی اللہ اللہ کا ذکر کرنے والا ہوتا ہے اسم اللہ کا ذکر تو پرندے اور طوطے بھی کرتے ہیں لیکن اسم اللہ کا ذکر کرنے والا کامل وہی ہے جو اسم اللہ کے ذکر سے حضوری حاصل کر لیتا ہے۔

ابیات

ذکر کو بھی چھوڑ اور فکر بھی نہ ہو   ذکر و فکر وسوسہ ہے دل سے دھو
مرشد سے تو طلب کر توحید کا نور   مرشد سے تو طلب کر قربِ حضور
بے حضوری ہر طریقہ راہزن   طالبوں کو کافی ہے بس یہ سخن
با حضوری قادری کی ابتدا   انتہا میں قادری صاحب لقاء

قولہ تعالیٰ۔ مَنْ كَانَ فِىْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِى الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى ○ جو اس دنیا میں

اندھا ہے وہ آخرت میں بھی اندھا رہے گا۔ (دیدار الٰہی سے مشرف نہ ہو گا)۔

بیت

اندھے کو میں گر کہوں دیدار کر   اندھا مادر زاد کیسے دیکھے گا مگر

قادری مقرب الحق کو کہتے ہیں "حسنات الابرار سیات المقربین" نیکوں کی نیکیاں (مراقبہ مکاشفہ ذکر فکر) مقربین کے نزدیک گناہ کے درجہ میں ہیں۔ کامل قادری کی نظر میں طالب جاہل ہو یا عالم (دونوں) برابر ہوتے ہیں۔ کامل کو ہر علم اور ہر نصیب (عطا کر دینے کا) اختیار ہوتا ہے کیونکہ مقرب پروردگار لوح محفوظ (سے ہر علم کا مطالعہ) کر کے غس کو سعد اور سعد کو غس میں تبدیل کر دیتا ہے تو اسے عجیب خیال مت کر کیونکہ کامل قادری کے طالب مرید کا کھانا مجاہدہ اور اس کی خواب حضوری مشاہدہ ہوتی ہے دانا بن اور آگاہ ہو جا کہ طریقہ قادری میں ہر طریقہ کے جاسوس شیطانی نقب زنی کرتے ہیں تا کہ طالب مرید قادری کو گمراہ کر دیں قادری کو فتح قادری طریقہ سے ہی ہے قادری طالب مرید جو کسی دوسرے طریقہ کی طرف رجوع کرتا ہے اور اس سے اخلاص اختیار کرتا ہے وہ مردود ہو کر سلب ہو جاتا ہے اور قیامت تک اس کا دل زندہ نہیں ہوتا۔

قادری اور دوسرے طریقہ والوں کی پہچان کیسے کر سکتے ہیں؟ قادری بے تکلف بے تکلیف اہل توحید ہوتا ہے اور دوسرے طریقہ والے اکثر اہل تقلید ہوتے ہیں کامل قادری کے ہاتھ میں پہلے ہی روز اسم اللہ ذات توحید کی کلید ہوتی ہے جس سے مہمات و (مشکلات) کے ہر قفل کو وہ کھول لیتا ہے۔ "جَزَاکُمُ اللّٰہُ فِی الدَّارَیْنِ خَیْرًا" اللہ تعالیٰ ایسے فقیر کو دونوں جہان میں جزائے خیر عطا فرمائے۔ (امین) اللہ بس ماسویٰ اللہ ہوس۔ حضرت پیر میراں محی

الدین قدس اللہ سرہ العزیز اپنے طالبوں مریدوں سے ایسا تعلق رکھتے ہیں جیسا کہ جسم اور سانس ہوتے ہیں۔ اگر سید عبدالقادر جیلانی حضرت پیر دستگیر کا مرید طالب فرزند صالح ہے تو وہ ہمیشہ پیر دستگیر کی آستین میں (پناہ لئے رہتا) ہے اور اگر طالب طالح ہے تو خدا اور رسول کی قسم شاہ محی الدین اپنے مرید کے حال و احوال اقوال و افعال اور اعمال کسی حال میں تا قیامت اس سے جدا نہیں ہوتے۔ حشرگاہ کے ہر مقام پر بھی اس کو اپنی نظر نگاہ پناہ میں رکھتے ہیں یہ وہ بخشش و عطا الٰہی ہے جس کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کر رکھا ہے کہ طالب مرید فرزند حضرت پیر دستگیر کو دوزخ میں نہ ڈالے گا اور اگر کوئی حاسد کاذب اور منافق یہ کہے کہ ایسا نہیں ہوگا تو اس شخص کو (اس گستاخی) پر بہشت سے محروم کر کے باہر نکال دیا جائے گا اور جو کوئی طالب مرید فرزند حضرت پیر دستگیر ہو کر آپ کو اپنے سے جدا جانے پھر وہ کیسے اپنے آپ کو طالب مرید فرزند حضرت پیر دستگیر کہلاتا ہے؟ جو کوئی کسی مشکل کے وقت امداد کیلئے حضرت پیر دستگیر کو اخلاص اعتقاد اور یقین کے ساتھ یاد کرتا اور کہتا ہے "احضروا یا مالک الارواح المقدس والحی الحق شاہ عبدالقادر جیلانی حاضر شو" اور نفس پر شدت غضب اور دل پر جذبہ سے لا الٰہ الا اللہ کی تین ضربیں لگاتا ہے تو بے شک تیسری ضرب پر حضرت پیر دستگیر اربع عناصر کے نفسانی جثہ سے حاضر ہو جاتے اور ظاہری آنکھوں سے نظر آتے ہیں یا قلب کے (نورانی) جثہ سے حاضر ہو جاتے ہیں جو عین العیان کو نظر آ جاتے ہیں یا جثہ روح سے حاضر ہو جاتے ہیں اور (قلب) کی آنکھوں سے نظر آ جاتے ہیں یا سری جثہ سے حاضر ہو جاتے ہیں اور (روح) کی آنکھوں سے نظر آ جاتے ہیں یا نوری جثہ سے حاضر ہو جاتے ہیں اور صاحب حضوری کو نظر آ جاتے ہیں بعض کو اس کی باطنی استعداد کے مطابق ظاہری ملاقات ہو جاتی ہے

بعض کو الہام سے بات (دل میں ڈال دیتے) ہیں بعض کو وہم بعض کو دلیل سے آگاہی ہو جاتی ہے بعض کو خیال بعض کو وصال نصیب ہو جاتا ہے اور بعض کو پیغام مل جاتا ہے۔

جو کوئی طالب مرید فرزند وصل کی اصل سے واقف ہے وہ خاص الخاص اولیاء کا مرتبہ حاصل کر لیتا ہے ایسے اولیاء اللہ مرتے نہیں ہیں۔ بلکہ اسم اللہ ذات سے (اس فانی) زندگی سے دائمی حیات میں داخل ہو جاتے ہیں اولیاء کی موت سے مراد یہ ہے کہ وہ خطرات سے نجات پا لیتے ہیں۔ قَالَ عَلَیْهِ الصلوٰة - مَنْ عَرَفَ اللّٰہُ لَمْ یَکُنْ لَہٗ لِذَتٌ مَعَ الْخَلْقِ ۔ جو کوئی اللہ تعالیٰ کا عارف ہو جاتا ہے اسے مخلوقات (کے میل جول) سے کوئی لذت نہیں آتی۔ حضرت شاہ محی الدین نے فرمایا۔ اَلْاُنْسُ بِاللّٰہِ وَلَا الْمُتَوَحِّشُ عَنْ غَیْرِ اللّٰہِ - وہ اللہ تعالیٰ سے تو انس کرنے لگتا ہے لیکن غیر اللہ سے اس کے (دل میں) وحشت پیدا ہو جاتی ہے۔ یہ ان اولیاء اللہ کے مراتب ہیں جن کی موت و حیات برابر ہو جاتی ہے قَالَ عَلَیْهِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ - اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ لَا یَمُوْتُوْنَ بَلْ یَنْقَلِبُوْنَ مِنَ الدَّارِ اِلَی الدَّارِ۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اولیاء اللہ مرتے نہیں ہیں۔ بلکہ ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہو جاتے ہیں قولہ تعالیٰ۔ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتٌ بَلْ اَحْیَآءٌ وَّلٰکِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ○ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو لوگ راہ کی اللہ میں قتل کر دیئے جائیں ان کو مردہ مت کہو وہ زندہ ہیں لیکن تمہیں (ان کی زندگی) کا شعور نہیں۔

جو کچھ بھی علم علوم جن و انس موکل فرشتہ (کو تسخیر کرنے کیلئے موجود ہیں) وہ سب علم دعوت قبور کی قید میں ہیں۔ جو اہل تصور حضوری عارف کو نصیب ہوتے ہیں۔ کیا تو جانتا ہے کہ ہر قسم کے خاص و عام لوگوں کی زبان ہر اسم اللہ اللہ کا (ورد) ہوتا ہے اور وہ اسم اللہ کا (وظیفہ) بھی کرتے ہیں لیکن اسم

اللہ کی کنہ (جس سے اسم با مسمیٰ ہو جاتے ہیں) نہیں جانتے۔ وہ قرب اللہ کی معرفت سے محروم ہوتے ہیں کامل مرشد تلقین سے اسم اللہ کی کنہہ کو کھول دیتا اور طالب کا ہر مطلب اسم اللہ کی کنہہ سے دکھا دیتا ہے۔ عقلمند وہی ہے جو طالب کو چار قسم کے تصرف عطا کر دیتا ہے جس سے طالب تمام عمر بے جمعیت اور پریشان نہیں ہوتا ایسا فقیر لا یحتاج (حیات و ممات) کے اولیاء اللہ اور ظل اللہ بادشاہ پر غالب ہوتا ہے نہ تو کسی سے کوئی حاجت رکھتا ہے اور نہ ہی کسی سے کوئی التجا کرتا ہے وہ چاروں تصرف یہ ہیں۔

اوّل تصرف علم دعوت قبور کا ہے: قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا تَحَیَّرْ تُمْ فِی الْاُمُوْرِ فَاسْتَعِیْنُوْا مِنْ اَھْلِ الْقُبُوْرِ ' جب تم کسی کام میں حیران رہ جاؤ تو اہل القبور سے اعانت طلب کرو۔

جو طالب علم دعوت میں تمام (قسم کی دعوت پر غالب) ہو جاتا ہے۔ ہر قسم کا تصرف ہمیشہ کیلئے اس کی نگاہ میں ہوتا ہے۔ لیکن طالب کیلئے پہلا فرض یہ بھی ہے کہ وہ اپنے نفس کو اپنے حکم میں لے آئے۔ جو کوئی علم دعوت کے مطالعہ میں باعمل عامل ہے وہی فقیر کامل ہے اس راہ کی اصل (بنیاد) قرب آلہ سے وصل حاصل کرنا ہے جب کہ دنیاوی عزت کا (خواہشمند) خود فروش ہوتا ہے جس کا نفس موٹا ہو جاتا ہے اور اس کا دل شب و روز (گناہ کے کاروبار) میں مصروف رہتا ہے اے میری جان سن لے آ کہ ہزار کتاب (کا مضمون) تو ایک سخن میں ہی سما جاتا ہے جب کہ ایک سخن ہزار کتاب میں نہیں آتا۔ یہ (سخن) حضوری ہے جو اہل مغفور عاشقوں کے نصیب ہوتی ہے پس کوئی دوسرا کون ہوتا ہے جو اہل سخن کے سامنے دم مارے۔ سخن ذات دوسرا ہے سخن صفات دوسرا ہے اور سخن سر دوسرا ہے۔ تو اس سخن کو کیا جانتا ہے؟ یہ سخن تو دوام حضوری ہے۔ یہ علم لدنی ہے۔ جس سے روز ازل کا فیض فضل توفیق حاصل ہو جاتی ہے جس سے وہ

حلال کھاتا سچ بولتا اور ایزد متعال کے حضوری مشاہدہ سے مشرف ہو جاتا ہے یہی وصال حضوری قرب معرفت اللہ کے مراتب ہیں جو مطلق توفیق الٰہی ہے وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ اور اللہ کے سوا کوئی توفیق حاصل نہیں ہوتی۔ اس راہ کی اصل (بنیاد) علم ہے۔ جاہل اس راہ میں چل نہیں سکتا۔

بیت

گر تو عقل رکھتا ہے تو علم حق کر طلب
جاہل تو ہیں ریچھ شور مثل سگ

علم بھی تین قسم کا ہے اور اس علم کے تین طریقے ہیں۔

(۱) شاعروں کا علم

(۲) عربی دان علماء کا علم

(۳) توحید کے عارفوں اہل تصوف فقیر اولیاء کا علم۔

شعرا کا علم فصاحت و بلاغت اور دانش و شعور پر مبنی ہوتا ہے علماء کا علم فقہ، تفسیر، حدیث کا علم ہے جس سے وہ علم کے مطالعہ مناظرہ، مذاکرہ، ذکر مذکور میں مشغول رہتے ہیں۔ اہل تصوف اولیاء اللہ کا علم قرب اللہ حیی و قیوم کی حضوری سے ہوتا ہے اور جس جگہ حضور ہے وہاں پر اسم رسوم مطالعہ کتاب رقم رقوم شعر شعور کا علم بے خبر اور بہت دور ہے۔

دانا بن اور آگاہ ہو جا چنانچہ جو کچھ بھی لاسویٰ اللہ خطرات کے دفاتر ہیں ان کو اپنے دل سے کھرچ ڈال۔

اسم اللہ ذات کی حاضرات سے گنج بے رنج کا تصرف اللہ تعالیٰ کی عطا فضل سے بے نصیب کو با نصیب کر دیتا ہے اور طالبوں کا ہر مطلب بحکم خدا کلمہ

طیب لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی کنجی سے حاصل ہو جاتا ہے۔ دوزخ کی آگ اس پر حرام ہو جاتی ہے ایمان اور بہشت اللہ تعالیٰ کے فضل و رحمت سے اس کا عاشق ہو جاتا ہے اس کو جمعیت تمام ہر خزانے کا تصرف، ہر قسم کا رزق مل جاتا ہے اور ہر قسم کے خزانوں کا تصرف نصیب قسمت چنانچہ جو کچھ بھی ازلی فیض و فضل ہے اسم اللہ ذات اور کلمہ طیب کی طے میں ہے۔ کامل پیر اور مکمل مرشد وہی ہے جو کلمہ طیب کی طے کو توجہ باطنی سے کھول دے اور ہر قسم کے خزانوں کا تصرف اس کی قسمت اور رزق کلمہ طیب سے دکھا دے کیونکہ یہ حق کی جانب سے حق ہے برحق ہے بعزت اللہ واللہ باللہ ثم باللہ معرفت اللہ حق ہے۔

یہ کتاب کم بخت و بے نصیب و بے عقل اور بد قسمت کو پسند نہیں آتی۔ اس کتاب کا علم اللہ تعالیٰ کے خوش قسمتی کے خزانوں اور فقر کی تحقیق بخش دیتی ہے اور توفیق سے دکھا دیتی ہے جسے عقلمند دائمی طور پر حاصل کر لیتا ہے اور (عام لوگوں) کی عقل تو روٹی کی طلب (میں ہی مبتلا رہتی) ہے۔ اس کتاب کا نام محک العلماء و فقہاء و فقراء و عارف اولیاء اللہ رکھا گیا ہے یہ کتاب ہدایت عرفان اور عنایت خدا کے مراتب کو پہنچا دیتی اور مجلس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں داخل کر دیتی ہے جو کوئی شب و روز اس کتاب کو اپنے مطالعہ میں رکھتا ہے اور اس کو بار بار پڑھتا ہے وہ دنیا و آخرت میں محتاج نہیں رہتا لا یحتاج ہو جاتا ہے۔

ابیات

بے عقل کو خوش نہیں آتی یہ کتاب　　عاقلوں کو گنج بخشے بے حساب
غوث و قطب تم کو بنا دے ہر ورق　　ہر تصرف کیمیاء کا دے سبق
اکسیر تکسیر اور علم کیمیاء　　کیمیائے ہنر سے نظر کو حاصل غناء

بعض لوگوں کو عقل ایک دوسرے کو نصیحت کرنے سے حاصل ہوتی ہے ایسے لوگ گداگروں کی مثل سوال کرنے والے ہوتے ہیں۔ اولیاء اللہ کو علم اور عقل بغیر کسی مصلحت کے خدا تعالیٰ کی عطاء و بخشش سے ہوتی ہے اسی کو "عقل کلی" کہتے ہیں کل و جز پر حاکم امیر تمام جہان کا خبر گیر یہی فقیر ہوتا ہے جو عالم ہو کر اس کتاب کو صرف مطالعہ کیلئے پڑھتا ہے۔ (اس پر عمل نہیں کرتا) اگرچہ اس کی زبان پر تفسیر کا (بیان ہو) وہ طمع اور حرص سے باز نہیں آتا قال علیہ الصلوٰۃ والسلام ۔ لِکُلِّ شَیْءٍ آفَۃٌ" و آفۃ العلم الْعِلْمِ بِالْطَمَع "حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر شے کیلئے ایک آفت ہوتی ہے اور علم کیلئے آفت طمع ہے۔ اول علم غنایت کیمیاء ہنر و کیمیا نظر کا تصرف سکھانا چاہیے۔ اس کے بعد ہدایت کی (تلقین) کرنا چاہیے طالب شاگرد خاص کو علم کیمیاء کا محرم کرنا سعادت ثواب بعینہ عطا ہے اور نالائق طالب شاگرد کو بخشش کرنا بہت بڑی خطا ہے جو کوئی بے عقل کو یہ علم عطا کرتا ہے اس کے خون و خرابی کا وبال اور زوال اسی کی گردن پر ہوگا فقیر وہی ہے جو ہر تصرف میں عالم ہر تصور میں کامل ہر توجہ میں مکمل ہر تفکر میں اکمل ہوتا ہے اور جملہ مجموعی مراتب لا طامع' فقیر کو حاصل ہوتے ہیں۔

ابیات

عقل حق نور ہے حق کا آفتاب   (جسم) میں ہو جائے روشن ماہتاب
بے عقل اندھے کو حاصل نہ (لقاء)   بے خبر از معرفت وحدت خدا
عاقلوں کی عقل ہے از ذات حق   مطالعہ با علم و علم دل کا ورق
یہ سخن حاصل ہوا از کنہ کن   جاوداں کو پا لیا از یک سخن
ہر ایک آیت قرآن سے سب پایا ہم نے   بارفیق آنکھوں کو بتایا ہم نے

عقل ایک بھید ہے ادب سے حاصل ہو　　بے ادب بے عقل ہے بس گفتگو
عقل والا دائما اندر سکوت　　لب بلب بستہ ساکن لاھوت

الحدیث: مَنْ عَرَفَ رَبَّهٗ فَقَدْ كَلَّ لِسَانَهٗ ؕ جس نے اپنے رب کو پہچان لیا۔ پس اس کی زبان (کلام سے) کند ہو گئی۔ اہل حضور خاموش رہتے ہیں اور ان کی خاموشی حضوری اور جگر سے خون نوشی ہوتی ہے۔ بے عقل جوش و خروش کرتا ہے اور اس کی خاموشی خود فروشی ہوتی ہے۔

ابیات

عقل کلی گنج نور اور باحضور　　بے عقل بے حضوری حق سے دور
عقل بیدار ہے تو (شیریں) خواب گیر　　عقلمند غالب رہے روشن ضمیر
معرفت کی عقل ہے سر ہدایت　　بے عقل دنیا کی طلب میں سگ صفت
علم کے بھی ۳ حرف اور عقل کے بھی ۳ حرف　　علم و عقل جب ایک ہوں انسان کو شرف
عقلمند ہیں طلب اللہ میں ہر دوام　　ہر مطالب طلب حق میں ہوں تمام
انبیاء کی عقل ہے حق کی عطا　　اولیاء کو عقل کر دے با خدا
عقلمند ناظر نبی ؐ حاضر نبی ؐ　　طالب دنیا عقلمند ہے شقی

سن لو! کہ طالب مولیٰ اگرچہ دنیا کی نظر میں تو بے عقل ہوتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے نزدیک عقلمند ہوتا ہے قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ۔ مَنْ مَاتَ فِیْ حُبِّ اللّٰهِ فَهُوَ شَهِیْدًا ؕ جو اللہ تعالیٰ کی محبت میں مر گیا وہ شہید ہے فقیر اگرچہ لوگوں کے نزدیک (ظاہری علوم کی تحصیل) نہ کرنے کی وجہ سے جاہل نظر آتا ہے مگر اللہ تعالیٰ کی توحید کے علم میں عالم فاضل مع اللہ "بالالہام" حضوری میں ذکر مذکور

سے دور بدور کلام با کلام (کا عالم ہوتا) ہے قولہ تعالیٰ فَاذْکُرُوْنِیْ اَذْکُرْکُمْ O تم میرا ذکر کرو میں تمہیں یاد کروں گا۔ عقلمند تو با خدا متوجہ ہوتا ہے اور بے عقل طمع نفسانی حرص و ہوا میں مبتلا ہوتا ہے تو کونسی (راہ) اختیار کرنا چاہتا ہے؟ تجھے معرفت مطلوب ہے یا باطل دنیا کی طرف رجوع کرنا چاہتا ہے؟ ایمان کا اصل سرمایہ (حرص طمع) سے رہائی پانا اور کم آزادی کو اپنا لینا ہے۔ جان لو! کہ حضوری میں تجلیہ انوار کی (کثرت) سے عقل کلی زیادہ ہو جاتی ہے طالب العلم علماء و طالب المولیٰ اولیاء اللہ فقیر کے دانش و شعور اوز ان کے مراتب کے درمیان کیا فرق ہے؟ علما فرماتے ہیں اور فقیر اولیاء اللہ اسی علم کو عین بعین دکھاتے ہیں فقیر طریقت اختیار نہیں کرتا وہ ہر قسم کے مقامات اور طبقات کو طے کرکے ان کی تحقیق کرتا ہے فقیر کیلئے مسلک نہیں ہے بلکہ سلامتی ہے وہ باتوفیق ہوکر آفات سے باہر نکل آتا ہے۔

اگر کوئی حاسد، منافق، مردہ دل، جھوٹا، شیطان کا بیٹا، وسوسے ڈالنے والا خناس پیر و مرشد کا منکر بے پیرومرشد بے معرفت یہ حجت کرے کہ اس زمانہ میں کوئی پیرومرشد صاحب قوت لائق ارشاد نہیں ہے۔ اس لئے پیر مرشد کی بجائے کتابی علم کو وسیلہ اختیار کرنا چاہیے یہ سب شیطانی حیلہ سازی اور نفسانی مکروفریب ہے۔ جس سے تکبر اور ہوا پیدا ہو جاتی ہے۔ اور ایسا شخص خدا تعالیٰ کی معرفت اور ہدایت سے محروم ہو جاتا ہے اور اسے مجلس محمد صلی اللہ علیہ وسلم نصیب نہیں ہوتی۔ ہمیں یہ بھی یقین ہے کہ ایسا کہنے والے کی بات پر کان نہ دھرنا چاہیے۔ کیونکہ وہ مردہ دل ہے جو کتے کی مانند مردار دنیا کا طلبگار ہوتا ہے علم تو کتابوں میں موجود ہے جب کہ علمائے عامل قبروں میں جاسوئے ہیں لیکن کامل مرشد ظاہر باطن میں حاضر اللہ تعالیٰ کے خزانوں کے خزانچی صاحب ہدایت ہیں جو ایک پل کیلئے بھی مخلوق خدا کی حفاظت سے غافل نہیں رہتے وہ

ایک دوسرے کے قائم مقام بن کر قیامت تک مثل آفتاب فیض بخشی کرتے رہیں گے وہ طالبوں اور لوگوں کے رہنما ہیں اس طرح منصب با منصب حضوری حاصل کرنے کا یہی طریقہ ہے۔

ابیات

طالبا اگر تو آئے تجھے حاضر کر دوں   نفس کو قہر و غصہ سے مردہ کر دوں
معرفت پہچانا حق اولیاء   تا کہ حاصل ہو تجھے وحدت لقاء
صاحب گنج اہل تصرف با صد کرم   عارف باللہ وہی ہے جان من

جس کسی کا باطن صفا ہے اور اسے نظر عیاں سے تحقیق حاصل ہے۔ اس کو ہر قسم کے خزانوں کے تصرف کی توفیق بحق رفیق حاصل ہو جاتی ہے طالبوں کو اول تصرف کی تلقین ہی کرنا چاہیے اور (تلقین) کا یہ طریقہ اس حدیث کے مطابق ہے۔

الحدیث: خَیْرُ النَّاسِ مَنْ یَّنْفَعُ النَّاسِ ؕ مخلوق میں بہتر وہی ہے جو لوگوں کو نفع پہنچائے۔ پس معلوم ہوا کہ فقیر کا وجود کرم کی کان ہے اور فقیر کا کلام بیش قیمت موتی ہے اور کنہ کن اس کا مکان ہے۔ اے احمق پریشان حیوان اس کے قہر و جلالیت سے خبردار رہ کیونکہ فقرا کا قہر خدا تعالیٰ کے قہر کا نمونہ ہوتا ہے فقیر کی ہر بات فقیر کی کام کشائی فقیر کی نظر و توجہ فقیر کی نشست و برخاست فقیر کا ہر کام جو وہ کرتا ہے کسی حکمت پر مبنی ہوتا ہے فِعْلُ الْحَکِیْمِ لَایَخْلُوْا عَنِ الْحِکْمَۃِ ؕ حکیم کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں ہوتا علم تصرف سے جس طالب مرید کو اپنے مرشد اور پیر سے اول دنیا کے خزانوں کی سیری کی تعلیم حاصل نہ ہو۔ تو ایسے طالب مرید کو معرفت اور فقر اختیاری کیسے نصیب ہو سکتا ہے قال علیہ

الصلوات والسلام اَلْجَوْعِ اَشَدُّ مِنَ الْعَذَابِ الْقَبْرِ۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بھوک کا (عذاب) قبر کے عذاب سے بڑھ کر ہے نیز فرمایا کہ "اللہُ یُحِبُّ الْفُقَرَاءَ" اللہ تعالیٰ فقرا سے محبت کرتا ہے پس جو کوئی فقیر کا گلہ کرتا ہے وہ خدا تعالیٰ کا گلہ گزار بن جاتا ہے اور جو کوئی فقیر ہو کر فقیر کی شکایت حکایت کرتا ہے اس کا فقر اضطراری ہوتا ہے اور اسے بھوک سے شرمندگی اور خواری ہوتی ہے الحدیث۔ "نَعُوْذُ بِاللہِ مِنَ فَقْرُ الْمِکبُّ" میں اللہ تعالیٰ سے منہ کے بل گرنے والے فقر سے پناہ چاہتا ہوں۔

کیا تو (نہیں) جانتا کہ شیطان عالم ہے اور علم کی قوت سے اس نے تمام عالم کو اپنے قید و قبضہ میں لے رکھا ہے ہزار میں سے کوئی ایک شخص ہی ہوگا جو شیطان سے (بچ کر) اپنی گیند نکال لے گیا ہو۔ پس معلوم رہے کہ شیطان توریت، زبور، انجیل اور فرقان حمید ان چاروں کتابوں کے علم اور علم ہدایت سے بے نصیب اور محروم ہے آدم علیہ السلام اولاد میں سے سوائے علمائے عامل و فقیر درویش کامل۔ غوث و قطب مکمل ہر ایک پر شیطان قوی اور غالب آ جاتا ہے اولیاء اللہ کو (گمراہ کر کے) حضوری خدا سے روک کر اپنے حکم کے تابع کر لیتا ہے۔

وہ کونسا علم ہے؟ وہ طمع اور حرص کا علم ہے شیطان علم طمع اور حرص کی لذت کی تعلیم نفس کو دیتا ہے جس سے بلاشک و شبہ وہ بے دین ہو جاتا ہے مطلب یہ کہ دنیا کی طمع دنیا کی زینت دنیا کی لذت، شیطان کی متاع ہے۔ جو کوئی بھی متاع شیطان کو اپنے ہاتھ میں لینا چاہتا ہے (دراصل) وہ شیطان کے ہاتھ پر (اس کی پیروی کیلئے) پکا قول قرار کرتا ہے پس اس لحاظ سے بھی سب سے پہلے دنیا کے تصرف کو اپنے عمل میں لانا چاہیے۔ تاکہ (دنیا) کی کوئی حاجت باقی نہ رہے۔ اور شیطان اپنی (متاع کا لالچ) دے کر اس پر غالب نہ آ سکے۔ ایسے طالب مولیٰ ہی نفس و شیطان پر غالب اور غنی فقیر ہوتے ہیں۔ جو کوئی تصرف

میں عامل کامل ہے وہی فقیر غالب فیض بخش عالم ہے اور وہی دستگیر ہے قولہ تعالیٰ۔ قُلْ مَتَاعُ الدُّنْیَا قَلِیْلٌ" یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرما دیجئے کہ متاع دنیا قلیل ہے۔ اور قلیل عورت کے خون حیض سے آلودہ کپڑے کے ٹکڑے کو بھی کہتے ہیں عربی موقولہ ہے یَا اَخِیْ لَا تَجْلِسْ عَلَیْهَا لِاَنَّ تَحْتُهَا قَلِیْلٌ" اے بھائی اس کے اوپر نہ بیٹھ کیونکہ اس کے نیچے خون آلودہ کپڑا پڑا ہے۔ پس فقیر دنیا اور (متاع دنیا) کو جو خون حیض (کی مثل ناپاک ہے) قبول نہیں کرتا اسی لئے عارف اہل فیض اور (دنیا دار) اہل حیض کی مجلس درست نہیں ہوتی۔ دنیا کا ظاہری علم باحیا کیلئے ایک رکاوٹ ہے جو باحیا کو بے حیا کر دیتا ہے جب کہ معرفت کا علم لاحد ہے جو خدا تک پہنچا دیتا ہے اور اسم اللہ (میں بامسمیٰ) ہونے سے خدا حاصل ہو جاتا ہے طمع نفس امارہ کا (فعل) ہے اور دنیاوی طمع کسی کام کی نہیں کیونکہ یہ مقرب شیطان بنا دیتی ہے۔ اور قلب سلیم حاصل کرنے کی طمع اور وہ طمع جس سے روح بحق تسلیم ہو جاتی ہے رحمان تک پہنچانے کا (وسیلہ) ہے جب تک شوق اور اشتیاق متفق نہ ہو جائیں ہرگز حضوری ملاقات نصیب نہیں ہوتی۔

جاننا چاہیے کہ ذکر فکر میں سب حیرت ہے علم کے مطالعہ میں سب عبرت ہے تصور میں سب عبرت ہے تصرف میں سب جمعیت استقامت ہے۔ عشق میں سب ملامت ہے۔ محبت میں سب سوز ہے فقر میں سب آموز ہے اگر یہ مرتبہ علم سے حاصل ہوتا تو شیطان یہ میدان جیت گیا ہوتا۔ اگر تقویٰ سے ملتا تو بلعم باعور حاصل کر لیتا اگر جہالت سے حاصل ہوتا تو ابو جہل کو مل جاتا۔

پس معرفت اللہ کس چیز میں ہے؟ اور کس علم سے اس کی دانش تمیز حاصل ہوتی ہے؟ کیا تو جانتا ہے کہ اصحاب کہف کے کتے کو محبت کہاں سے کہاں لے گئی اور علم شیطان کو کہاں سے کہاں لے آیا۔ یہ علم انانیت نفس کا ہے

جو خلاف روح ہے اور نفس کی ابتداء ہی اس بات سے ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی (راہ) سے روک دیتا اور بے یقین کر دیتا ہے۔ علم یقین زاد راہ ہے اور علم بے معرفت گمراہ کر دیتا ہے۔

معرفت کسے کہتے ہیں؟ معرفت علم نور ہے جو اَنا' کبر' غرور سے روک لیتا ہے ہر دو جہان کے (علوم) کی تحریر فقیر کی زبان پر ہوتی ہے خواہ وہ رد کرے خواہ قبول کرے کیونکہ لسان الفقراء سیف الرحمان ہوتی ہے۔

جاننا چاہیے کہ اگر کوئی شخص تمام عمر عبادت کرتا رہے اور کبڑے کی مانند اس کی کمر دوہری ہو جائے اور بہت سی ریاضت خلوت نشینی چلہ کشی سے اس کا وجود بال کی مانند سوکھ جائے اور وہ شب و روز آہ و زاری سے اپنے گناہوں کو اس طرح جلاتا رہے جیسے کہ خشک ایندھن کو آگ جلا دیتا ہے تو بھی ان میں سے ہر ایک مرتبہ قرب خدا کی معرفت سے باز رکھتا ہے کیونکہ یہ حَبْ اعمال ظاہری اعضاء سے کئے جاتے ہیں اور ظاہری اعمال سے دل پاک صاف نہیں ہوتا۔

عاشقی و معشوقی' محبوبی و مرغوبی و محبوب القلوبی مراتب تصور اسم اللہ ذات کی مشق وجود یہ مرقوم سے حاصل ہوتے ہیں جس سے ساتوں اعضاء نور ہو جاتے ہیں اور صاحب مشق ایک ہی بار (کی مثبت مشق) سے حضوری میں پہنچ جاتا ہے۔

پس معلوم رہے کہ انسان چند قسم کی بیماریوں میں مبتلا ہوتا ہے دنیا کے مریض کا طبیب شیطان ہے۔ جو نفاق کی دوا دیتا ہے جس سے پریشانی پیدا ہو جاتی ہے عقبیٰ کے مریض کا طبیب تقویٰ ہے اور تقویٰ نفس کو قتل کرنے کا فتویٰ دیتا ہے مریض عشق لا دوا ہے مگر اس کا دارو لقاء و دیدار ہے جو کوئی لقاء کا طلبگار ہے اسے چاہیے کہ بے سر ہو جائے۔ (یعنی معنوی موت اختیار کرے)

جب کسی عالم فاضل (طالب کو) مرشد تلقین کرتا ہے تو اسے مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر کر دیتا ہے اور حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زبان مبارک سے فرماتے ہیں کہ یہ ولی اللہ عارف ہی تیرا مرشد ہے بعد ازاں علم کے عالم فاضل کو یقین حاصل ہو جاتا ہے۔ عارف واصل طالب کے یہی آثار ہوتے ہیں وگرنہ ہزاران ہزار طالبوں کو ایک ہی نظر سے دیوانہ کر دینا اور جاہلوں کو جنون میں مبتلا کر دینا کچھ بھی مشکل و دشوار نہیں۔ مرشد صاحب توفیق اور طالب عالم فاضل صاحب تحقیق ہونا چاہیے جاہل ہرگز عارف باللہ نہیں ہوسکتا اور معرفت اللہ کو حاصل نہیں کر سکتا کیونکہ وہ زندیق ہے فقر کی فقیری ہدایت اللہ اور معرفت کے دو گواہ ہیں ایک گواہ علم خاص کی راہ ہے جس میں وہ مفسر صاحب تفسیر عالم فاضل ہوتا ہے دوم گواہ باطنی علم ہے جو قرب اللہ بخش دیتا ہے۔

جو مرشد فقر محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ دو نشان اور (گواہ) نہیں رکھتا اور معرفت اللہ کی راہ اسے معلوم نہیں وہ جاہل ہے جو کچھ بھی تجھے معراج کے علاوہ مشاہدہ کرواتا ہے وہ استدراج (شعبدہ بازی) ہے۔

بیت

علم پہلے پڑھ لے علم جو ہو حق نماء
جاہلوں کی پیش حق ہرگز نہیں کوئی جگہ

وہ مرشد جو (ظاہری علوم) کا جاہل ہو لیکن (باطنی معرفت کے علوم) کا عالم ہو وہ حضرت آدم علیہ السلام کی مانند اس مرشد سے بہتر ہے جو ظاہری علوم کا تو عالم ہو لیکن (دل کا جاہل ہو) جیسا کہ شیطان لعین۔

الحدیث: اِتَّقُوْا مِنَ الْعَالِمِ الْجَاهِلِ قِيْلَ مَا عَالِمُ الْجَاهِلِ يَا رَسُوْلُ اللّٰهِ قَالَ عَالِمُ اللِّسَانِ وَجَاهِلُ الْقَلْبِ ؁ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جاہل عالم سے ڈرتے رہو۔ (صحابہؓ نے عرض کی) یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کون ہے فرمایا وہ جو زبان کا تو عالم ہے لیکن دل کا جاہل ہے پس تصدیق القلب کا علم فقیر صاحب ارشاد سے طلب کر۔ قولہٗ تعالیٰ- لِمَا اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيْرٌ ۝ (القصص) یا اللہ جو (فضل وکرم) تو مجھ پر فرمائے میں (تیری بارگاہ) میں اس کا سب سے بڑا فقیر (مانگنے والا) ہوں۔

تصدیق واقرار اور اقرار وتصدیق دونوں لازم وملزوم ہیں جو ان دونوں علوم کو جانتا ہے وہ عالم عارف فقیر تحقیق با توفیق بحق رفیق جو علم وتحقیق کو کھول دیتا ہے۔ اس کا وجود معرفت کا گہرا دریا ہو جاتا ہے جس میں اسے فنا فی اللہ غریق کہتے ہیں وہ خود نظارہ کرنے والا اور دکھانے والا غم دور کرنے والا فرحت بخش ہوتا ہے جَزَاکَ اللّٰهُ فِی الدَّارَیْنِ خَیْرًا- اللہ تعالیٰ اسے دونوں جہان میں جزائے خیر عطا کرے۔ علماعین نماء وارث الانبیاء ہوتے ہیں جو ہر طریقہ کے علم مسائل بیان کرتے ہیں اور فقیر عارف فنا فی اللہ عارف خدا قرب حضوری سے مشاہدہ ہیں معرفت اللہ میں دکھا دیتے ہیں پس فرمانے اور دکھانے میں بڑا فرق ہے۔

جس کسی کے جسم میں اسم اللہ تاثیر اور عمل کرتا ہے تحقیق اس کی رفیق ہو جاتی ہے اس کو ظاہر و باطن کے سب خزانوں کے تصرف کی توفیق حاصل ہوتی ہے جس کسی کو چاہتا ہے از سر تا قدم ہفت اندام جثہ قلب قالب طالب اللہ کو خاص پاکیزگی بخش کر نور عطا کر دیتا ہے۔ جس سے وہ یکبارگی معرفت اللہ سے مشرف دوام بہ نظر اللہ منظور اور مجلس محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں صاحب حضور ہو جاتا ہے۔ وہ کبر وہوا غرور سے باہر نکل آتا ہے وہ اٹھارہ ہزار عالم میں مشہور ہو

جاتا ہے وہ ذکر مذکور سے باخدا ہو کر الہام سننے لگتا ہے اسی کو باطن معمور وجود مغفور، ذوق شوق میں مست الست کہتے ہیں وہ استغفار میں مسرور رہتا ہے۔ وہ اسم اللہ ذات کا ارشاد کرتا ہے تصور و تفکر سے مشق وجود یہ مرقوم کی تلقین کرتا ہے جس سے ماضی حال مستقبل کے احوال معلوم ہونے لگتے ہیں۔ عشق محبت و معرفت مراقبہ کی توفیق جس سے مجلس میں ملاقات کرتے ہیں۔ فی اللہ ذات میں حضوری مشاہدہ مقامات میں طے درجات سے تحقیقات، اسم اللہ ذات کی قوت سے خدا تعالیٰ کے لامکان میں پہنچنا اور تصور توفیق سے لقاء اور دیدار خدا (تجلیات انوار ذاتی) سے مشرف ہونا اسم اللہ ذات کے تصرف سے شناخت اور تحقیق کرنا اس کو حاصل کرنا شریعت کو رفیق راہ بنا کر حصول و وصول کرنا ہی (مقصود حقیقی) ہے۔ اس حقیقت کو ظاہر کا عالم اور باطن کا جاہل۔ زندہ زبان مردہ قلب مردار طالب جو عالم بے عمل اہل سلب ہے وہ کیسے جان سکتا ہے؟

ابیات

جثہ میں جثہ ہوا انوار تر   خوشی سے دیکھا کرے صاحب نظر
نہ دیکھنے والا یہاں پر بے نصیب   اندھا کیسے دیکھے گا اہل رقیب
دیکھنے والا ہی پہچانے اسے یہاں   جس نے خدا کو دیکھا اندر لامکان
دیکھا ہے اور دیکھتا ہوں ہر دوام   معرفت توحید نقرش شد تمام
گر کہوں دیکھا ہے ہو گردن قلم   دیکھ کر جو نہ کہوں کافر شوم
حیرت میں ہوں اور لب بستہ میرے   دیدار سے جو ڈرتا ہے وہ مجھ کو دے۔

جب تک حلال جانور کو اللہ اکبر کی تکبیر کہتے ہوئے چھری سے ذبح نہ کیا

جائے وہ حلال نہیں ہوتا۔ اسی طرح جب تک اللہ اکبر کی تکبیر سے نفس کو کشتہ نہ کیا جائے وہ ہرگز معرفت وصال تک نہیں پہنچ سکتا جو کوئی موت سے ڈرتا ہے وہ عاشق نہیں ابھی خام ہے اور طالب دیدار ہونے کا (جھوٹا) دعویٰ دار ہے۔ وہ دعویٰ تو طالب دیدار ہونے کا کرتا ہے مگر ابھی تک کشتہ نہیں ہوا۔ وہ اہل مردار ہے۔

مجاہدہ با مشاہدہ، ریاضت باراز، عبادت دوام اور سرا سرار کی نماز جس سے حجاب پروردگار (دور ہو جاتے ہیں) فناء اور بقا، ایمان با حیاء مشرف معرفت بالقاء، تصرف گنج بارنج، علم علوم حیی و قیوم کی عرض الہام لوح محفوظ کے مطالعہ کا علم۔ حکمت کی نگاہ روشن ضمیر کا مرتبہ۔ بغیر لشکر کے بادشاہ ہونا، تمام عالم ہر حاکم امیر عالم گیر بننا جس سے جو بھی مقصود ہو حاصل ہو جائے۔ طالب مشق وجودیہ مرقوم سے قطب الاقطاب غوث الاحدت فی الفرد نور الجامع ہدایت الفقر، فیض البرکات، اسم الاعظم کے فضل سے مردہ کو زندہ کر سکتا ہے اور روحانیت کے جملہ علوم اسم اللہ ذات کے نقش کی مشق وجودیہ سے عارفوں طالبوں پر کھل جاتے ہیں یہ نقش حسب ذیل ہے جو عارفانِ حق اور محبان محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بالیقین حاصل ہوتا ہے۔

صاحب تفسیر با تاثیر اسم اللہ (کی مشق وجودیہ) سے تحریر (مرقوم) کرنا اور قدرت (کی زبان) سے اس کو پڑھتا ہے تو لامکان میں اسم اللہ ذات کی تجلی انوار پروردگاہ بے مثل بے مثال لم یزل ولا یزال غیر مخلوق سے مشرف دیدار ہو جاتا ہے۔ تجھے اس بات پر اعتبار نہیں ہے اور تو مخلوقات میں سے اپنی صورت حال کے موافق جو کچھ بھی دیکھتا ہے اسے وصال کہتا ہے وہ دیدار نہیں بلکہ خام (خیال) ہے دیدار کرنے والے کو حق الیقین سے چند نشان حاصل ہو جاتے ہیں (جس طرح انسان اشرف المخلوقات ہے) طالب عارف باللہ با عین اشرف الانسان ہے۔ وہ مرشد سے علم دیدار کا سبق پڑھتا اور مرشد کے

فرمان پر یقین کرتا اور اسے (حق) جانتا ہے تو ایسے طالب صادق کو (مرشد) توجہ باطنی سے مشرف دیدار کر دیتا ہے جس سے اول وہ (محبت الٰہی) میں ہمیشہ بیمار رہتا ہے۔

دوم: اس کا قلب زندہ و بیدار ہو جاتا ہے اور اس کی روح کو فرحت حاصل ہوتی ہے۔

سوم: وہ بدعت سے بے زار اور شرک کفر سے ہزار بار استغفار کرتا ہے اہل دیدار کے یہی احوال اور آثار ہوتے ہیں۔

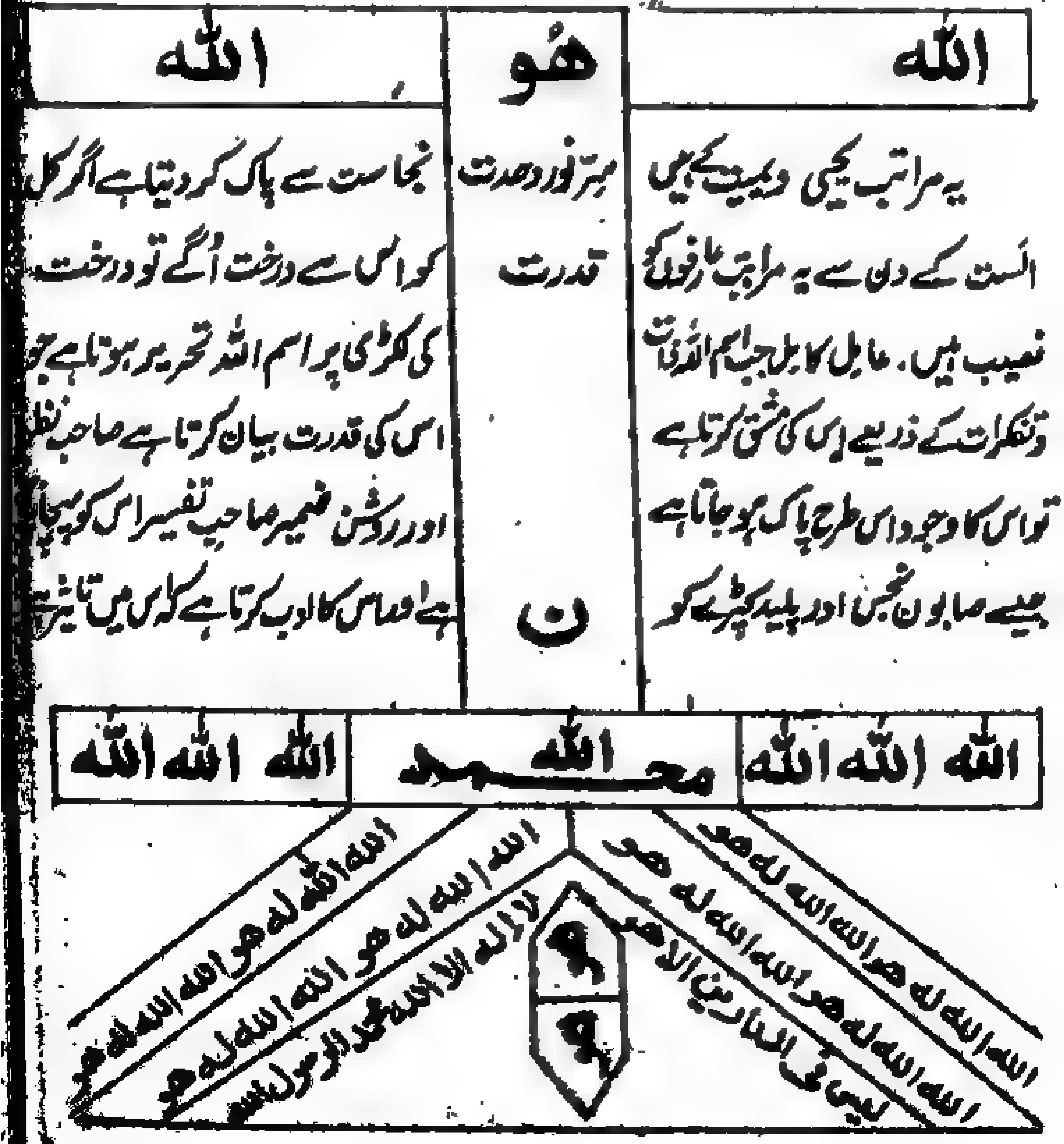
اللہ
ھُو
اللہ
مہر نور وحدت
قدرت
ن
اللہ اللہ
محمد اللہ
اللہ اللہ
اللہ اللہ لہ ھو اللہ اللہ لہ ھو
اللہ اللہ لہ ھو اللہ اللہ لہ ھو
لیس فی الدارین الا ھو
اللہ اللہ لہ ھو اللہ اللہ اللہ ھو
اللہ اللہ لہ ھو اللہ اللہ اللہ لہ ھو
لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ

یہ مراتب یحیٰی و میت کے ہیں
الست کے دن سے یہ مراتب عارفوں کے
نصیب ہیں۔ عامل کامل جب اسم اللہ ذات
و تفکرات کے ذریعے اس کی مشق کرتا ہے
تو اس کا وجود اس طرح پاک ہو جاتا ہے
جیسے صابون نجس اور پلید کپڑے کو

نجاست سے پاک کر دیتا ہے اگر کل
کو اس سے درخت اُگے تو درخت
کی لکڑی پر اسم اللہ تحریر ہوتا ہے جو
اس کی قدرت بیان کرتا ہے صاحب نظ
اور روشن ضمیر صاحب تفسیر اس کو پہچا
ہے وہ اس کا ادب کرتا ہے کہ اس میں تاثیر

وہ ہمیشہ کلمہ طیب (کا ذکر) اور قرآن مجید کی تلاوت کرتے اور (بروقت) نماز ادا کرتے ہیں اذان بھی ایک آواز ہے۔ (جس میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کیلئے بلایا جاتا ہے) اور سرود بھی ایک آواز ہے (جس میں شیطانی اور نفسانی کاموں کی ترغیب دی جاتی ہے) پس سرود کی چند اقسام ہیں۔ جس میں ہر ایک آواز (سر) کا الگ الگ نام ہے۔ (سا - رے - گا - ما - پادا - نی - سا) سرود کی ایک آواز روز الست سے آ رہی ہے جو پردہ بردار وسیلہ معرفت دیدار ہے۔ یہ آواز روحانی باقرب ربانی روحانی عاشقوں اہل تصوف فقراء کو حاصل ہوتی ہے جو رہبر با خدا ہے۔ شیطانی اور نفسانی آواز میں سرود دوسری قسم کا ہے۔ جس سے وجود میں شیطانی معصیت دل میں حرام شہوت اور طمع پیدا ہو جاتی ہے (ایسا سرود) خام سر ہوا ہے جو خدا تعالیٰ کی معرفت سے محروم کر دیتا ہے۔

بیت

سرود جو ہے سر بسر نفسے ہوا   روبرو اللہ کے ہو کیسے روا

اس قسم کا سرود (گیت سنگیت) کفار اہل نار کی رسم رسوم ہے جو وہ اپنے بتوں کے سامنے (گاتے بجاتے ہیں) یا دنیا دار سرود سے شہواتی جذبات کو (ابھار) کر زنا کاری کیلئے وقتی طور پر خوشی حاصل کرتے ہیں یہ خیالی سرود ہے جو مطلق دجالی (درجہ) رکھتا ہے۔ اور روحانی سرود تو روز الست کی خوش آواز صورت ہے جو عارفوں، عاشقوں، طالبوں، محبوں، واصلوں، غوث قطب دل صفا جان فدا مومن مسلمان کو فیض رحمت نور فضل حضور عطا کر دیتی ہے اس قسم کا سرود روح کو قرب ربانی بخش دیتا ہے ایسا عارف عیانی ہر مقام کا تماشہ بین ہوتا ہے۔ سرود دجالی سرود وصالی، سرود شیطانی اور سرود وسیلہ رحمانی ہے؟ بس علم اور

کس تاثیر سے معلوم کیا جا سکتا ہے۔ (رحمانی اور شیطانی سرود) کو اس کی تاثیر سے جان سکتے ہیں (رحمانی سرود) محمود وجود کو محمود بنا دیتا ہے اور (شیطانی سرود) مردود کو مزید مردود بنا دیتا ہے۔

سرود عارفوں کیلئے حالت، محبوں کیلئے طعام، عاشقوں کیلئے وسیلہ اور واصلین کیلئے شوق کا درجہ رکھتا ہے۔

سرود کا سننا بعض کیلئے فرض ہے بعض کیلئے سنت ہے اور بعض کیلئے بدعت (جان لو!) کہ (سرود کا سننا) واصلین کیلئے تو فرض ہے (کیونکہ ان کیلئے درجات کی بلندی کا باعث ہے) طالبوں کیلئے سنت ہے اور غافلوں کیلئے بدعت ہے (جس سے ان کا نفس موٹا ہو جاتا ہے) تو اپنے آپ کو کسی گروہ میں شمار کرتا ہے (پس اسی لحاظ اور حال کے مطابق سرود کے سننے میں اپنا درجہ یقین کرلے) سرود کے تین مراتب ہیں۔

خوش آواز سرود تو وہی ہے جس میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح کی جائے (آپ کی نعت پڑھی جائے) دوسرے وہ سرود (احسن) ہے جس میں صحابہ رضوان اللہ علیہ (کی شان میں) اشعار پڑھے جائیں تیسرے وہ سرود جس میں آیات قرآن اسم اعظم کا ذکر کیا جائے جو وجود میں موجود نفس یہود (خصلت) کو قتل کرنے کا ذریعہ ہے پس سرود سننے کے لائق وہی شخص ہوتا ہے جو سرود کی آواز سنتے ہی جان سے بے جان ہو جائے گویا کہ مردہ ہے جو اپنے آپ کو (فنا فی اللہ) سے حضوری میں لے گیا ہے وہ فانی نفسانی جثہ سے نکل کر روحانی درجہ میں داخل ہو جاتا ہے اور سرود سننے سے ہی وہ دوبارہ زندہ ہو جاتا ہے ایسا شخص (سرود) کی آواز سن کر فنا فی اللہ راز میں داخل ہو جاتا ہے اور یہ قلب سلیم بحق تسلیم کا رتبہ ہے جس میں جان سے بے جان ہو جاتے ہیں۔ قولہ تعالیٰ۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ O بے شک ہم اللہ کی طرف سے ہیں اور اسی کی

طرف لوٹ کر جانے والے ہیں رَضِینَا بِقَضَاءِ اللّٰہِ تَعَالٰی اور ہم اللہ تعالیٰ کی قضا پر راضی ہیں ایسے لوگوں پر فاتحہ (کا ثواب پہنچے) ایسے باطن آباد لوگ ہی مبارک باد کے مستحق ہیں۔

ابیات

سرود عاشقوں کو بخش دیتا ہے سرور
عاشق جہاں میں کم ہیں مگر دور دور
سرود تیغ قاتل ہے سر اپنا دھر
گر تو عاشق واصل ہے (غم نہ کر)
بے سر ہو کے سن لے تو (حق کی) آواز
خوش آوازی بے سروں کو بخشے راز
باھو سرود سے ہوا سامع با خدا
یہ مراتب پائے ہیں از مصطفیٰ

سرود ایک وجد ہے جس میں خوش آوازی سے کلمہ طیب پڑھنے کلمہ طیب (پڑھنے کی ترتیب) کو جاننے اور کلمہ طیب کی کنہ سے سر عیانی حاصل کرنے سے مجھے وحدت کا فیض فضل حاصل ہوا ہے۔ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اے نادان احمق! فقیر عالم ہوتا ہے وہ نطق منطق معانی کا ہر علم نفسانی اور روحانی دونوں سے ہم زبان ہو کر پڑھتا ہے۔ بلکہ فقرا تو حافظ (ربانی تلمیذ الرحمان) ہیں جو خدا تعالیٰ سے بہت جلد علم حاصل کر لیتے ہیں قولہ تعالیٰ۔ فَاذْكُرُوْنِیْ اَذْكُرْكُمْ ○ تم میرا ذکر کرو میں تمہیں یاد کروں گا۔

آخر فقیر کامل کی انتہا کیا ہے؟ کامل (فقیر) کو تمام عالم کا مطالعہ (اور مشاہدہ) حاصل ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی جملہ مخلوقات کا نصیبہ اس کی قید قبضہ اور تصرف میں ہوتا ہے کامل وہ شخص ہے جو مطالعہ سے طالب کا نصیبہ کھول دے اور نصیبہ سے مطالعہ علم اسے سکھا دے۔

اور تصرف کے یہ دونوں خزانے کامل مرشد بغیر محنت و مشقت کے عطا کر دیتا ہے۔

بیت

مطالعہ سے مقدر کر دیتا ہے عطا
مرشد کامل ہو اگر عارف خدا

اے طالب! افسانہ خوانی کو چھوڑ کر اپنا رُخ اللہ تعالیٰ کی معرفت کی طرف موڑ لے اے طالب سن! اگر تو طالبی مرتبہ رکھتا ہے تو اونٹ کی طرح کانٹے کھا کر بوجھ اٹھانے والا بن جا اور دیدار پروردگار کے لائق ہو جا۔

طالب تین طرح کے ہوتے ہیں اور ان کے نام بھی تین قسم کے ہیں۔

خدا تعالیٰ کا طالب اور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا طالب۔ ایسا طالب اپنے نفس کو قید کر لیتا ہے اور مخلوقات کو پسند کرنے والا طالب اگرچہ عالم فاضل دانشمند ہی کیوں نہ ہو (اسے طالب حق نہیں کہہ سکتے)

جان لو! کہ بعض مرشد فسادی راہزن اور طالبوں کیلئے مایہ فساد ہوتے ہیں جو نظر سے مٹی کو سونا چاندی بنا دینے کا دعویٰ کرتے ہیں جو مرشد محمود ہوتے ہیں وہ نظر سے سونے کو خاک پا بنا دیتے ہیں اور طالبوں کو حضوری میں پہنچا دیتے ہیں جو طالب کامل (اور ناقص)۔ مرشد کو توفیق کے طریق سے شناخت نہ کر سکے وہ طالب بھی احمق (اور ناقص) ہے وہ (راہ سلوک) میں محروم رہتا ہے۔ آخر طالب (صادق) کسے کہتے ہیں؟ طالب ہونا بہت مشکل کام ہے بے ادب بے حیا طالب سے تو ایک دن کا آشنا کتا بہتر ہے۔ مجھے طالبوں میں سے ان لوگوں پر تعجب آتا ہے جن کی زبان پر تو حضرت موسیٰ صلوٰت اللہ کی مانند (خدا تعالیٰ سے ہم کلامی کا دعویٰ ہوتا ہے) لیکن ان کے دل میں فرعون جیسا نفاق ہوتا ہے وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح زبان سے تو (توحید کی

بات) کرتے ہیں لیکن ان کے دل میں نمرود جیسا حسد ہوتا ہے ان کی زبان پر تو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح (شریعت و معرفت) کا کلام ہوتا ہے لیکن ان کے دل میں ابو جہل جیسی غیرت (جہالت) بھری ہوئی ہوتی ہے قولہ تعالیٰ: فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ" فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا ○ ان کے دلوں میں (نفاق 'حسد' جہالت) کا مرض ہے جسے اللہ اور بھی بڑھا دیتا ہے پس (دل کے) اس مرض کیلئے کوئی طبیب القلوب عارف مرشد مرغوب ہونا چاہیے جو اس (بیماری) کا علاج اس طرح کرے کہ اول دنیا کے تمام خزانوں کا تصرف (طالب) کو عطا کر دے تا کہ اس کا دل شرک اور کفر سے سرد ہو جائے وہ (دنیا) سے بے نیاز اور ہر قسم کے ماسوئی سوال سے لا یحتاج ہوئے۔

(دوم) یہ کہ مرشد طالب کو دریائے وحدت میں غوطہ دے کر معراج کا مشاہدہ کھول دیتا ہے جس سے طالب ہر (باطنی) مرض اور استدراج (شعبدہ بازی) سے خلاصی پا لیتا ہے۔

بیت

طالبوں کے واسطے ہے یہ سخن   طالب حق کی ہے طلب (راز) کن

اس بات کو عجب خیال نہ کر اور اس کا انکار بھی نہ کر کہ یہ رحمت اللہ فیض فضل اللہ عطا اللہ ہے اور کونین کی حکومت کل تلوقات (کا تصرف) عیاں لا مکان (کا مشاہدہ) قرآن و حدیث کی نص کے بیان سے (ثابت) ہے۔ (جب سخن و طالب دل میں سما جاتا ہے تو روشن دل روشن ضمیر ہو جاتا ہے اور روشن ضمیر ہر ملک پر قادر غالب امیر ہوتا ہے مالک الملکی فقیر کے یہی مراتب ہیں۔

ابیات

دل جو جنبش کھاتا ہے قرب از خدا   عرش اس کو فرش ہو دیکھے لقاء
دل کی آنکھوں والے کو ہرگز کہو نہ بے بصر   صاحب دل کیسے ہوں یہ گاؤخر
دل جو دم کو لیتا ہے باروح و قلب   اہل دل ہو گا مشرف با راز رب
مراتب دل قادری کا یہ بیان ۔ بہت کم ہیں قادری اندر جہان

چنانچہ یہ راستہ جانبازی کا ہے جس میں اسم اللہ ذات کے تصور تصرف سے قرب اللہ کی معرفت اور فقر تمام حاصل ہو جاتا ہے اور ہر دو جہان قدموں کے نیچے آ جاتے ہیں۔ جن و انس کی روحیں حلقہ بگوش ہو کر مثل غلام بن جاتی ہیں۔ قال علیہ الصلوٰۃ والسلام حُبُّ الْفُقَرَاءِ مِفْتَاحُ الْجَنَّةِ ۔ فقرا کی محبت جنت کی کلید ہے۔

فرد

دل سے نکال ڈال غم دنیا و آخرت
اس گھر میں (غم) دنیا رہے یا خیال یار

یہ ہمہ اواست در مغز و پوست (وحدت المقصود) کے مراتب ہیں جان لو! کہ اسم اللہ ذات کی مثال پاک فرشتہ کی ہے اور دنیا کی نجس نجاست کتے کی مانند پلید ہے جس گھر میں کتا (یعنی نفس) موجود ہوتا ہے وہاں فرشتہ (یعنی اسم ذات) داخل نہیں ہوتا قال علیہ السلام - لَا تَدْخُلُ الْمَلٰٓئِكَةُ فِیْ بَیْتِ الْكَلْبِ ۔ جس گھر میں کتا ہو اس میں فرشتے داخل نہیں ہوتے (الحدیث) چنانچہ

لَا صَلٰوۃَ اِلَّا بِحُضُوْرِ الْقَلْبِ ط حضوری قلب کے بغیر نماز نہیں ہوتی وارد ہوا ہے۔ اسی لئے اہل قلب فقیر اور اہل الکلب (نفسانی دنیا دار) کی مجلس درست نہیں ہوتی۔ اگر کوئی چاہے کہ صفات القلب حاصل کرے اس کا تزکیہ نفس ہو جائے اور روح کی تجلی سے اس کے وجود میں لوح (ضمیر) روشن ہو جائے اور (اسم اللہ ذات) کی روشنی سے وہ روشن ضمیر ہو جائے تو اسے چاہیے کہ ہمیشہ اس نقش کی مشق مرقوم وجودیہ اختیار کرے۔ نقشہ یہ ہے۔

اللہ	للہ	لہ	ھو	محمد	فقر
فیض	رحمت	جمعیت	مشاھدہ	نور	حضور
قرب	کل	جز	وصال	جمال	جلال
اللہ	للہ	لہ	ھو	محمد	فقر

جو کوئی کن فیکون کی (کنہ) سے اسم اللہ ذات کو تصدیق قلبی صحیح زبانی اقرار اور اعتقاد و اخلاص سے یا اللّٰہُ - یا للّٰہِ - یا لَہٗ - یاھُو پڑھتا ہے اس کے

وجود میں (ماسویٰ اللہ کچھ) غیر باقی نہیں رہتا۔ بعد ازاں توجہ کی توفیق سے اس نقش کی مشق مرقوم وجودیہ اختیار کر کے تحقیق سے بحق رفیق ہونا چاہیے نقش یہ ہے اللہ بس ماسویٰ اللہ ہوس۔

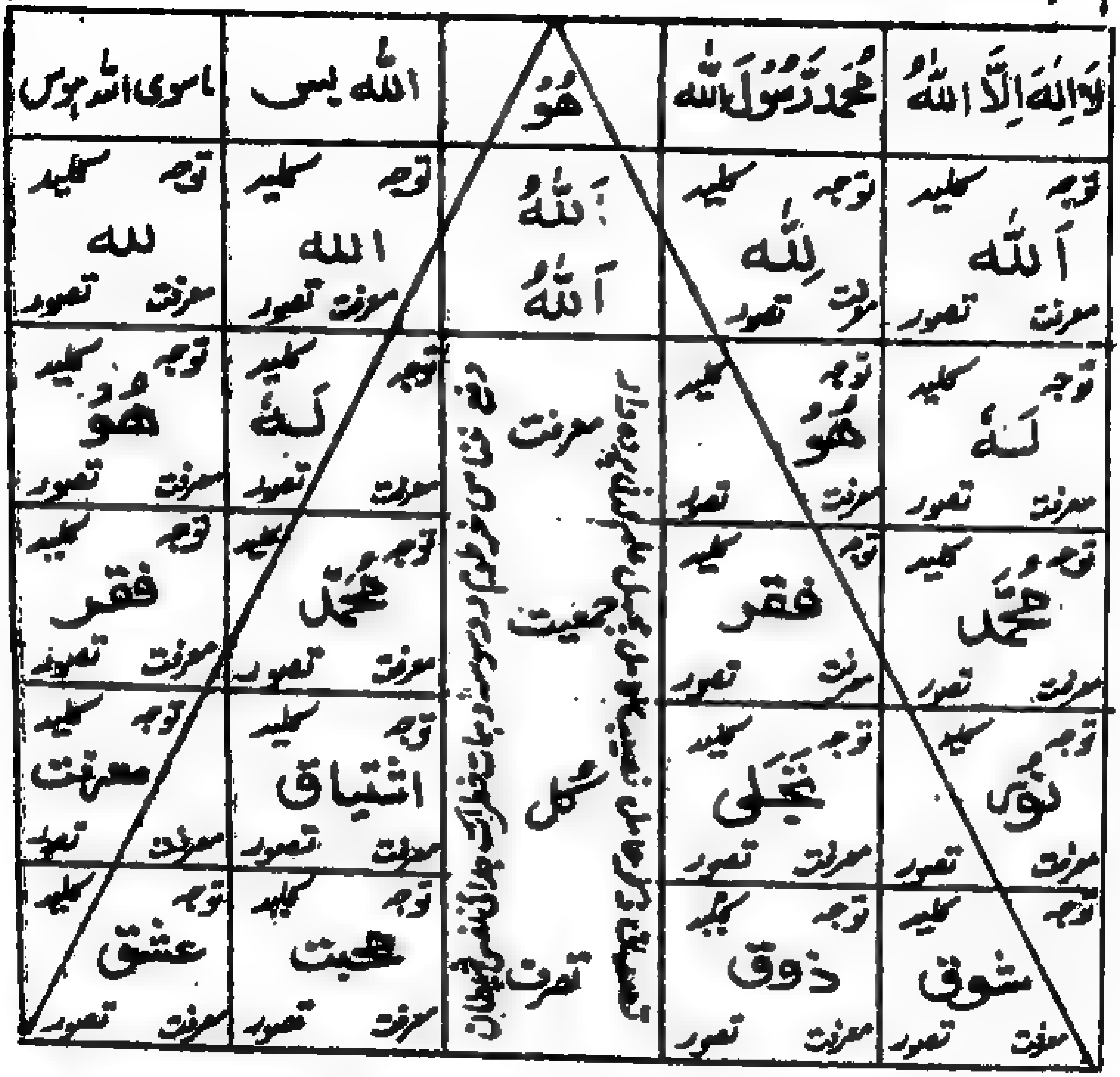

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ	مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ	ھُوْ	اللّٰہ بس	ماسوی اللّٰہ ہوس
توجہ تکلید آللّٰہ معرفت تصور	توجہ تکلید لِلّٰہ معرفت تصور	اَللّٰہُ آللّٰہُ	توجہ تکلید اللّٰہ معرفت تصور	توجہ تکلید للّٰہ معرفت تصور
توجہ تکلید لَہٗ معرفت تصور	توجہ تکلید ھُوْ معرفت تصور	تحصیل ذکر حاصل نصیب کامل بجمیل علم لدنی پردہ دار معرفت جمعیت عمل تصرف دفع خناس خرطوم و وسوسہ و بات خطرات جدائی نفس و شیطان	توجہ تکلید لَہٗ معرفت تصور	توجہ تکلید ھُوْ معرفت تصور
توجہ تکلید مُحَمَّد معرفت تصور	توجہ تکلید فقر معرفت تصور		توجہ تکلید مُحَمَّد معرفت تصور	توجہ تکلید فقر معرفت تصور
توجہ تکلید نُوْر معرفت تصور	توجہ تکلید تجلی معرفت تصور		توجہ تکلید اشتیاق معرفت تصور	توجہ تکلید معرفت معرفت تصور
توجہ تکلید شوق معرفت تصور	توجہ تکلید ذوق معرفت تصور		توجہ تکلید محبت معرفت تصور	توجہ تکلید عشق معرفت تصور

جو کوئی یہ چاہتا ہے کہ پہلے ہی روز غوث قطب کے مرتبہ کو پہنچ جائے اور ماہ تا ماہی سب طبقات قدرت الٰہی کی نظر سے اس پر واضح ہو جائیں تو اسے حاضرات اسم اللہ ذات اور اسم محمد رسول اللہ سرور کائنات اور کنہ کلمہ کی حاضرات سے اس نقش (کی مشق مرقوم وجودیہ) کرنا چاہیے۔ اللہ بس ماسویٰ اللہ ہوس۔ نقش یہ ہے

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ	ھُو مُحَمَّد	رسول اللہ
لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اللّٰہ اللّٰہ لہٗ ھُو	تصدیق ذکر حاصل نصیب کامل مجمل علم لدنی پردہ بردار کلیدِ مشکلات دفعِ خناس خرطوم وسوسہ واہمات خطرات جدائی نفس شیطان	اللّٰہ للّٰہ لَہٗ ھُوْ
لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اللّٰہ اللّٰہ لَہٗ ھُوْ		یَا فَتَّاحُ
لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اللّٰہ اللّٰہ لَہٗ ھُو		یَا حَیُّ
لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلّے اللہ علیہ وسلم اللّٰہ اللّٰہ لَہٗ ھُوْ		یَا قَیُّوْمُ
لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اللّٰہ اللّٰہ لَہٗ ھُوْ		یَا رَحْمٰنُ یَا رَحِیْمُ
مَن کَانَ اللّٰہ	اللّٰہ	کَانَ اللّٰہُ لَہٗ

الحدیث:

مَنْ طَلَبَ الدُّنْیَا فَھُوَ طَالِبُ الدُّنْیَا
مَنْ طَلَبَ الْعُقْبٰی فَھُوَ طَالِبُ الْعُقْبٰی
مَنْ طَلَبَ الْمَوْلٰی فَھُوَ طَالِبُ الْمَوْلٰی
وَمَنْ طَلَبَ الْمَوْلٰی فَھُوَ الْکُلُّ
جس نے دنیا طلب کی وہ طالب دنیا ہے
جس نے عقبیٰ طلب کی وہ طالب عقبیٰ ہے

جس نے طلب مولیٰ کی وہ طالب مولیٰ ہے
اور جس نے مولیٰ کی طلب کی سب کچھ اسی کیلئے ہے

اگر اسم اللہ ذات دل میں داخل ہو جائے تو تصفیہ قلبی ہو کر دل صفا ہو جاتا ہے (اگر صفا دل والا) دل میں مستغرق ہو جائے تو وہ دل میں رویت (نور الٰہی) لقائے رب العالمین سے مشرف ہو جاتا ہے یہ کوئی تعجب کی بات نہیں ہے کیونکہ یہ بھی مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا کا مقام ہے۔

بیت

دل ایک نظر نگاہ ہے ربانی　　تو نفس دیو کے گھر کو کہتا ہے جانی

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا رَاَیْتُ فِیْ قَلْبِیْ رَبِّیْ ط میں نے اپنے قلب میں اپنے رب کا (نور) دیکھا۔

بیت

دل کعبہ اعظم ہے اسے بتوں سے خالی کر
یہ (دل) بیت المقدس ہے نہ بنا بتوں کا گھر

قال علیہ السلام – اِنَّ اللّٰہَ لَا یَنْظُرُ اِلٰی صُوَرِکُمْ وَلَا یَنْظُرُ اِلٰی اَعْمَالِکُمْ وَلٰکِنْ یَنْظُرُ فِیْ قُلُوْبِکُمْ وَنِیَّاتِکُمْ ط بے شک اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں کی طرف نہیں دیکھتا اور نہ ہی تمہارے (ظاہری) اعمال کو دیکھتا ہے بلکہ وہ تمہارے قلوب اور تمہاری نیتوں کو دیکھتا ہے۔

مطلب یہ کہ اسم اللہ ذات سے آئینہ کی مانند ہر دو جہان کا تماشہ اور تمام

احوالات کا مشاہدہ کر کے ان کی آزمائش اور معائنہ کرنا چاہیے۔

بیت

آسمان اپنا دیا بالآخر واپس لے لے گا
مگر اسم اللہ کی عطا جاوداں باقی رہے گی

قلب کی ولایت لایزال کل ہے جب کہ دونوں جہان دل میں ایک جز کی مانند ہیں۔

ابیات

قلب قالب روضہ رضوان پاک — لحد و قبر سب نور ہوا کیونکر کہیں خاک
خاک باھو کو ھو سے حاصل وحدت خدا — باھو کے سر پر ہو گیا جب ھو ہویدا

س راہ کا گواہ فقر ہے فقر کو فاقہ سے لذت اور ذائقہ حاصل ہوتا ہے اگر چہ فقیر محتاج اللہ تعالیٰ کے خزانوں پر صاحب تصرف عارف ولی اللہ عالم باللہ ہوتا ہے۔

ابیات

فقر ایک نور ہے با قدرت خدا — فقر ایک امر ہے با رحمت عطا
فقر ایک گنج ہے کان کرم — جس نے دیکھا روئے فقر اسکو کیا غم
ر ایک علم ہے با حکمت حکم — مردہ کو زندہ کرے با سخن قم
ر ایک ذوق ہے یا (اللہ) کا فضل — واقف اسرار وہ روز ازل

بندگی بے ریا ہو یا باریاء (دونوں صورتوں میں) حجاب اکبر ہے۔ کیونکہ (محض طاعت قرب خدا سے روک دیتی ہے۔ اگر عاشق جان فدا کرنے والا ہے تو و روئے نگار کو دیکھ لیتا ہے اگر عالم فاضل ہے تو اس کا مطلب مطالعہ تک ہوتا جب کہ جان فدا کرنے والا عاشق اپنا رخ لقائے الٰہی کی طرف رکھتا ہے اور اگر عاشق ہوشیار ہے تو بلا آخر معرفت کی انتہا حاصل کر لیتا ہے فقر میں فنا ہو کر لقا حاصل کر لیتا ہے اور بقاء سے لقاء تک پہنچ جاتا ہے جو کوئی ان مراتب تک پہنچ جاتا ہے اس کو دنیا و آخرت حیات و ممات میں ذکر فکر مراقبہ سے لذت حاصل نہیں ہوتی اور اسے کونین میں نور کے تماشہ حور قصور اور بہشت کی نعمتوں سے ہرگز وقتی خوشی بھی حاصل نہیں ہوتی وہ جو کچھ بھی دیکھتا ہے لاھوت لا مکان میں عیاں طور پر دیکھتا اور خود بخود اس کو بیان کر دیتا ہے اس مقام پر ابتداء اور ا ایک ہو جاتی ہے اور رسم و رسوم گفت و شنود کوشش و کشش جذب و توجہ وجد ارادات الہام اور درجات باقی نہیں رہتے۔ قرب الحق اسکو قرار نہیں لینے د کیونکہ وہ ازل سے مشتاق نظارہ ہوتا ہے اور اسے انتظار موت کا اشتیاق ہو ہے (ایسی حالت کو) رحمت روحانی قربانی کا لباس کہتے ہیں جو شخص ان مقاما پر پہنچ جاتا ہے وہ احوالات مشاہدہ خیالات وسوسہ واہمات سے گزر کر وصال الٰہ کے لازوال مراتب حاصل کر لیتا ہے۔ یہ فقر فنائی اللہ کا انتہائی مقام ہے ا مراتب کو کبھہ کن کے (مراتب) کہتے ہیں جن کا (مشاہدہ) ہوشیار آنکھوں سے نہیں کیا جاتا اور نہ ہی عیاں دیکھنے پر اعتبار کیا جا سکتا ہے۔ (یہ مراتب) ذکر مراقبہ سے بھی حاصل نہیں ہوتے۔ مگر خواب میں بے حساب مشاہدہ کھلتا ہے کبھ تو مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں (حاضر ہوتے ہیں) کبھی مقام فی اللہ غرق ہوتے ہیں کبھی سلطان الفقر عارفان باللہ سے ہم مجلس ہوتے ہیں جس کو یہ تینوں مراتب یکجا ہو جائیں وہ تمامیت فقر کو پہنچ جاتا ہے کیا تجھے معلوم

کہ فقیر علماء پر غالب ہوتا ہے اور علماء فقیر سے تلقین (باطنی) حاصل کرتے اور اس کے طالب ہوتے ہیں پس معلوم رہے کہ علماء تو کتاب کے مطالعہ اور علم سے (سوال) کا جواب دیتے ہیں (جبکہ) فقرا حضوری سے علم نص و حدیث (کے مطابق) خدا و رسول سے (سوال کا جواب) پیغام لے کر جواب دیتے ہیں کہ تمام مخلوقات ان کیلئے مفہوم بن جاتی ہے پس فقیر کو کیا ضرورت ہے کہ وہ تکلیف وتقلید اختیار کرے کیونکہ اس کے جسم پر لباس نور ہوتا ہے اور اس کے قلب کو دوام حضوری حاصل ہوتی ہے۔

بیت

گر نہ پاتے یہ مراتب اولیاء
پھر کس کو ملتے یہ مراتب وحدت رویت خدا

رہائی راہ راستی (صراط مستقیم) اختیار کرنے میں ہے اور کم آزاری اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا وسیلہ اور رہبر ہے۔ جب کہ دل آزاری سراسر گناہ ہے اہل حضور ان سب مراتب سے آگاہ ہوتے ہیں۔ (اور اس پر استقامت سے عمل کرتے ہیں)

بیت

دیکھنے والا تو ہو جائے خاموش   نہ دیکھنے والا احمق کرے جوش و خروش

نفس پرست تو ہر کوئی ہے لیکن خدا پرست بہت تھوڑے لوگ ہیں اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مَظْلُوْمًا وَّلَا تَجْعَلْنِیْ ظَالِمًا (الحدیث) یااللہ مجھے مظلوم (بے شک) بنا دے مگر ظالم (ہرگز) نہ بنانا۔

زندہ دل تو سب مظلوم ہیں (کہ نفس و شیطان کے ستائے ہوئے ہیں) لیکن وہ قرب الٰہی سے مشرف ہیں (اس لئے جابر ہیں) جبکہ مردہ دل سب کے سب ظالم ہیں (کہ اپنی جان پر ہی ظلم کر رہے ہیں) اور کبیرہ صغیرہ گناہوں کی کثرت سے روسیاہ ہیں۔

بیت

معرفت ایک نور ہے فقر کو جس سے حضور   جس نے فقر حاصل کیا ہو گیا وہ مغفور
نور سے حاصل حضوری اشغال   جز خدا ہرگز نہ دیکھے (باکمال)

اس مقام پر فقر تمام طے ہو جاتا ہے ایسے طالبوں اور فقراء کو خوشخبری ہو کر وہ صاحب نظر ہو گئے ہیں۔

ابیات

عاشقوں کی قوت دیدار خدا   انکا عیش شوق وذائقہ لذت لقاء
جس کی اصل ہو گئی وصل جمال   جو بھی وہ کھائے پیئے اس پر حلال
ہر تصرفؔ ہر ملک ملک ہو   کس لئے کرتا ہے اب وہ جستجو
مالک الملکی فقیر مالک تمام   کل و جز اسکے حکم میں خاص و عام
یہ مراتب فقر کی ہے ابتدا   ہم دم وہم صحبتے با مصطفیٰ ﷺ

تمام دنیا کو اپنے تصرف قید و قبضہ میں لے آنا اور اللہ تعالیٰ کے خزانوں کو اپنے اختیار میں لے آنا۔ (اس قسم کی دنیاوی (خزانوں) کی غنایت بہتر ہے یا عنایت الٰہی سے باتوفیق ہو کر (نجس) دنیا کا منہ نہ دیکھنا بہتر ہے۔ تمہیں کون

سے عمل پر اعتبار ہے بہتر تو یہ ہے کہ باتوفیق ہو کر عمل تصرف حاصل کرے لیکن اس کو اختیار نہ کرے بالتحقیق دنیا کی اصل فخر فرعون زندیق کا مرتبہ ہے۔

نفس خلق اور دنیا یہ تینوں عام حجاب ہیں (دید طاعت) اپنی خدمت پر نظر رکھنا (دید ثواب) ثواب کو مدنظر رکھ کر عبادت کرنا (دید کرامت) کشف و کرامات یہ تینوں خاص حجاب ہیں۔ عرش اکبر پر نماز پڑھنا لوح محفوظ کا مطالعہ کرنا روئے زمین کو آدھے قدم سے طے کرنا اور پانچوں وقت کی نماز با جماعت کعبۃ اللہ میں ادا کرنا (یہ تینوں) حجاب اکبر ہیں۔ توحید میں غرق ہو کر نفس کو فناہ کرنا۔ ہمیشہ مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر رہنا اور قلب کی صفائی سے طبقات کی طیر سیر کے نفسانی مراتب کی طرف نگاہ نہ کرنا یہ (تینوں) مراتب بے حجاب اللہ با خدا کے ہیں۔ قال علیہ السلام۔ اِنَّ اللّٰہَ يَجْرِبُ الْمُؤْمِنِيْنَ بَالْبَلَاءِ كَمَا يَجْرِبُ الْذَّهَبَ فِي النَّارِ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ مومنین کی آزمائش بلاؤں (مصائب) میں کرتا ہے جیسا کہ سونے کی آزمائش آگ میں (تپا کر) کی جاتی ہے۔ جس سے کھوٹا کھرا ظاہر ہو جاتا ہے۔

دنیا آزمائش اور اعتبار کیلئے ہے دنیا بندے اور خدا کے درمیان ایک حجاب ہے یا الٰہی وہ سر ہی نہ رہے جو تیرے سوا مخلوق کو سجدہ کرے اور وہ آنکھ ہی نہ رہے جو تیرے سوا کسی اور کو دیکھے اور وہ کان ہی نہ رہیں جو تیرے سوا کسی دوسرے کے کلام کو سنیں اور وہ زبان ہی نہ رہے جو تیرے سوا کسی دوسرے کی ثناء کرے اور وہ قدم ہی نہ رہیں جو تیرے سوا کسی دوسرے کی طرف اٹھائے جائیں اور وہ ہاتھ ہی نہ رہے جو تیرے سوا کسی اور سے دستگیری چاہے اور وہ کمر ہی نہ رہے جو تیرے سوا کسی دوسرے کی خدمت کیلئے کمر بستہ ہو اور وہ سینہ ہی باقی نہ رہے جو تیرے سوا غلیظ نجس نجاست (دنیا) کا مسکن بنے اور وہ قلب ہی

نہ رہے جو تیرے سوا کسی غیر سے قرب قدرت رکھتا ہو۔

بیت

علم با عین ہی ہو گا قبول   جس سے وحدت ہو گی حاصل وصول

پہلے ہی روز نور حضور تمام لا رجعت لاغم کا مرتبہ اس نقش و دائرہ سے حاصل ہوتا ہے۔ نقش یہ ہے۔

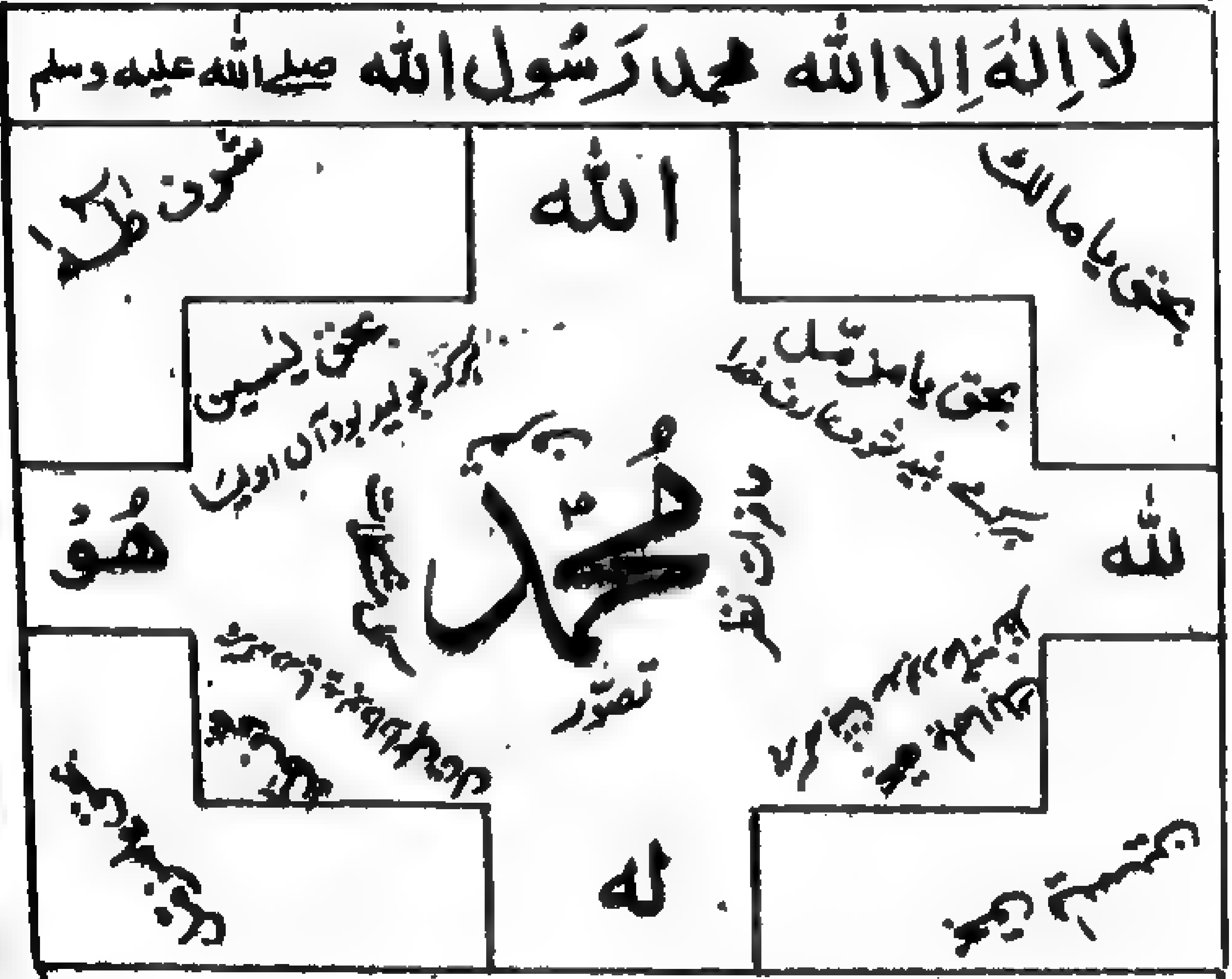
لا اِلٰہَ اِلا اللہ محمد رَسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اللہ
بحق یا مالک
بحق یٰسین
بحق یا مزمل
ہُو
للہ
مُحمّد
تصوّر
لہ

اسم اللہ ذات کا تصور خطرات' وسوسوں' توہمات' خیالات اور (دنیاوی) تماشہ سے روک دیتا ہے اور یہ تصور نور ہے صاحب تصور جو کچھ بھی دیکھتا ہے قرب اللہ معرفت حضوری سے ہوتا ہے وہ خواب اور بیداری (دونوں حالتوں میں) رویت اللہ دیدار الٰہی سے مشرف ہوتا ہے یَنَامُ عَیْنِیْ وَلَا یَنَامُ قَلْبِیْ۔ میری

آنکھیں سوتی ہیں میرا دل نہیں سوتا۔ (ایسے ہی لوگوں کیلئے وارد ہوا) ہے اسم اللہ ذات کا تصور قرب رحمان اور لاھوت لامکان کا عیان (مشاہدہ) بخش دیتا ہے وہ زمین و آسمان کے طبقات کے تماشہ سے روک دیتا ہے تصور اسم اللہ ذات مخلوقات کے تماشہ سے بھی روک دیتا ہے۔

بیت

جسم کو اسم میں ایسے پنہاں کر دے   جیسے بسم میں الف کو پنہاں کر دے

یہ طریقہ عوام کی راہ ہے جس سے طالب پہلے ہی روز قرب آلہ حضوری سے مشرف ہو جاتا ہے۔

بیت

نور وحدت آ گیا جب در وجود   شیطان کی بدنامی کا باعث بنا یک سجود

قولہ تعالیٰ۔ یَفْعَلُ اللّٰہُ مَا یَشَآءُ وَیَحْکُمُ مَا یُرِیْدُ ○ اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے اور جو ارادہ کرتا ہے اسی کا حکم دیتا ہے۔

حضرات اسم اللہ ذات سے ماضی حال مستقبل کے نیک و بد درجات کی حقیقت معلوم ہو جاتی ہے بعض کے وجود میں نار شیطانی اور بعض کے وجود میں نور رحمانی ہوتا ہے۔ جس سے آگاہ ہو جاتے ہیں شیطان کو ہوا۔ ریا انا کی آگ نے امر نور خدا کو سجدہ سے باز رکھا۔ جو کوئی با تصور توفیق سے اس نقش دائرہ میں آ جاتا ہے تو یہ نقش ان پر (یہ سب مقامات سجدہ و لا سجدہ) واضح کر دیتا ہے۔

جو کوئی اس نقش اسم اللہ ذات کو زندگی میں ایک بار اپنے وجود میں تصور تفکر سے مشق مرقوم کرتا ہے تو قیامت کے روز تک اسم اللہ ذات اس کے ساتوں اعضاء سے جدا نہ ہو گا چنانچہ اس عمل سے زندگی اور موت یکساں ہو جائے گی۔

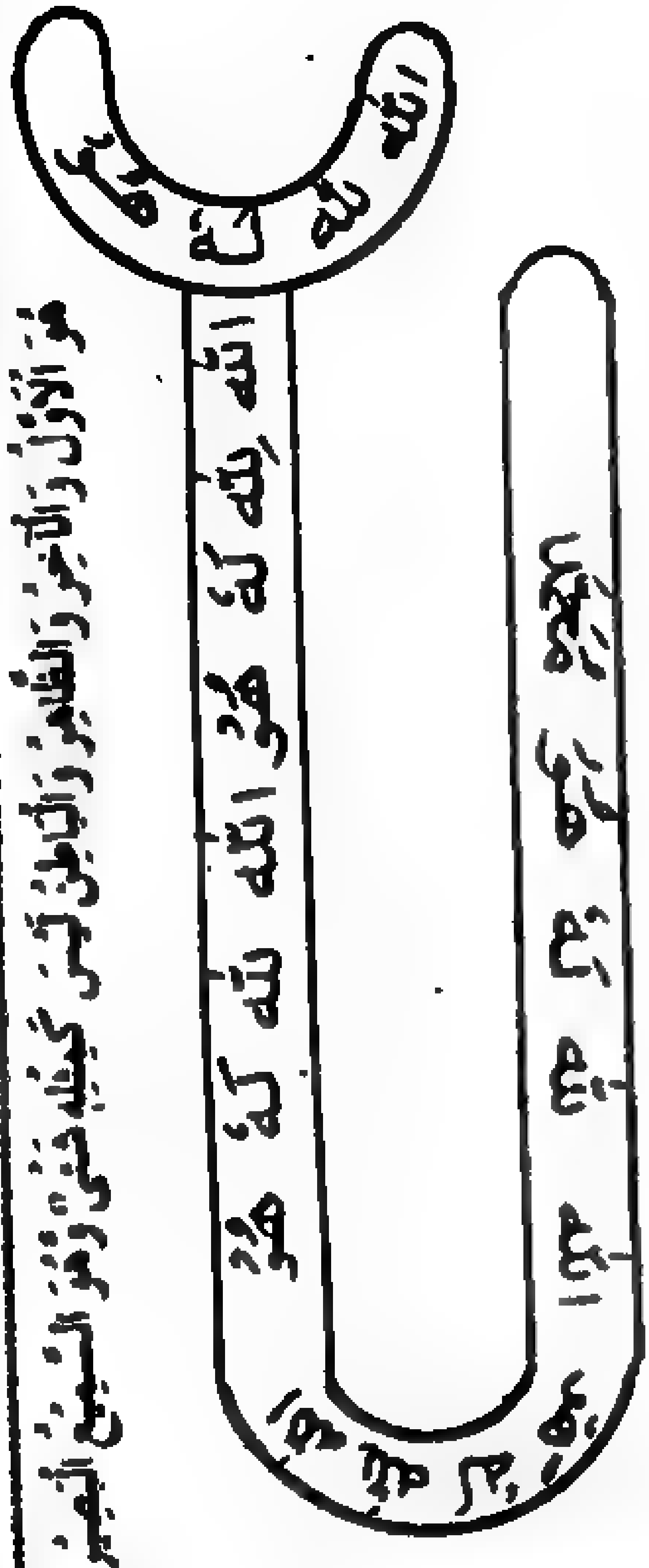
اللہ
للہ
لہ
ھو
اللہ
للہ
لہ
ھو
اللہ
للہ
لہ
ھو
ھو الاول والآخر والظاھر والباطن لیس کمثلہ شیء وھو السمیع البصیر

جو کوئی اس نقش اسم اللہ ذات کا داغ دماغ پر دیتا ہے اس کے سر میں اسرار محبت، حضوری مشاہدہ اور مراقبہ میں معراج ملاقات کھل جاتی ہے اس علم سے سینہ میں ہدایت کا (باب کھل جاتا) ہے نہ کہ اس سینہ میں (جو کینہ سے پر ہو) اس کی مشق تصور تفکر اسم اللہ ذات سے نفس کا تزکیہ اور قلب کا تصفیہ ہو جاتا ہے روح اور سر کی تجلیات ہونے لگتی ہیں جس کو عارف بالیقین پہچان لیتے ہیں۔

جو اسم اللہ للہ لہ ھو سے سبق حاصل کرتا ہے سر سے قدم تک نور ہو جاتا ہے اس کے جثے میں اربع عناصر باقی نہیں رہتے۔ جو فنا فی اللہ ہو کر اللہ کا قرب حاصل کر لیتا ہے اُسے خوف و رجا کی کوئی خبر نہیں رہتی اور نہ ہی اُسے نفس و شیطان اور شہوت کا کوئی پتہ ہوتا ہے۔

نقش اگلے صفحہ پر دیکھیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ سلامٌ قولاً من رب الرحیم ○ یٰسین

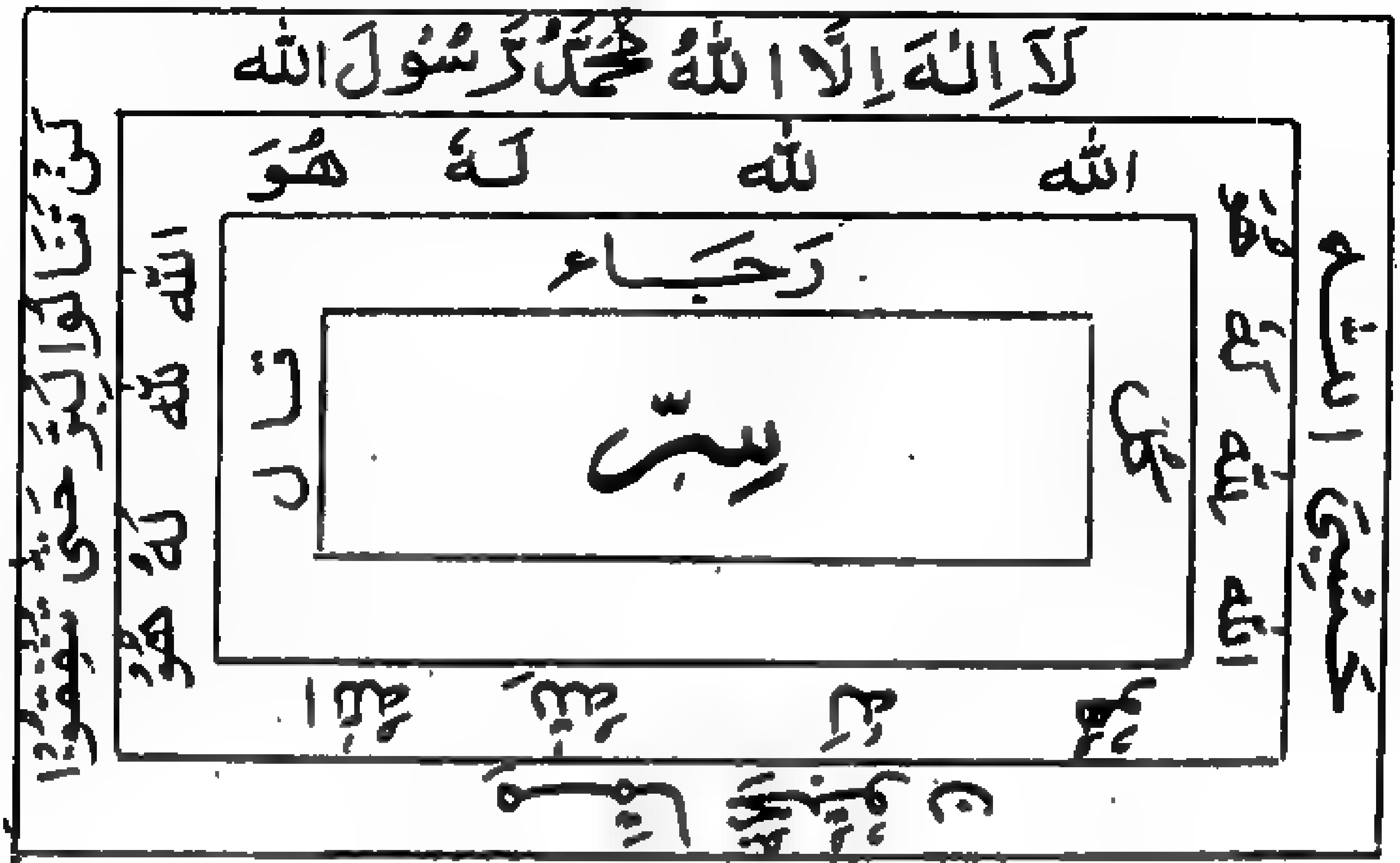

ابیات

باتفکر جس نے لکھا حاصل اسکو راز راہ اپنے وجود میں اسے حاصل ہوا قرب اِلٰہ
اپنی دونوں آنکھیں بند کر مثل باز تا کہ باطن میں تو سن لے گم گشتہ آواز
تیرے سینہ میں ہے درس وحدت معرفت جس نے اسکو پڑھ لیا ہو گیا عیسیٰ صفت
جس نے اسکو سینہ میں لکھا مگر عامل و کامل ہوا وہ سر بسر
سطر و حرف جو بھی پڑھے گا از خدا عالم باللہ وہ ہو گا اولیاء

کامل مرشد وہی ہے جو طالب کو توجہ باطنی سے تلقین کرے اور اس تلقین سے (علم الیقین، عین الیقین، حق الیقین) عطا کر دے۔ چنانچہ جس طرح وہ (ظاہری) زندگی میں ارشاد و (تلقین) کرتا ہے اسی طرح (عالم) ممات میں بھی وہ (طالبوں) کو دست بیعت کر کے (تلقین کرتا) ہے۔ اس کو عجیب مت خیال کر اور اس کا انکار بھی نہ کر کیونکہ اولیاء اللہ کو ان مراتب کی توفیق حاصل

ہوتی ہے اور وہ تحقیق کے خزانہ کے مالک ہوتے ہیں۔ "الرضاء فوق القضاء" رضاء فوق القضاء اسی کو کہتے ہیں۔ جو کوئی اس نقش کو (بکثرت) دیکھے گا اور اسے (مشق وجودیہ کے طریق سے بکثرت) لکھے گا وہ کامل ہو جائے گا۔

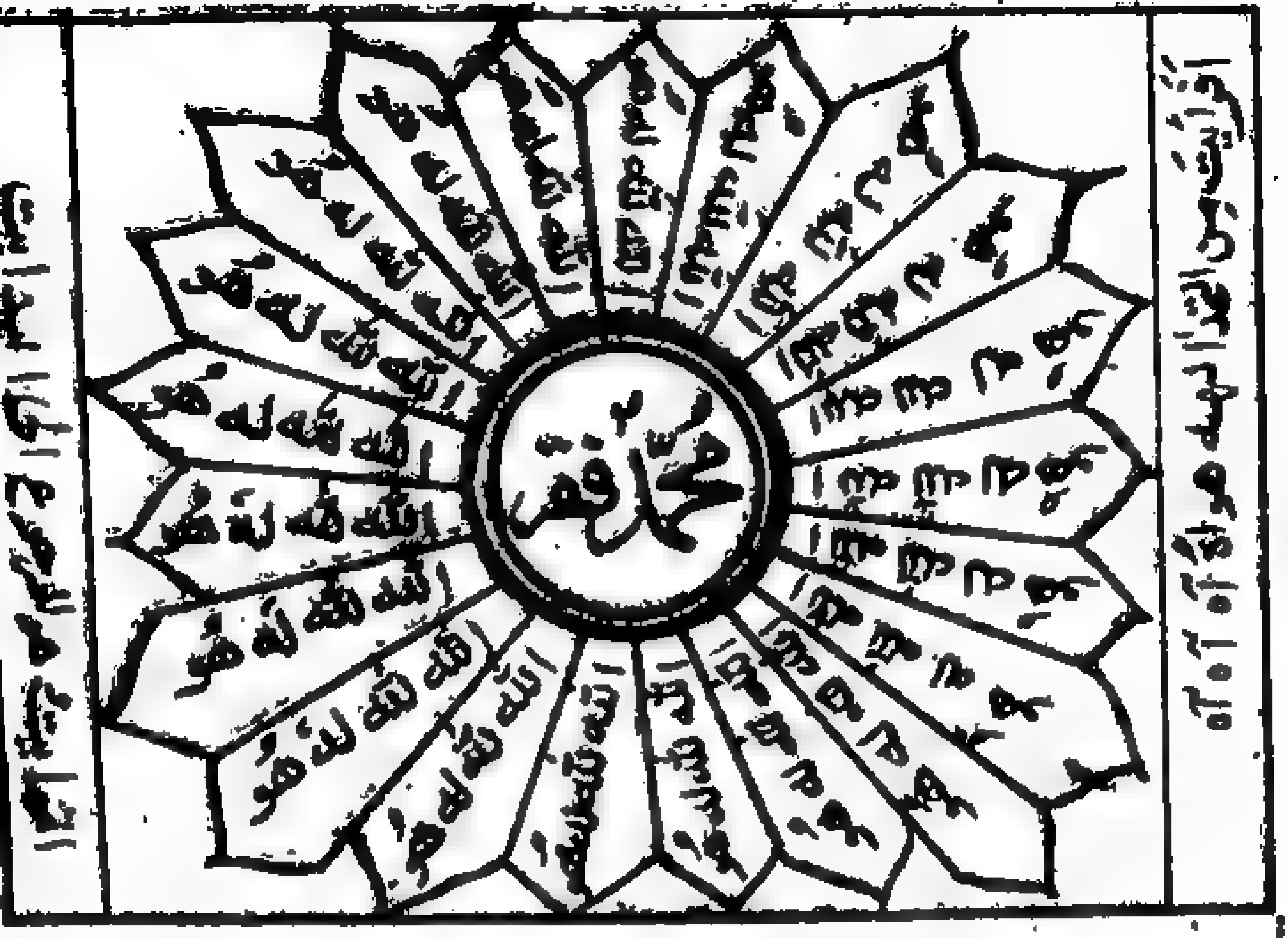

کاملیت کل (کا یہ نقش) ہر مشکل کو آسان کر دیتا ہے جو کوئی اس کی توجہ جانتا ہے وہ عرش سے تحت الثریٰ تک ہر شے کو تہ و بالا کر سکتا ہے اور اس میں تعجب کی کوئی بات نہیں یہ راہ (زبانی) پڑھائی (تسبیح خوانی) کی نہیں یہ فقیر کا مرتبہ ہے۔ کہ وہ ہر ملک ہر ولایت پر امیر صاحب اختیار ہوتے ہیں جس کو چاہتے ہیں ملک ولایت بخش دیتے ہیں اور جس کو چاہتے ہیں معزول کر کے ملک بدر کر دیتے ہیں یہ خدمات (منجانب اللہ) اہل ذات فقیر کے ذمہ ہوتی ہیں جیسا کہ فقیر باھو فنا فی ھو (کو یہ قدرت حاصل) ہے۔ فقراء سے ڈرنا چاہیئے کیونکہ ہر خزانہ اور اس کی دولت ان کے تصرف میں ہوتی ہے وہ اس نقش سے کاملیت کی راہ کھول کر مشاہدہ کروا دیتے ہیں وہ اس نقش پر یقین رکھتے ہیں۔

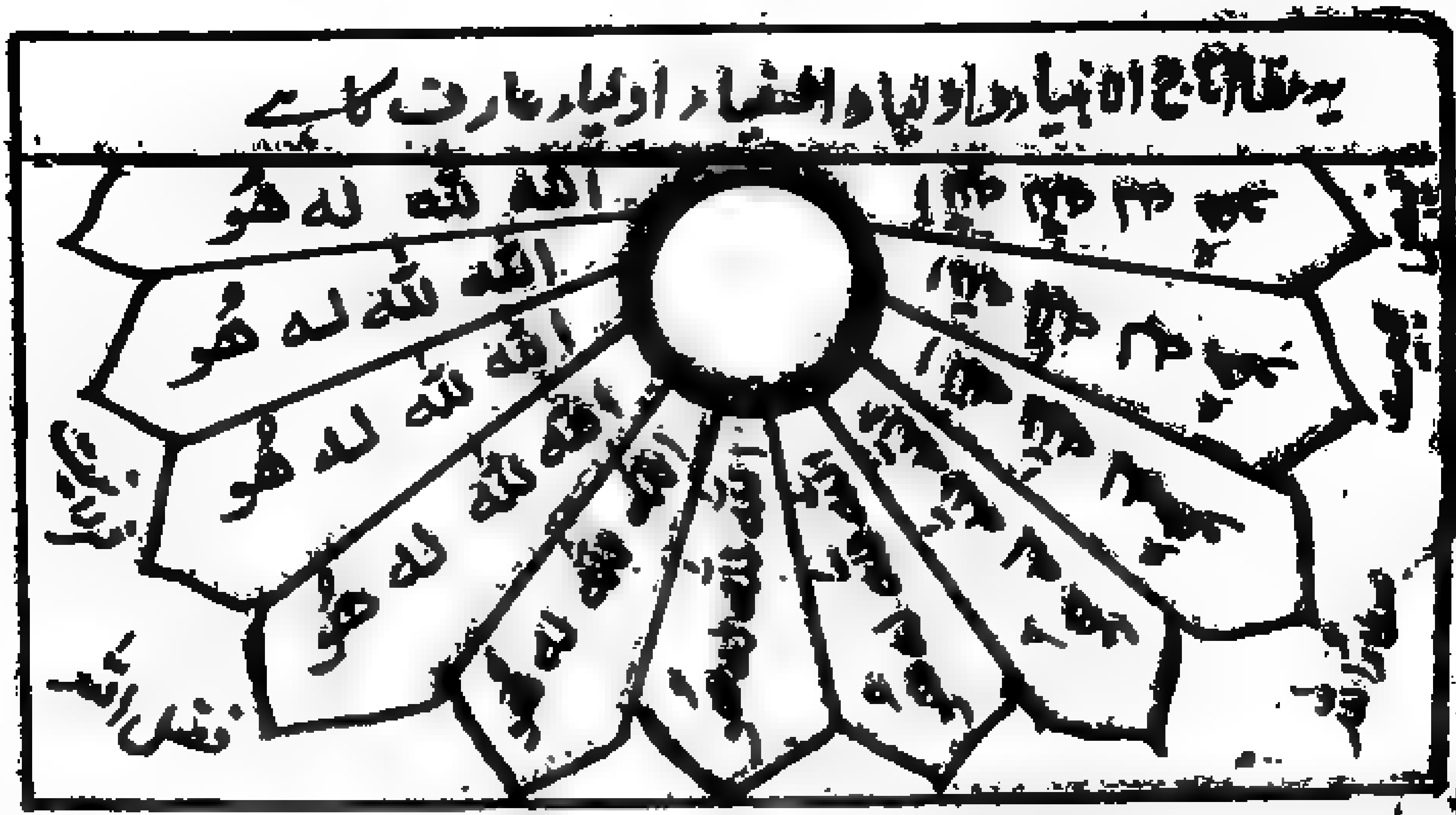
یہ مقام معراج انبیاء و اولیاء و اصفیاء اولیاء عارف کا ہے
اللہ للہ لہ ھو
اللہ للہ لہ ھو
اللہ للہ لہ ھو
اللہ للہ لہ ھو
فضل اللہ

روحِ اعظم جب وجودِ معظم (آدمؑ) میں داخل ہوئی اور یا اللہ کہا تو اللہ تعالیٰ کی عطا ہوئی۔ (جو مسلسل ہو رہی) ہے۔ حتیٰ کہ آج کے دن تک اور قیامت کے برپا ہونے تک (کوئی شخص) اس کی (پوری) ماہیت کے متعلق نہ جان سکے گا۔ مرشد طالب اللہ کو اسم اللہ کا سبق دیتا ہے اور اس کی تلقین کرتا ہے طالب اسم اللہ کو باتوفیق ہو کر پڑھتا ہے اور مرشد باطنی توجہ سے طالب اللہ کو حضوری (حق) تک پہنچا دیتا ہے یہ کاملوں کی راہ ہے جس سے روز الست کا نظارہ کیا جاتا ہے یہ مراتب (اسم اللہ) میں مست (فقراء کے ہیں)

بیت

جو بھی پڑھتا ہے اسم اللہ سے پڑھ ہو اسم اللہ تیرا ساتھی سربسر

یہ باعیان (فقراء) کی راہ ہے۔ جن کی ابتداء لاھوت لامکان (کا مشاہدہ اور سیر ہوتی) ہے۔ اس کو احمق حیوان تیلی کا بیل (آنکھیں بند کر کے وظیفہ خوانی کرنے والا شخص) کیسے جان سکتا ہے۔ تو اپنے آپ کو کس زمرہ میں خیال کرتا

ہے۔

محمد
صلی اللہ علیہ وسلم

دیکھ کر محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو اللہ کے فیض
اور فضل سے ازل کا مشاہدہ ہوتا ہے اور ان
کے وجود سے تمام جہل خارج ہو جاتا ہے۔ یہ
نعم البدل اعظم ہے ان کو جمعیت اور جمال الٰہی
کا مشاہدہ تفکر تصور اور تقال سے حاصل ہوتا ہے
اسم محمد صلے اللہ علیہ وسلم یہ ہے۔ اسم اکبر کی صورت میں
اسم محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اگر آنکھ اس مقام پر لگی رہے
تو تمام تصور و تصرف اور معراج حضوری علیہ الصلوٰۃ والسلام
حاصل ہو۔

جو (مرشد) اسم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلقین (طالب) کو کرتا ہے تو وہ پہلے ہی روز مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہو جاتا ہے اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں نفس امارہ اور شیطان لعین داخل نہیں ہو سکتا۔ یہ حاضرات اسم اللہ ذات کی راہ ہے جس میں ازل ابد کا تماشہ نظر آتا ہے دنیا کے خزانوں حشر گاہ قیامت کا نظارہ کر سکتے ہیں قرب اللہ حضوری کا مشاہدہ ہوتا ہے حور قصور جنت دوزخ کا تماشہ کر سکتے ہیں۔

کامل مرشد وہی ہے جو (تصور) اسم اللہ و محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے (طالب کو) ہر مقام دکھا کر اس پر غیب کھول دے۔ بعد ازاں اس کو تلقین کرے تا کہ طالب کو اعتبار اور یقین آ جائے الوقت سیف قاطع وقت تو (عمر) کو قطع کر دینے والی تلوار ہے۔

بیت

عمر کو برباد کر ڈالا در طلب (لذت) نعم
مردہ دل واصل نہ ہو اہل از صنم

احمق طالب وہی ہے جو مرشد سے علم معرفت کا مطالعہ مقابلہ نہیں کرتا اور (صرف) یہی کہتا ہے کہ میرا مرشد کامل ہے وہ ہمیشہ میرے ہمراہ اور شامل ہے وہ میرے ظاہر باطن احوال سے واقف ہے وہ میرے حال حقیقت کو جانتا اور غیب داں ہے۔ اس قسم کی باتیں کرنے والا طالب حماقت شعار ہوتا ہے جو معرفت اور دیدار سے محروم رہتا ہے غیب دان تو صرف خدا اور رسول خدا ہے جو بلاشک وشبہ غیب الغیب کو جانتا ہے۔

مرشد کی صرف یہ ذمہ داری ہے کہ طالب اﷲ کو جس طریق سے بھی چاہے اﷲ تعالیٰ کی حضوری میں پہنچا کر منصب مراتب دلوا دے۔

پس معلوم رہے کہ حضوری کے بغیر طالب اور مرشد مدعی اور مدعا علیہ کی مانند ہیں طالب اور مرشد کے (دعویٰ) کا فیصلہ اس وقت تک نہیں ہو سکتا۔ جب تک کہ مرشد طالب اﷲ کو پہلے ہی روز لاھوت لا مکان میں غرق نہ کر دے اور اس کے وجود میں سے غیر اور غم نہ نکال دے۔

مرشد پر طالب کو چار مراتب عطا کرنا ضروری ہیں۔

اول مراتب رسید

دوم مراتب دید

سوم مراتب یافت

چہارم مراتب شناخت

پس رسید کیا ہے؟ دید کیا ہے؟ یافت کیا ہے؟ اور شناخت سے کیا مراد ہے؟ رسید سے مراد معرفت توحید کو حاصل کرنا ہے دید، تجرید، تفرید سے قرب حضوری مشاہدہ کا نام ہے۔ یافت، گنج تصرف حاصل کرنے کو کہتے ہیں یعنی جملہ مطلب مطالب پورے ہو جائیں اور جمعیت کلی حاصل ہو جائے شناخت سے مراد اپنے نفس کی شناخت اس سے ہم سخن ہونا ہے جس کے بعد رب تعالیٰ کی شناخت کی جاتی ہے اور کنہ کن سے رب کریم کے محرم ہو کر ہم سخن ہو جاتے ہیں۔ مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا اس نے اپنے رب کو جان لیا مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ بِالْفَنَاءِ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ بِالْبَقَاءِ۔ جس نے اپنے نفس کو فنا کر لیا اس نے اپنے رب کو بقاء میں پا لیا۔

اس طرح نفس مطلق فنا ہو جاتا ہے طالب کو خدا تعالیٰ کے قرب سے حضوری توفیق حاصل ہو جاتی ہے۔ اس مقام پر طالب کو فقر تمام حاصل ہو جاتا ہے الحدیث: اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰهُ وہ ہمیشہ کیلئے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہم صحبت بن جاتا ہے اور ہمیشہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ کے سامنے رہتا ہے۔ باخبر طالب صادق کے یہی مراتب ہیں۔

کامل مرشد وہی ہے جو ہر قسم کی بلاؤں کی شدت شامت ہوائے نفسانی اور معصیت شیطانی جو خدا تعالیٰ کی راہ کی رکاوٹ ہے اور فقر و فاقہ دنیا کی محنت اور بے وفائی (کی آفات) کو طالب کے وجود سے نکال کر ہر قسم کے رنج و (غم) کو دور کر دے اور طالب کو دنیاوی خزانوں کا تصرف پانچ روز یا (زیادہ سے زیادہ) ایک ہفتہ میں عطا و بخش کر دے اور جو طالب مرشد کے سامنے اپنے حال کی سختی بیان نہ کرے لب بستہ خاموش رہے اور دنیا کے متعلق ہرگز کوئی سوال نہ کرے اگر مرشد کامل ہے تو طالب کو فی الحال ایک پل میں حضوری تک پہنچا دیتا ہے۔ ایسے مرشد کیلئے ایک روز ایک ہفتہ یا ماہ و سال کی حرکت کی

فرصت درکار نہیں ہوتی، مرشد ایسے طالب کو ہر روز معرفت سے قرب خدا کا مشاہدہ کرواتا ہے جو مرشد طالب کو ظاہر باطن میں۔ ایسی توفیق عطا نہ کرے تو طالب کیلئے فرض عین ہے کہ ایسے ناقص مرشد سے بیزار اور جدا ہو جائے۔

بیت

مرشدوں کا مرشد ہوں میں حق نما   بے پیروں کا میں پیر ہوں رہبر با خدا
مفلسوں کو گنج بخشوں با کرم   جس نے دیکھا میرا چہرہ اسکو رہا نہ کوئی غم

پیری و مرشدی اور طالبی و مریدی حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے طلب کر۔

ابیات

خذ بیدی فرمایا مجھ کو مصطفیٰ ؐ   وسعت بیعت فرمایا مجھ کو مجتبیٰ ؓ
پیشوا پیر اپنا بنایا میں نے   ہر دم سے دیدار حق کو پایا میں نے
مجھکو اپنا فرزند فرمایا فاطمہ ؓ   معرفت فقر کا مجھ پر خاتمہ
خاکپائے از حسین ؓ از حسن ؓ   ہر ایک صحابی ؓ سے با انجمن
باھو نے ھو سے پائی وحدت لقاء   کیا تجھے معلوم نہیں کہ باھو ہے با خدا

قولہ تعالیٰ - وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ O میں تمہارے ساتھ ہوں جہاں کہیں بھی تم ہو۔ جو کوئی فی اللہ غرق کے مراتب حاصل کر لیتا ہے لاھوت لا مکان کی معرفت اس پر کھل جاتی ہے اسے نادیدہ اشیاء دکھائی دینے لگتی ہیں۔ جو کوئی باتوفیق توجہ سے تحقیق کیلئے اپنے آپ کو محمد رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں چلا جاتا ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے ان مراتب تک پہنچا دیتے ہیں۔

بیت

اولیاء کو علم حاصل یا حضور جو بھی پڑھ لے علم وحدت ہو جائے نور

تو اس بات پر تعجب نہ کر کیونکہ جس طرح "بسم" میں الف گم ہے۔ اسی طرح توحید میں اسم (اللہ) کے نور میں جسم گم ہو جاتا ہے۔

بیت

ایسے شخص کو جائز ہے رویت خدا معرفت قرب وحدت حق کی عطاء

شرح مراقبہ: جس کسی کا باطن دائمی طور پر کھل جاتا ہے ظاہر میں ہر تصرف اس کی قید میں آ جاتا ہے مراقبہ کی شرح یہ ہے کہ جو کوئی اول علم مراقبہ کا مطالعہ کرتا ہے اور مراقبہ میں آتا ہے تو اس کے دل میں محبت پیدا ہو جاتی ہے چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت خاتم النبین صلی اللہ علیہ وسلم تک سات روحانی مجلسیں اس پر کشادہ ہو جاتی ہیں۔ علم مراقبہ کے ابتدائی سبق سے یقین حاصل کیا جاتا ہے۔ مراقبہ رقیب کو دور کر کے حبیب تک پہنچا دیتا ہے۔ جو شخص مردود، مرتد، بے یقین، بے اعتقاد، بے دین ہے۔ وہ شیطان لعین کی قید میں ہوتا ہے اور اسے پیر و مرشد اہل خانوادہ کی بات پر یقین نہیں آتا۔ ایسے شخص کا کیا علاج ہے؟ اس کا علاج نوری تجلیات اور حضوری مشاہدات ہیں۔ نوری تجلیات سے (اہل مراقبہ) کے ساتوں اعضاء کا (غل وغش) جل جاتا ہے اور وہ پاک ہو جاتا ہے پھر اسے تمام عمر مجاہدہ اور ریاضت کی ضرورت باقی نہیں رہتی اور حضوری مشاہدات سے وہ حضوری میں پہنچ جاتا ہے جہاں سے اس کو رجعت اور

بازگشت نہیں ہوتی اور وہ پیرو مرشد کی قید سے باہر نہیں نکل سکتا اس قسم کے مراقبہ کو محرم اسرار (کا مراقبہ) کہتے ہیں جس سے وہ (ہوائے) نفسانی اور (معصیت) شیطانی سے باہر نکل آتا ہے لاھوت لا مکان میں (آورد برد) آمدورفت شروع ہو جاتی ہے جس سے قرب رحمان نصیب ہوتا ہے اس قسم کے مراقبہ کی قدر وہ نادان جو جس دم کے فکر میں مثل حیوان حیران و پریشان ہے کیسے جان سکتا ہے؟ نیز مراقبہ کی شرح یہ ہے کہ مراقبہ موت کے متعلق اور اس کے قریب ہے جو کوئی اسم اللہ ذات کے تصور سے مراقبہ کی توجہ میں آتا ہے اس پر موت کے مرتبہ کے احوالات کھل جاتے ہیں وہ جان کنی کا معائنہ کرتا ہے وہ قبر میں منکر نکیر کے سوالات کی حقیقت سے آگاہ ہو جاتا ہے وہ روز قیامت کی حساب گاہ دیکھ لیتا ہے۔ وہ پل صراط سے سلامتی کے ساتھ گزر جاتا ہے وہ بہشت میں داخل ہو کر حور و قصور کا تماشہ کرتا ہے اور انوار دیدار پروردگار سے مشرف ہو جاتا ہے حاصل (کلام) یہ ہے کہ حق الیقین کے اس مراقبہ سے وصال ہو جاتا ہے۔ ''مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا'' کا یہ مراقبہ مشق وجودیہ سے قرب خدا معرفت کی نماز کو پہنچا دیتا ہے۔

بیت

دل سے اپنے دور کر پیشہ خطرات کو   تا کہ تو حاصل کرے وحدت حق ذات کو

مراقبہ حق تک پہنچانے کا وسیلہ اور رفیق ہے حق کی تحقیق کا مراقبہ ایک آگ ہے جو ہر قسم کے خطرات وسواس شیطانی کو جلا دیتا ہے جس طرح آگ خشک ایندھن کو جلا دیتی ہے۔

بیت

گر کروں شرح میں ان احوال کا   ہر کسی کو عبرت ہو (بے شک ہو) عارف

مراقبہ ایمان کا جوہر ہے۔ جو حضوری اور قرب سبحانی تک پہنچا دیتا ہے مراقبہ نفس بانفس، قلب با قلب، روح با روح، سر با سر، عیان با عیان، ذکر با ذکر ایسا ذکر ج لازوال ہو۔ فکر با فکر ایسا فکر جو باوصال ہو کی رو سے کیا جاتا ہے۔ یہ نص وحدیث کے مطالعہ کی طرف رخ کرنے اور نفس خبیث بدعت کو ترک کرنے کی راہ ہے تجھے کونسا راستہ پسند ہے؟ جو کوئی حضوری فی اللہ میں غرق ہو کر نور تو ج سے مشرف ہو جاتا ہے قرب اللہ ذات سے اس کی روح کو اس قدر لازوال فرحت حاصل ہوتی ہے کہ جس پر دونوں جہان کی جان عزیز قربان ہیں۔ ہر شخص عاشق کو ملامت کرتا ہے لیکن عاشق معشوق کے سوا ہر شے سے بے نیا ہوتا ہے اس کی نظر معشوق پر ہوتی ہے اور وہ تمام مخلوق سے الگ ہوتا ہے اسی ک ہمہ اوست، در مغز و پوست (وحدت المقصود) کہتے ہیں۔

اگر کوئی چاہے کہ علم دعوت اس کے عمل میں آ جائے ورد وظائف جاری ہو جائیں فرشتے موکل اس کے حکم بردار بن جائیں۔ کلام اللہ اس کے وجود میں تاثیر کرنے فائدہ دے اور جمعیت بخشے۔ اللہ تعالیٰ کی کل مخلوق لوگ اس کی طرف رجوع کریں اور اس کی تسخیر اور قید میں آ جائیں اور مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم اسے حاصل ہو جائے۔ ہر مشکل اور مہمات حل ہو جائیں اور دنیا کے جملہ تصرف اس کو حاصل ہو جائیں۔

اس مطلب کیلئے چاہیے کہ دعوت کا عامل تنہا بیابان یا دشت صحرا میں جس جگہ پاک ریت یا مٹی موجود ہو جائے روضہ مبارک محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی

نیت پورے یقین کے ساتھ کرے۔ روضہ مبارک کا نقشہ اور نمونہ بنائے حرم کی چاردیواری بنائے اور اس حرم کے اندر قبر (مبارک) بنائے اور قبر مبارک پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا خوشخط نام تحریر کرے۔ محمد ابن عبداللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبر بناتے وقت اس آیت کو قبر کے گرداگرد تحریر کرے اور پڑھے۔

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ○ (احزاب)

بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں اے ایمان والو تم بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجو۔ اس کے ساتھ ہی تین بار درود پاک پڑھے پھر تین بار کہے اُحْضُرُوْا لِلْمُسْخَرَاتِ یَا مَالِکَ الْاَرْوَاحِ الْمُقَدَّسِ پھر تین بار کہے از برائے عند اللہ محمد ابن عبداللہ حاضر شو پھر سورۃ ملک پڑھے۔

تین مرتبہ کلمہ طیبہ کی ضربات دل پر لگائے لَا اِلٰہَ اِلَّا مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پھر درود اور لاحول پڑھے۔

پھر (کلمہ طیب) کا ذکر خفی کرتے ہوئے (قلب کی طرف متوجہ ہو کر) مراقبہ اختیار کرے۔ تاکہ خواب اور بیداری ایک ہو جائے۔

کُلُّ بَاطِنٍ مُخَالِفٍ بِظَاھِرٍ فَھُوَ بَاطِلٌ۔ جو باطن ظاہر کے مخالف ہو وہ باطل ہوتا ہے (یعنی مراقبہ میں ظاہر و باطن ایک ہو جانا چاہیے) بعد ازاں واضح طور پر اصحاب عظیم کے لشکر کے ساتھ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لا کر دعوت پڑھنے والے کو ہاتھ سے پکڑ کر اُٹھاتے ہیں جس کے (بعد) صاحب دعوت کی تمام مہمات حل ہو جاتی ہیں۔ اس کو تیغ برہنہ دعوت کہتے ہیں۔ (یہی ابتدائی اور انتہائی) دعوت ہے نقش روضہ مبارک اور دعوت حسب ذیل ہے۔

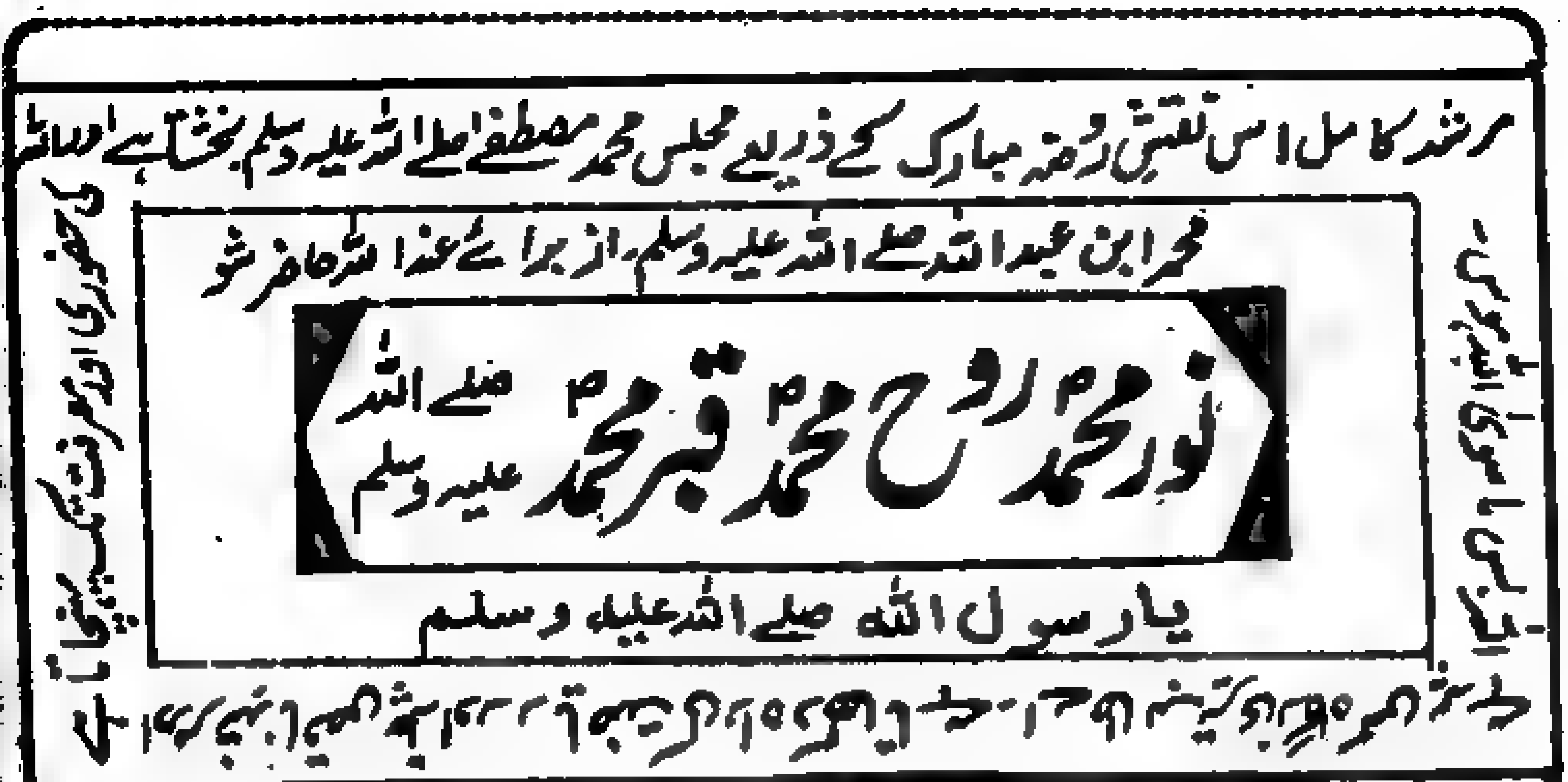
مرشد کامل اس نقش روضہ مبارک کے ذریعے مجلس محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم بخشتا ہے اور اللہ
کی حضوری اور معرفت تک پہنچاتا ہے
اللہ بس ماسویٰ اللہ ہوس۔
محمد ابن عبداللہ صلے اللہ علیہ وسلم۔ از برائے خدا اللہ حاضر شو
نور محمد روح محمد قبر محمد صلے اللہ علیہ وسلم
یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

فقیر مرشد عارف باللہ واصل ولی اللہ پر فرض عین ہے حق مرشدی (اگر ہے) تو (حق) طالبی بھی ہے۔ اور یہ دونوں جانب کا حق ہے۔ اول تو اہل دنیا کو تلقین ہی نہ کرے۔ (کیونکہ طالب دنیا تلقین کا اہل نہیں) اور اگر صاحب توفیق اہل دنیا کو تلقین کرے تو ابراہیم ادہم رحمتہ اللہ علیہ کی طرح اسے دنیا سے باہر کھینچ لے اور دنیا مردار ناپاک کی نجس نجاست سے پاک کردے۔ اسے پہلے ہی روز مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی حضوری میں پہنچا کر حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے ہدایت ولایت عطا کروادے۔ تاکہ طالب کے وجود میں کسی مطلب کو حاصل کرنے کا افسوس باقی نہ رہے۔ یہ مراتب کامل مرشد کی عطا سے حاصل ہوتے ہیں اور یہ فیض فضل خدا تعالیٰ کا ہے جس سے دونوں جہان (طالب) کے زیر پا آجاتے ہیں۔ وہ نہ تو خدا ہوتا ہے اور نہ ہی خدا سے یکدم جدا رہتا ہے ہمیشہ لقاء (الہٰی) سے مشرف ہوتا ہے جو مرشد پہلے ہی روز طالب کو ان مراتب تک نہیں پہنچاتا وہ بے حیاء احمق ہے۔ جو اپنے آپ کو مرشد کہتا ہے قرب توحید کے یہ مراتب مشق وجودیہ مرقوم سے حاصل ہوتے ہیں۔

معلوم رہے کہ یہ نقش ہر مقام کی تحقیق کروادیتا ہے۔ ایسے (شخص) کی قال اس کے حال کے موافق ہو جاتی ہے اسے وہم و خیال کی بجائے وصال

جمعیت نصیب ہو جاتی ہے اس بات کو وہی سمجھ سکتا ہے جسے معرفت میں توفیق تحقیق حاصل ہو۔ یہ حضوری کا مقام ہے جس میں نفس و قلب روح سب ساتھ مل کر نور ہو جاتے ہیں۔

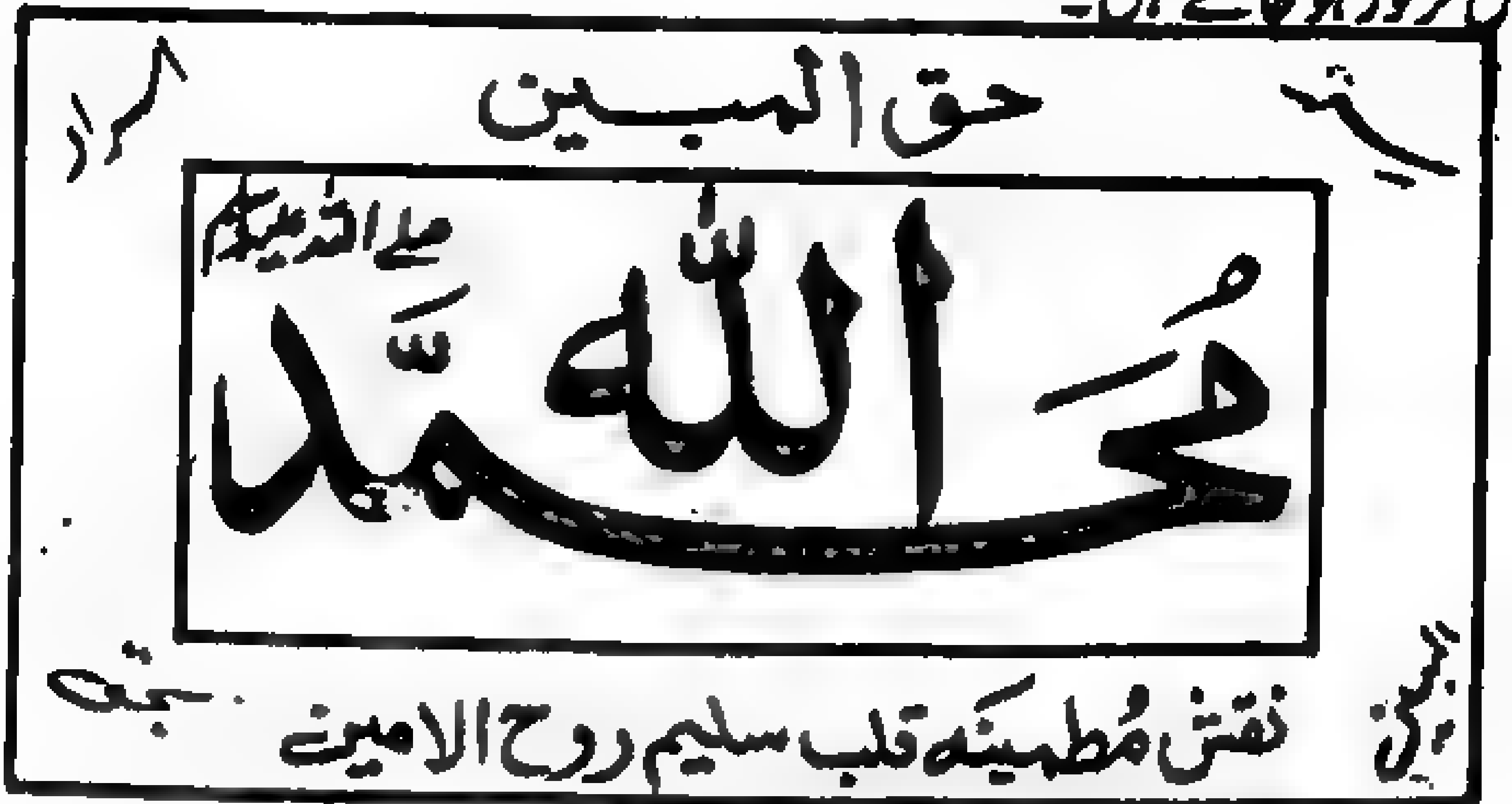

(اس نقش کے تصور سے نور توحید) کے گہرے دریا میں غوطہ لگایا جاتا ہے جس سے نظر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے (حضوری حق) سے مشرف ہو جاتے ہیں اس جگہ نہ آسمان ہے نہ حیرت ہے نہ ہوا۔ بلکہ مطلق نور وحدانیت خدا ہے جو کوئی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت سے اس میں غوطہ لگاتا ہے۔ وہ دنیا سے تارک فارغ ہو کر فقر کے مرتبہ تمامیت پر پہنچ جاتا ہے۔

قولہ تعالیٰ۔ اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ وَوَضَعْنَا عَنْكَ ○ کیا ہم نے تمہارے لئے شرح صدر نہیں کر دیا۔ اور تم پر سے وہ بوجھ نہیں اٹھا لیا کے مصداق فقیر کو سینہ کی صفائی حاصل ہو جاتی ہے۔

قولہ تعالیٰ۔ لَا يَمْلِكُوْنَ مِنْهُ خِطَابًا ○ (دنیا دار) اس کے ساتھ بات کرنے کا اختیار نہ رکھیں گے (جبکہ فقراء کو دنیا میں ہی) خطاب کی راہ حاصل ہو جاتی ہے۔

قولہ تعالیٰ۔ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً ○ بے شک ہم زمین میں اپنا خلیفہ (آدمؑ) کو بنانے والے ہیں۔ (اس فرمان کے مطابق) فقیر کو خلافت کی خلعت عطا کی جاتی ہے۔

وہ فَفِرُّوْا اِلَی اللّٰہِ ○ اللہ کی طرف بھاگنے کو وہ اپنا رفیق بنا لیتا ہے اور فَفِرُّوْا مِنَ اللّٰہِ ○ اور اللہ کی طرف سے الٹا (دنیا کی طرف بھاگنے کو) چھوڑ دیتا ہے تجھے طالب خدا ہونا پسند ہے یا طالب ہوا ہونا۔

شرح حاضرات اسم اللہ ذات

تصور کے شروع میں طالب اللہ کو چاہیے کہ (چند یوم کیلئے) اسم اللہ ذات تفکر (کی انگلی سے) دل پر (بکثرت) لکھا کرے۔ تا کہ اسم اللہ کی تاثیر سے سینہ کی صفائی حاصل ہو جائے اور خناس خرطوم (شیطان کی ذریت) مر جائے۔

بعد ازاں اپنی آنکھوں کو بند کر کے (مراقبہ کی صورت دل کی طرف متوجہ ہو جائے) اور دیکھے کہ دل کے گرد ایک وسیع میدان ہے (تصور کی) نظر سے (اپنے وجود) کے ساتھ پرواز کر کے اس میدان میں داخل ہو جائے۔ (تصور کی نگاہ سے وہاں مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم) کو دیکھے جہاں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے اہل البیت صحابہ رضوان اللہ علیہ اور اولیاء عظام موجود ہوں گے اور قرآن و حدیث درود و سلام کی مجلس قائم ہو گی۔ مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں داخل ہو جائے اس وقت لاحول سبحان اللہ اور درود شریف پڑھے (اگر مجلس حقیقی ہو گی تو قائم رہے گی اور اگر وہمی اور خیالی ہو گی تو گم ہو جائے گی) پھر اس مجلس سے حکم ہو گا اے صاحب تصور یہ خاص مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہے شیطان کو یہ طاقت نہیں کہ وہ اس مقام تک پہنچے۔

بعد ازاں طالب حق و باطل میں باعیاں تحقیق کر لیتا ہے اگرچہ بظاہر وہ خاص و عام لوگوں سے ہم کلام رہتا ہے (لیکن باطن میں) دائمی طور پر حضوری مجلس میں حاضر رہتا ہے اس کا وجود نور ہو جاتا ہے۔ اور اس کا ہر سخن حضوری سے ہوتا ہے لیکن ظاہر اور باطن کو علم نعم البدل سے تحقیق کر لینا چاہیے نعم البدل سے یہ مراد ہے کہ مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے جو حکم باطن میں (طالب کو) ہوتا ہے ظاہر میں ویسے ظہور پذیر نہیں ہوتا۔ (تو معلوم ہوا) کہ طالب ابھی

(حضوری) مقامات کو طے کر رہا ہے اس کی تمامیت کو نہیں پہنچا۔ جب اس کا ظاہر باطن ایک ہو جاتا ہے تو اسے آنکھیں بند کرنے کی حاجت نہیں رہتی۔ اس کیلئے دیدہ نادیدہ یکساں ہو جاتا ہے پھر اس کو مرشد کی (رہنمائی) کی ضرورت نہیں رہتی طالب کے نصیب کا تعلق خلوص (نیت) اور یقین (محکم) سے (مشروط) ہے۔ پہلے دل کا معائنہ اور اس کی تحقیق کرنا چاہیے۔ (بعد ازاں حضوری مجلس کی طرف رجوع کرے)

دل کے اردگرد چار میدان ہیں پہلے ان کا مشاہدہ کرنا چاہیے میدان ازل کا مشاہدہ میدان ابد کا مشاہدہ دنیا کے میدان طبقات عرش تا تحت الثریٰ کا مشاہدہ میدان عقبیٰ کا مشاہدہ۔

دل میں قلب ہے قلب کے اندر سر ہے اور سر میں اسرار ہے۔ جس میں نور حضور (کے تصور) معرفت کے (تفکر) اور قرب اللہ (میں مستغرق ہو کر) دیدار (انوار) پروردگار کا مشاہدہ کیا جاتا ہے کامل مرشد سالک طالب صادق کو پہلے ہی روز دل کے مشاہدہ کے مرتبہ پر پہنچا دیتا ہے جب کہ ناقص مرشد روز و (شب) چلوں کی ریاضت میں ڈال کر (طالب کا راہ کھوٹا کر دیتا) ہے دل کے گرد بگرد وہ چاروں میدان جن کا تصور کیا جاتا ہے ان کا (نقش) یہ ہے جن کو کامل مرشد کھول کر دکھا دیتا ہے۔ نقش یہ ہے۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

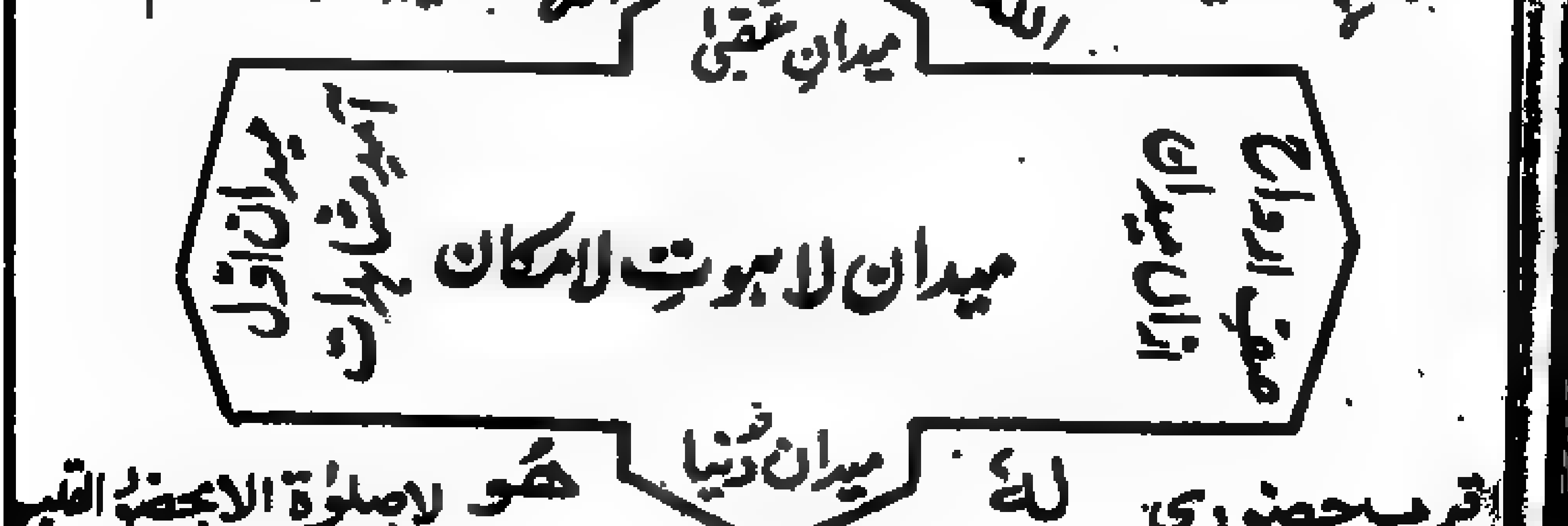
بسم اللہ الرحمن الرحیم
اللہ
میدان عقبیٰ
اللہ
بسم اللہ الرحمن الرحیم
میدان ازل
میدان ابد
میدان لاہوت لامکان
میدان دنیا
قرب حضوری
لہٗ
ھُو
لاصلوٰۃ الا بحضور القلب

فقرا کی ابتداء و انتہا یہ ہے کہ اپنے جسم پر شریعت کا لباس پہن کر طریقت کو اختیار کرے اور (مقام) حقیقت میں واقف احوال ہو جائے اور دریائے معرفت کا غوطہ خور بن جائے دم بدم صاحب کرم وجود محرم مجلس محمود فنا فی اللہ با معبود ہو جائے دانا اور آگاہ ہو جا کہ ہر مقام کے راہ کی کیفیت کشف ہی سے معلوم ہوتی ہے بعض کو کشف کی اس راہ میں قرب باللہ حاصل ہو جاتا ہے بعض (کشف) کی اس راہ میں گمراہ ہو جاتے ہیں۔

اوّل مرشد طالب کو ایک دم میں مشاہدہ معراج کروا دیتا ہے بعض کو ایک رات دن میں، بعض کو ہفتہ بھر میں، بعض کو ایک مہینہ میں، بعض کو ایک سال میں، بعض کو عمر بھر حیات و ممات میں قیامت تک وصال جمعیت با جمال بخش دیتا ہے۔ فقر قدرت ربانی کا ایک سر ہے۔ کہ اس کی شرح دلوں میں ہوتی ہے۔ کتابوں کے دفاتر میں نہیں سماتی اس جگہ نہ علم ہے نہ دانش نہ مطالعہ ہے نہ عقل و شعور نہ اس جگہ وہم نہ خیال نہ ذکر نہ مذکور (بلکہ) نورٌ علیٰ نور کی کیفیت ہے۔ جس سے (طالب) مسرور رہتا ہے اس مقام پر ابتداء اور انتہا ایک ہو جاتی ہے روح کو فرحت نصیب ہوتی ہے نفس صفات القلب حاصل کر کے مردہ ہو جاتا ہے اور ابدی حیات حاصل کر لیتا ہے اگر کسی دولت مند، اہل دنیا مثلاً بادشاہ یا امرا کو اسم اللہ کی تلقین کی جائے تو زندگی بھر کیلئے اسے ہوائے نفس اور لذت دنیا یاد نہیں آتی۔ اس قسم کے مراتب مشق وجودیہ مرقوم کے ذریعے مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل ہوتے ہیں۔

بیت

گر کروں میں شرح لذت حق لقاء　　کوئی بھی زندہ رہے نہ جاں فدا
عاشقوں کو ہو نصیب ہر دوام　　ان کی قوت معرفت فقرش تمام

حاصل (کلام) یہ کہ واصلوں کو کلام پیغام (اسم اللہ کی برکت سے ہوتا) ہے۔

بیت

عاشقوں کو چاہیے رہے رندوں کی صفت　　طے کر کے چھوڑ دے ہر مقام معرفت
با وصال و با جمال و لازوال　　غافل خدا سے ہوتا نہیں ہر کوئی حال

عاشقوں کے دو اوصاف ہیں کہ وہ معشوق (حقیقی) پر نگاہ رکھتا ہے اور مخلوق کی علامات (خط و خال حسن و جمال عشق مجازی) کی طرف نظر بھر کر نہیں دیکھتا۔

بیت

دم بدم دید اس کو ہر مدام　　روح و قلب نور ہو مطلب تمام
وہ جو بھی کہے اسکو خدا ہی کہے　　درمیان کوئی نہ چون و چراں رہے
اس جگہ جثہ نہ کوئی جسم و تن　　تفرید و توحید پر ہو فقرش ختم

جو کوئی اس مقام پر پہنچ جاتا ہے وہ شریعت میں قدم رکھتا ہے۔ (خلاف شریعت کوئی کام نہیں کرتا) طریقت پر نظر رکھتا ہے۔ (رسول پاک صلی

اللہ علیہ وسلم کا طریقہ اختیار کرتا) ہے۔ حقیقت میں باجمعیت ہو جاتا ہے۔ (اسے نفس قلب' روح' سر اور نور کی جمعیت نصیب ہو جاتی) ہے اور معرفت میں وہ قرب (خدا) سے مشرف ہو جاتا ہے وہ فقر محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا محرم اور (خادم) سے مخدوم بن جاتا ہے خلاف شرع (فقر کا مدعی) معرفت سے محروم دیوانہ اور (حصول) حق سے بیگانہ رہتا ہے جو شریعت میں ہوشیار ہے وہی عارف صاحب نظر شہسوار ہوتا ہے قولہ تعالیٰ۔ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ ○ کہہ دیجئے۔ (یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اگر تم اللہ تعالیٰ کی محبت کے (دعویٰ دار) ہو تو میری اتباع کرو اللہ تعالیٰ تم کو اپنا محبوب بنا لے گا۔ پس معلوم ہوا کہ فقیر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا معشوق اور اللہ تعالیٰ کا عاشق ہوتا ہے اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا معشوق ہی۔ (درحقیقت) اللہ کا معشوق ہوتا ہے۔

بیت

عشق عاشق معشوق جب ایک ہوئے
وصل کی گنجائش نہیں ہجر کا اب کیا کام

یہ فنا فی اللہ فنا فی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور فنا فی الشیخ کے مراتب ہیں۔ جو کوئی ان (تینوں مراتب) کو باتوفیق طے کر کے تحقیق کر لیتا ہے تو اس کے وجود میں زندیق نفس مردہ ہو جاتا ہے اور اس کا قلب زندہ ہو جاتا ہے (اور یہی) قلبی تصدیق ہے (اِقْرَارٌ بِاللِّسَانِ وَ تَصْدِیْقٌ بِالْقَلْب) اور روح کو حق کی رفاقت حاصل ہو کر فرحت نصیب ہو جاتی ہے جان فدا کرنے والے عاشقوں کے یہی مراتب ہیں۔

بیت

عاشق خوف نہیں کھاتے دائم "لَا تَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَائِمْ"

جس طالب کو پیرو مرشد کے پاس جا کر بھی بزرگوں کی تلقین پر یقین نہ آئے اور نفس امارہ اس کے وجود میں رقیب بن کر (اس کی دشمنی پر کمر بستہ رہے) تو سب لوگ اس کو (راہ خدا سے محروم) بے نصیب کہنے لگیں۔ دوست تو اس کے گھر میں ہے مگر وہ اندھا اس کو دیکھنے سے قاصر رہے۔ ایسے شخص کا کیا علاج ہے؟ کامل مرشد ایسے مردود الطریقت مرتد الحقیقت اور معرفت سے بے خبر طالب کو اخلاص کی توجہ۔ خاص تصور اور یقین تصدیق با اعتبار تحقیق سے اس کے جثہ اور صورت کو اسم اللہ ذات کی طے تصرف میں لپیٹ کر شعلہ انوار کی تجلی میں مستغرق کر کے دیدار پروردگار سے مشرف کر دیتا ہے جس کے بعد طالب کو اعتبار و (یقین) حاصل ہو جاتا ہے ایسا مرشد طالب کو دنیا کے بے شمار خزانے بھی بخش دیتا ہے یہی وہ کامل مرشد ہے جو طالب کیلئے وسیلہ پیشوا اور قرب آلہ کا گواہ ہوتا ہے جس سے طالب ناظر اور مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر صاحب آگاہ روشن ضمیر نفس امارہ پر امیر فقیر بن جاتا ہے۔ مرشد ایسا ہی ہونا چاہیے جو گمراہ' مردود اور مرتد طالب کو جمعیت بخش کر حق (کا مشاہدہ) کروا دے۔

بیت

باھو ہما صفت مرشد بھی دنیا میں کم
طالب شہباز عارف جاں فدا بھی ہیں کم

مرشد (طالب) کی آزمائش کر کے اس کی جان کو جاودانی جمعیت بخش دیتا ہے وہ کیسا مرشد ہے جو خود پریشان ہے۔ اور اس کے طالب شیطان کے وسوسوں میں پھنسے ہوئے ہیں جس کسی کو (کامل مرشد) تلقین کرتا ہے وہ کاملوں میں داخل ہوتا ہے اور کامل (جود و کرم) کی کان اور خزانہ ہوتے ہیں دنیا میں ان کا ذکر (ہمیشہ) باقی رہتا ہے۔

ذکر کی بنیاد اور فقر اسم اللہ ذات کی مشق وجودیہ ہے جو وجود کے ساتوں مردہ اعضاء کو زندہ کر دیتی ہے۔

ذاکر کیلئے ذکر کے دو گواہ ہیں

(پہلا گواہ یہ کہ) خفیہ ذاکر ہم جلیس با خدا ہوتا ہے۔ اَنَا جَلِیْسٌ مَعَ مَنْ ذَکَرَنِیْ میں اس کا ہم مجلس ہوتا ہوں جو میرا ذکر کرتا ہے۔

ذکر کا دوسرا گواہ یہ ہے کہ ذاکر ہمیشہ حضوری مجلس میں ہم صحبت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہوتا ہے۔

یہ حضوری بعض کو ظاہری وجود سے بعض کو جثہ نقش مطلبیہ سے بعض کو قلب سلیم کے جثہ سے بعض کو صراط مستقیم روحی جثہ سے بعض کو سر بحق تسلیم کے جثہ سے بعض کو جثہ نور کریم سے حاصل ہوتی ہے بعض اس کو جانتے ہیں بعض نہیں جانتے لیکن (فقیر) ان میں سے کسی نہ کسی جثہ سے ذکر کے ساتھ مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں داخل ہو کر حضوری ہوتے ہیں اگرچہ بظاہر وہ لوگوں سے بات چیت کرتے نظر آتے ہیں۔

ابیات

ذکر اک فریاد ہے دائم خروش   ذکر کو بھی چھوڑ خون جگر نوش
ذکر وہ نہیں حاصل جس سے ہو فکر   ذکر سے حاصل حضوری دل پر نظر

ذکر وہ نہیں جس سے نکلے آواز   ذکر خفیہ قربِ وحدت عین راز
جس کا دعویٰ کہ ہوں ذاکر خدا   دعویٰ کا اثبات ہے دیکھے لقاء

جس کسی نے باطن میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دست بیعت کر کے ہدایت تلقین ارشاد حاصل کیا ہو اسے صحابہ کبار رضوان اللہ علیہ سے مصافحہ نصیب ہو اور پنجتن پاک سے بخش وعطا اسے حاصل ہو چکی ہو وہی مرشد اس لائق ہے کہ اس سے ارشاد حاصل کیا جائے جو کوئی ایسے مرشد سے تلقین حاصل کرتا ہے دنیا و آخرت میں اسے لازوال زندہ قلب حاصل ہو کر وہ غالب الاولیاء بن جائے گا ایسا طالب خدا (دائمی زندگی حاصل کرلے گا) وہ کبھی بھی نہ مرے گا مرشد ہونا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ بے حضوری احمق تیلی کے بیل کیسے مرشد ہو سکتے ہیں؟

بیت

جاہل مرشد ہوتا ہے شیطان صفت   مرشد ہے عالم طریقت معرفت

بندے اور خدا تعالیٰ کے درمیان سد سکندری جیسا حجاب نہیں ہے اور بہت زیادہ فاصلے بھی نہیں ہیں۔ (کہ دیوار کو توڑا نہ جا سکے اور فاصلہ طے کرنا مشکل ہو) عبد اور رب کے درمیان پیاز کے چھلکے جیسا (نظر نہ آنے والا) پردہ ہے۔ جسے صاحب راز مرشد نظری توجہ سے پارہ پارہ کر دیتا ہے۔ (بلھیا شوہ دا کی پاونا ایدھروں پٹنا اودھر لاونا) اس کے بعد طالب عیاں طور پر مشاہدہ کرنے لگتا ہے۔ (مرشد) اسے لاہوت لامکان میں پہنچا دیتا ہے جس سے وہ عالم باللہ عارف ولی اللہ صاحب نظارہ ہو جاتا ہے اسے آنکھیں بند کرنے اور مراقبہ کی

حاجت باقی نہیں رہتی۔ اسے استخارہ کیلئے نماز نوافل کی بھی ضرورت نہیں ہوتی۔ (آج تک) کوئی جاہل خدا رسیدہ نہیں ہوا اور کسی عالم نے اپنی ظاہری آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کا دیدار نہیں کیا۔ ہاں مگر خواب میں یا مراقبہ میں غرق ہو کر یا با عیان آگاہی سے عارفوں کے مدنظر دونوں جہان رہتے ہیں۔

ابیات

شہ رگ سے نزدیک کو کہتے ہیں دور
کور چشم کیسے دیکھے بے شعور
نحن و اقرب راز قرآن یاد کن
یہ مراتب حاصل کر از کنہ کن
پانے والا ہو گیا لب بستہ دوام
جو کہے میں نے دیکھا وہ مرد خام
دیکھنے والی آنکھ ہے بس چشم نور
اندھا کیسے دیکھے گا خود بے حضور
خود دیکھنے والا تجھے دے گا دکھا
بے مثل وہ دید ہے رویت خدا
بے مثل کا کیسے کہوں کوئی نشان
دیکھنے والا ہو جائے عارف عیان

اے عالم تو کتابوں کے مطالعہ پر ناز کرتا ہے حالانکہ یہ حجاب ہے صاحب طالع فقیر علم مطالعہ کے بغیر جس کسی کو نوازتا ہے۔ حضوری سے مشرف کر دیتا ہے۔ مجھے ان لوگوں پر تعجب آتا ہے جو مراتب فضیلت حاصل کرنے کے بعد معرفت کی طلب نہیں کرتے اس راہ کی بنیاد علم ہے اور اس راہ کی اصل حلم اور حکمت ہے یہ راہ جان (فدا) کرنے کی ہے عارفوں کا حق کو حاصل کرنا اس کا نشان ہے۔ عالم ربانی کے سامنے زبانی عالم کی کیا قدرت ہے کہ دم مارے؟ شوق ایک آگ ہے یا لادوا درد ہے۔ مگر عاشقوں کی صحبت و (شفا) دیدار سے مشرف ہونے میں ہے۔ اسی کو دائمی زندگی کہتے ہیں بے بندگی مردہ دلی شرمندگی اس سے دل کی زندگی کی بجائے روسیاہی حاصل ہوتی ہے جس سے

دل کفر شرک کے خطرات سے تباہ ہو جاتا ہے۔

فقیر کیلئے دعوت ایک بہادر سپہ سالار کی طرح ایک ہتھیار ہے دعوت پڑھتے وقت جو حضوری میں ہشیار ہے اسے گردا گرد حصار کرنے کی کیا حاجت ہے۔ جو کوئی اس قسم کی دعوت پڑھتا ہے وہ کبھی رجعت خوردہ نہیں ہوتا۔ ایسا طالب اور شاگرد کبھی دیوانہ نہیں ہوتا۔

بیت

کاملوں کی دعوت ہو دم سے تمام
روز مرہ تا قیامت ہر دوام

جو کوئی با خدا ہو کر با مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہو کر اور با جمیع انبیاء علیہ السلام و اولیاء (یک وجود) ہو کر حفظ با حفظ دور مدور استماع با استماع الہام باالہام دعوت پڑھے گا اس کیلئے کسی بھی کام کی مشکل کشائی دشوار نہ ہو گی وہ ایک گھڑی بھر میں تمام مشکلات حل کر سکے گا اس قسم کی دعوت کو تیغ برہنہ کہتے ہیں۔

اس کو فَاذْكُرُوْنِیْ اَذْكُرْكُمْ O تم میرا ذکر کرو میں تمہیں یاد کروں گا بھی کہتے ہیں۔ کیونکہ اس میں اعلام و پیغام اللہ تعالیٰ اور نبی اللہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم وحی القلب وحی الروح اور وحی السر کے ذریعہ ہوتا ہے۔ جس میں فرشتہ موکل جنات اور روحانیوں کی کوئی گنجائش نہیں ہوتی۔ اس میں ایک دم کے ساتھ ہزار بلکہ بے شمار آورد برد (سوال جواب) ہوتا ہے۔ اسی کو غیب دانی کہتے ہیں جو کوئی ایسی باتوں کا اظہار کر کے مخلوق خدا کو اپنے اوپر مبتلا کرنے اپنا مطیع بنانے اور طالب مرید کرنے کیلئے ماضی حال مستقبل کے حقائق بیان کرتا ہے۔ تو

(وہ جان لے) کہ (اس کا بیان) جو نیت نفسانی و شیطانی سے کشف کا کمینہ اور مکروہ مرتبہ ہے اہل بہشت مرد خدا وہی ہے جو کشف ربانی سے غیب دانی با عیان کھول کر دکھا بھی دے اور جس مشکل کیلئے کہہ دے وہ کام پورا بھی ہو جائے اس قسم کا (کشف) نہ تو غیب (کا بیان) ہے اور نہ ہی عیب ہے۔ بلاشبہ عارف بے حجاب ہوتا ہے اس کی ہر بات حضوری سے ہوتی ہے اس کی توجہ نور (کی قوت) سے ہوتی ہے۔ اس کا وجود مغفور اس کا قلب بیت المعمور اور وہ صاحب شوق مسرور ہوتا ہے فنا فی اللہ ذات کے مرتبہ میں اس کے باطن کو اثبات حاصل ہوتا ہے اس قسم کی برکت محمد رسول اللہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم (کے فیضان سے) حاصل ہوتی ہے ایسے مراتب کو معراج کہتے ہیں اور یہ معراج کا ہی حصہ ہیں اور معراج قرآن مجید سے ثابت ہے۔ جو کوئی قرآن سے باہر کی بات کرتا ہے اس کا عروج شیطانی ہوتا ہے یہ معراج دائمی نہیں ہے بلکہ بعض کو مراتب با مراتب مقام با مقام (عروج ہوتا) ہے۔ بعض کو صبح شام اور بعض کو مرشد کامل کی توجہ سے سلامتی استقامت غرق فی اللہ کا معراج ہوتا ہے۔ جس سے وہ قیامت کے روز تک باوصال ہو جاتے ہیں۔ فقیر کیلئے اس سے بڑھ کر اور کوئی بری بات نہیں کہ وہ لوگوں کے ساتھ نیک و بد اور شور و شر کی باتیں کرتا رہے۔ اس طرح وہ بدخصلت مردہ دل ہو جاتا ہے ایسی قیل و قال سے شوق سرد ہو جاتا ہے (دنیا) کا غم (دل) کی سیاہی اور خطرات حجابات بن کر معرفت اللہ قرب حضوری وصال کی راہ روک دیتے ہیں یہی وجہ ہے کہ کامل فقیر خلوت اختیار کرتے اور لوگوں سے دور بھاگتے ہیں اور تن تنہا جنگلوں میں نکل جاتے ہیں اور ہمیشہ سیر سفر میں رہتے ہیں لوگوں کا غصہ برداشت کرتے ہیں مگر شہروں میں نہیں آتے اور ان میں سے اگر کوئی شہروں میں رہتا ہے تو دیوانہ بن جاتا ہے بظاہر مجذوب بباطن محبوب ہوتے ہیں (انہوں نے لوگوں سے کیا لینا

ہے) ان کی بہار تو یار کے ساتھ ہوتی ہے ان کی جمعیت دیدار میں ہے اور (یار) کے دیدار بغیر ان کیلئے بہشت کی (بہار) بھی بمنزلہ خار ہوتی ہے۔

دل کیا ہے؟

جان لینا چاہیے کہ جو طالب اللہ مرتبہ دل حاصل نہیں کرتا وہ ریاضت اور چلہ کشی سے واصل (باللہ) نہیں ہو سکتا۔ وہ مردہ دل بے حاصل ہی رہتا ہے جس گوشت کے ٹکڑے کو تو دل سمجھے ہوئے ہے یہ (دل) نہیں یہ تو (جسم کو) خون (پہنچانے کا آلہ) جان کیلئے خطرات کا (گھر) اور پوست (محض) ہے۔ دل تو محبت معرفت' معراج کے مشاہدہ کا نور ہے جس سے صاحب دل ہمیشہ دیدار حضور میں مستغرق اور مشرف رہتا ہے پس دل کی صورت کیسی ہے؟ دل کو حاصل کرنا کس علم عقل دانش تمیز سے ہو سکتا ہے؟ سن لو کہ جس طالب کو دل اور جان عزیز ہے اس کیلئے علم کا نقطہ یا حرف یا لفظ یا صفحہ لوح محفوظ سے (لوح) دل پر مرقوم ہو جاتا ہے جس کا وہ نظر سے مطالعہ کرتا ہے اس طرح غیبی لاریبی جملہ علوم اس کے پیش نظر رہتے ہیں جو کوئی دل سے علم پڑھتا ہے وہ قیامت تک کیلئے مست رہتا ہے دل کا علم سینہ میں ہے جو کوئی دل سے علم نہیں پڑھتا وہ جاہل بے تصدیق نابینا ہے۔ (اس کا دل) منافقت حسد اور کینہ سے (پر) ہوتا ہے۔ دل لطف اللہ کا ایک لطیفہ ہے۔ جو فنا فی اللہ کی طرف التفات کرنے سے نور ذات میں لپٹ کر حجلہ انوار (کی صورت) ظاہر ہو جاتا ہے۔ جس سے صاحب دل (ہمیشہ) اشتیاق مشاہدہ کی پیاس میں مشرف دیدار پروردگار کی طرف متوجہ رہتا ہے۔ یقین و اعتبار ہے کہ زندہ دل عیاں طور پر مشاہدہ کرتا رہتا ہے۔

بیت

دل مثل براق مانند دلدل معراج پر لے جاتا ہے
جس کو حاصل ہوا دل وہ صاحب نظر ہو جاتا ہے

دل ایک وسیع ملک ہے ہر ملک تو دل میں سما جاتا ہے لیکن دل اپنی عظمت کے باعث کسی ملک (ولایت) میں نہیں سماتا۔ قادری طالب مرید کا دل جب جس (خواہش) سے جنبش میں آتا ہے تو اسے حضوری مشاہدہ جمال ہوتا ہے۔ دوسرے طریقہ کا طالب مرید جب (جس دم) سے دم بستہ کر کے (ذکر کرتا) ہے تو وہ خام خیالی میں مبتلا ہوتا ہے جس سے اس کا (دل) خطرات سے پر ہو جاتا ہے دوسرے طریقے چراغ کی مانند ہیں اور قادری طریقہ آفتاب کی مثل ہے۔ چراغ کو کیا قدرت ہے کہ آفتاب کے سامنے دم مارے (اگر وہ جلتا بھی رہے گا) تو اس کی روشنی گم ہو جائے گی۔

ابیات

دل کی جنبش عرش کو دے گی ہلا   دل کی جنبش کر دے تجھ کو با خدا
دل کی جنبش سے نفس ہو گا فناء   دل کی جنبش ایمان بخشے با حیاء
دل کی جنبش سے ہو دیدار خدا   دل کی جنبش سے ہی ہے شرف لقاء
دل کی جنبش نور رحمت با صفاء   دل کی جنبش سے ملے مجلس محمد مصطفیٰ
دل کی جنبش باز رکھے از ہوا   دل کی جنبش ہے رفاقت راہنما
دل کو ہلانا جنبش نہیں کچھ عقل کر   دل کی آنکھوں سے دیدار اللہ کر
ذکر (دل) توفیق نے توحید از خدا   ذاکروں کو دائم ہے مجلس انبیاء

حضرت شاہ محی الدین قدس سرہ العزیز نے فرمایا قَدَمِیْ هٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللہِ۔ میرا قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے۔ حضرت پیر دستگیر کا طریقہ فنا فی اللہ ذات کا خاص طریقہ ہے جس کی ابتداء نجات اور انتہاء (دائمی) حیات کا ذریعہ ہے حضرت پیر دستگیر کے طالب مرید اولیاء اللہ کی متبرک کرامات معجزات (نبوی صلی اللہ علیہ وسلم) سے متصل اور ابد الا اباد تک لازوال ہیں۔ کیونکہ یہ معرفت حق کے وصال سے ہوتے ہیں۔ چنانچہ وہ کرامات کے جو حالات ہمیں دکھاتے ہیں وہ معجزات محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی حصہ ہیں کیونکہ ان کا یہ تصرف گنج (معجزات) محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوتا ہے۔

ابیات

جو بھی خود سے کہتا ہے وہ سر ہوا　　یہ حقیقت جان لی از مصطفیٰؐ
قادری کے ۳ مراتب ۳ نشان　　با عیان و لا مکان و جاں فشاں

جان لو! کہ جو قادری عقلمند باشعور عارف ہے۔ وہ اس کتاب کے مطالعہ اور (عمل) سے بے شک حضوری ہو جاتا ہے اگر ایسے طالب مرید قادری کو موکلات فرشتے ظلمات میں چشمہ آب حیات پر لے جائیں اور وہ (آب حیات) پی لے تو وہ مخلوقات کی (نظروں) سے گم ہو جاتا ہے اور ہمیشہ حضرت خضر علیہ السلام کی طرح سیر سفر میں رہتا ہے فقیر عالم عارف ولی اللہ کیلئے معرفت فقر توحید میں چار قسم کے منصب ہیں جس سے چار طرح کے تصرف کی توفیق حاصل ہوتی ہے۔

اول منصب علم دعوت کا ہے جس سے وہ بندھے ہوئے کاموں کی مشکل کشائی کر کے ان کو کھول لیتا ہے۔

دوم منصب یہ کہ فقیر کو ذکرِ دوام فکر مدام سے مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہمیشہ آورد برد پیغام کی آمدورفت ہوتی ہے۔

سوم منصب یہ کہ وہ باطن میں معرفت سے مشاہدہ کرتا ہے بمد رحمت اللہ منظور اور مع اللہ الہام سے اس کا ہر سخن ذکر مذکور سے ہوتا ہے کبھی وہ غرق فنافی اللہ مست ہوتا ہے کہ اس کی مستی ہوشیاری اس کی خواب بیداری ہوتی ہے اور وہ اس بیداری میں انوار کا تماشہ کرتا ہے جس سے اسے (دو عمل حاصل ہو جاتے ہیں)

اوّل عمل اللہ تعالیٰ کے امر کی تعظیم۔

دوسرا عمل اللہ تعالیٰ کے اخلاق پیدا کرنا۔

چہارم منصب تلقین و ارشاد کی کسوٹی کا ہے جس سے (پہچان) کر طالب صادق کی تو وہ نگہبانی کرتا ہے کیونکہ وہ حق کا طالب ہے اور وہ جھوٹے طالب کو چھوڑ دیتا ہے کیونکہ وہ باطل کا طلبگار ہوتا ہے۔ قادری طریقہ میں یہ چار منصب ہیں جس کا کامل مرشد چار دن میں سبق دے دیتا ہے کامل مرشد کو ان چاروں مناصب سے بے شمار تصرف حاصل ہو جاتے ہیں اور بہت زیادہ جمعیت حاصل ہو جاتی ہے مکمل توجہ اور کلی تفکر سے ہی ایسا ہو سکتا ہے یہ عاشق صاحب نظارہ کا مرتبہ ہے۔

قطعہ

طالبا گر سر طلب کریں سر انکو دے   گر صادق ہے تو دم نہ مار جان دے
طالبا بے سر ہو کر خدا کی جانب آ   خوشی سے کر دیدار اللہ کا لقاء

خود پسند طالب مرشد کے سامنے سالہا سال گزار کر بھی بے ادبی کی وجہ سے

معرفت وصال سے محروم رہتا ہے اس کی زبان پر خدمت کی مدت کے شمار کی بات ہوئی ہے ایسا بدقسمت طالب ملک الموت کی طرح مرشد کی جان کالاگو ہوتا ہے وہ نفس کی قید میں اسیر ہوتا ہے وہ پیر کے سامنے ہمیشہ ہر بات میں شکایت کرتا (گلہ گو ہوتا) ہے۔

بیت

طالبا گر صادق ہے پھر مجھ سے چاہ
تا کہ تجھ کو بخش دوں قرب الٰہ

کامل مرشد معرفت اللہ حضوری علم کے منصب سینہ بسینہ ونظر بانظر وقلب با قلب و روح با روح وسر باسر توجہ سے ہی عطا کر دیتا ہے اس قسم کی توجہ سے تلقین بالیقین حاصل ہو جاتی ہے طالب روشن ضمیر لایحتاج برکونین امیر ہو جاتا ہے ایسے فنا فی اللہ فقیر کا ایک مرتبہ اِذَ تُمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللہ ہو جاتا ہے۔

شرح انتقال

طریقت میں ایک مرتبہ انتقال کا ہے جو سکر کے حال احوال رکھتا ہے نیز اسے مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا بھی کہتے ہیں۔ جو بطور نعم البدل روز الست کے فیض فضل کو حاصل کرنے کا (وسیلہ) ہے بعض طالب انتقال کے مرتبہ سے معرفت وصال کو پہنچ جاتے ہیں بعض طالب مرتبہ انتقال سے کفر شرک میں (مبتلا) ہو کر مردود زوال پذیر ہو جاتے ہیں۔ یا یہ کہ وہ لڑکوں اور نوعمر بچوں میں عکس معکوس کو دیدار خیال کرتے ہیں وہ حور قصور بہشت بہار کے انوار کی مثالیں بیان کرتے ہیں یہ سب دیدار پروردگار نہیں ہے۔ تجھے جو کچھ بھی دیکھنا ہے تصور اسم اللہ

ذات سے باتوفیق ہو کر بے مثال دیدار کی تحقیق کر لے۔ معرفت میں قرب حضور اللہ سے دیدار پروردگار نصیب ہو جاتا ہے اور یہی (دیدار) کا خاص طریقہ ہے مگر تجھے (شاید) اس پر یقین و اعتبار نہیں ہے اگر اس قسم کے طالب مرید کو مرشد تمام قرآن مجید کی تفسیر سنا دے۔ احادیث بیان کر دے مشائخ کے اقوال فرما دے تو بھی وہ بے یقین ہی رہتا ہے بے دین کو اعتبار و اعتقاد نہیں آتا۔ ایسے (بے یقین) کا کیا علاج ہے؟ پیر مرشد ایسے طالب مرید کو باطنی توفیق سے مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم یا یہ کہ مجلس شاہ محی الدین ولی اللہ کی حضوری میں لے جا کر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا حضرت شاہ محی الدین پیر دستگیر سے تلقین باتاثیر کروائے تاکہ طالب مردود کے مرتبہ سے گزر کر (قلب) محمود کے مرتبہ کو حاصل کر لے پیر مرشد ایسا ہی باتوفیق ہونا چاہیے جو جملہ مقصود تک پہنچا دے جب کہ ناقص مرشد کسی کام نہیں آتا۔

دیدار لاھوت لامکان میں ہوتا ہے وہاں نہ سرود ہے نہ آواز نہ وہاں پر صوم نہ ہے نہ صلوات۔ نہ حج کعبہ ہے نہ زکوۃ جس میں عین بعین نور اللہ ذات لازوال کا (دیدار) کیا جاتا ہے یہ حضوری معرفت فناء (فی اللہ) لقاء اللہ وصال لایزال کا مرتبہ ہے۔

بیت

جو بھی طالب حق لقاء دیکھے لقاء
جو بھی منکر حق لقاء کفر از ہوا

سن لو! کہ مردوں کی راہ توفیق الٰہی سے طے ہوتی ہے اے طالب دیدار اپنا سر دے کر سر اسرار کو حاصل کر لے۔

ابیات

گر تو چاہے دیکھنا رویت لقاء　　گردن سے سر کر کے جدا دیکھو لقاء
بے زبان ہم سخن ہو اور دیکھے باعیان　　مرتبہ لاھوت ہے یہ لامکان
سر کٹا بے سر ہو جا اور طالبا آ　　بعد ازاں دید خدا تجھ پر روا

یہ مراتب غرق کے ہیں۔ قولہ تعالیٰ وَاذْکُرْ رَبَّکَ اِذَا نَسِیْتَ ○ اپنے آپ کو بھول کر اپنے رب کا ذکر کیا کر۔ حضور علیہ الصلوٰات والسلام نے فرمایا مَشْیٌ مَنَ الرَّاسِ بُدُوْنِ الْاَقْدَامِ ط اس راہ میں قدموں کے بغیر سر کے بل چلتے ہیں۔ فقر تمام کے یہی مراتب ہیں اِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَھُوَ اللّٰہُ جب کوئی شخص فقر کے مرتبہ تمامیت کو پہنچ جاتا ہے۔ تو اس (کے وجود میں) اللہ ہی رہ جاتا ہے۔ **اللہ تعالیٰ کے دیدار کا گواہ کونسا علم ہے؟** یہ تصور اسم اللہ ذات کا (علم) ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی النفس کا الہام وحی القلب کا الہام وحی الروح کا الہام اور وحی السر کا الہام ہوتا ہے۔ تصور اسم اللہ ذات میں توفیق الٰہی سے نفس، قلب، روح، سر (یکتا ہو کر) نور بن جاتے ہیں اس طرح طالب دیدار حضور سے مشرف ہو جاتا ہے یہ باطن معمور اور وجود مغفور کے مراتب ہیں قولہ تعالیٰ لِیَغْفِرَلَکَ اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ ○ اللہ تعالیٰ تیرے اگلے اور پچھلے گناہ بخش دے گا۔ (الفتح)

نیز شرح انتقال: بعض طالب طریقت میں شیطان مردار کی تجلی دیکھ کر اسے دیدار معرفت سمجھنے لگتے ہیں دیدار کا وسیلہ تو موت ہے۔ (اس کے بغیر زبانی ذکر فکر سے شیطانی ناری تجلیات ہونے لگتی ہیں) یہ کہ اس پل صراط سے موت کا وسیلہ اختیار کر کے سلامتی سے گزر جائے اور دوست سے دوست مل جائے نبی

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (الحدیث) اَلْمَوْتُ جِسْرٌ یُّوْصِلُ الْحَبِیْبَ اِلَی الْحَبِیْبِ لَا یَخَافُ الْحَبِیْبُ اِلَی الْحَبِیْبِ-لَا یُعَذِّبُ الْحَبِیْبَ اِلَی الْحَبِیْبِ۔ موت ایک پل ہے جو حبیب کو حبیب سے ملا دیتا ہے حبیب اپنے حبیب کو ملنے سے خوف نہیں کھاتا اور نہ ہی حبیب اپنے حبیب کو عذاب دیتا ہے۔ اس قسم کے مراتب کو مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا کہتے ہیں۔

بعض انتقال اسے کہتے ہیں کہ جو شخص مر جاتا ہے وہ موت کے بعد کسی دوسرے وجود میں بطور قائم مقام پیدا ہو جاتا ہے اور وہی روح کسی دوسرے جثہ میں داخل ہو کر مردہ شخص کی جگہ لے لیتی ہے اس طریقہ کے لوگ اہل زناء کفار اور مشرک جہنمی خوار ہوتے ہیں (جیسا کہ ہندو قوم اواگون پر یقین رکھتی) ہے ایسے بدمذہب لوگوں کی رسم رسوم سے ہزار بار استغفار کرنا چاہیے۔

مگر انتقال کی اصل (بنیاد) واصل (باللہ) ہونے پر ہے۔ اولیاء اللہ فقیر (معنوی) موت انتقال کے بعد (روحانی) ترقی اور سیر کرتے ہیں ان کا مرتبہ عروج پذیر ہو کر بلند تر ہو جاتا ہے۔

بعض کو انتقال (معنوی) موت سے بعض کا انتقال مراقبہ میں بعض کا انتقال باعیان بعض کا انتقال خواب میں اور بعض کو انتقال کا (مرتبہ) استغراق میں حاصل ہوتا ہے اولیاء اللہ ایک دم میں ہزارہا احوال سے آگاہ ہوتے ہیں وہ کبھی لَا اِلٰہَ کے مرتبہ میں کبھی الا اللہ کے مرتبہ ہیں۔ کبھی محمد رسول اللہ (کی حضوری) کے مرتبہ میں اور کبھی نور حضور کے مرتبہ میں ہوتے ہیں مرنے کے بعد جثہ کا قبر میں جانا ایک الگ انتقال ہے زندگی میں (باطن میں داخل ہونے) کیلئے انتقال دوسرا ہے تصور ذاتی سے حصول قرب کیلئے انتقال اور طرح کا ہے نفس و قلب و روح و سر کا (ایک دوسرے میں منتقل ہونا) دوسری قسم کا انتقال ہے۔

ابیات

ایک ہی انتقال سے نکل آئیں سو انتقال　　کیسے جانیں ان مراتب کو جہال
انتقال سے جو گزرا چھوٹی اسکی قیل و قال　　نور پر وہ پہنچ گیا جو ہے نور لازوال
ذکر حق باحق کرو کیونکہ حق ہے حق نماء　　ایسے ذکر سے روز اول ہو جاؤ گے اولیاء

طالبان صادق کا ہی قحط ہے ورنہ (باھو) کی طرف سے تو ہر طالب اللہ کیلئے عام اعلان ہے اور طالب حق کو خدا اور رسول خدا کی قسم بھی ہے کہ اس کا جو بھی مطلب ہے وہ مجھ سے طلب کرے اور مجھے بھی قسم ہے کہ اس کو (ضرور) اس کے مطلب تک پہنچا دوں گا کیونکہ مجھے قادری طریقہ میں ہر قسم کی توفیق اور قدرت حاصل ہے۔

ابیات

طالب حق کوئی نہ دیکھا در جہان　　طالب آخر بن گیا دشمن جان
پہلے تو طالب ہوتے ہیں مثل غلام　　بعد ازاں دشمن ہو جائیں شیاطین تمام

قولہ تعالیٰ۔ یٰبَنِیْٓ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّیْطٰنَ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ○ (یٰسین)
اے آدم کی اولاد تم شیطان کی عبادت مت کرو بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے اس قسم کے طالب بکتے کی (مثل) ہوتے ہیں۔

اہل حضور قادری طالبوں کیلئے حضوری راہ کھول کر عین حضوری مشاہدہ کروا دیتا ہے۔

ابیات

دیکھنے والا ہوا دائم حضور ہر طعام اسکے شکم میں ہو جائے نور
دیدار کی راہ دوسری ہے اے گمراہ باطن کی آنکھ کھول کر دیدار کر
چشم کی بینائی آنکھوں کی گواہ ہو گواہی سے روا چشم و نگاہ
اندھے کو سو بار گرد کھلائیں لقاء کور مادر زاد کیسے دیکھے خدا
دیکھنے والے کی آتی نہیں آواز جان سے وہ مردہ ہو کر محو راز

الحدیث: مَنْ عَرَفَ رَبَّهٗ فَقَدْ كُلَّ لِسَانِهٖ۔ جس نے اپنے رب کی پہچان کر لی۔ (قیل و قال) سے اس کی زبان بند ہوگئی۔

ابیات

فرض واجب سنت وہم مستحب انکو بھی پورا کیا حاصل حضوری راز رب
اس نماز دائمی کو نگہدار اور نماز وقتی میں رہ ہوشیار

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم - مَنْ لَمْ يُؤَدِّ فَرْضٌ دَائِمٌ لَمْ يَقْبَلُ اللّٰهُ مِنْهُ فَرْضُ الْوَقْتِ۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی دائمی فرض کو ادا نہیں کرتا۔ خدا تعالیٰ اس کے وقتی فرض کو قبول نہیں کرتا۔ الحدیث: لَاصَلٰوةَ اِلَّا بِحُضُوْرِ الْقَلْبِ۔ حضوری قلب کے بغیر نماز نہیں ہوتی عارفوں کو نماز کی ادائیگی کے دوران دیدار اللہ حضوری انوار کے مشاہدات کا نور دل میں پیدا ہو کر ظاہر ہو جاتا ہے الصلوات معراج المومنین (نماز) مومنوں کی معراج ہے اسی کو کہتے ہیں۔

شرح دم

دم طریق ہے، دم ہی توفیق ہے، دم ہی تحقیق ہے، دم ہی دریائے عمیق ہے، دم ہی صدیق ہے، دم ہی تصدیق ہے، دم ہی غریق ہے، دم ہی زندیق ہے، ایک دم سے ہی ان کو حاصل کر سکتے ہیں اور ہر ایک دم کے محقق بن کر اس کی تحقیق کر سکتے ہیں۔ صاحب یکدم وہی ہے جو اٹھارہ ہزار عالم کے روحانی جو عالم ممات یا حیات میں ہیں ان کو ایک ہی دم میں تصور، تفکر توجہ اور جذب سے اپنے تصرف میں لے آئے جو شخص اس قسم کا کامل دم ہوتا ہے وہ تمام عالم کے کل و جز کو یکدم توجہ سے فنا کر سکتا ہے یا تمام عالم کو ایک ہی دم میں فیض کے خزانے بخش دیتا ہے اس کو (تعویزات) کے دائرے پر کرنے، عددی حساب کرنے اور دعوت پڑھنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ علم سونا چاندی نقد کی مثل ہے اور معرفت فقر فولادی تیغ کی مثل ہے جو کام تلوار سے لے سکتے ہیں وہ سیم و زر سے نہیں ہو سکتا۔

ولایت کی بھی چند اقسام ہیں۔

۱- ولایت با گنج غنایت

۲- ولایت عین عنایت فیض فضل رحمت ہدایت

۳- ولایت با مطالعہ علم حکایت

۴- ولایت دنیا پر شکایت

کامل مرشد قادری کی تلقین سے طالب صادق کو (ہر ولایت) کا کشف ہونے لگتا ہے۔

توجہ کی بھی چند اقسام ہیں: اور توجہ کی یہ سب قسمیں ایک ہی توجہ میں آ جاتی ہیں کہ خدا تعالیٰ کی طرف متوجہ رہے اور خدا تعالیٰ کی بارگاہ سے خطاب ہونے لگے

کہ اے میرے نیک بندے۔ تو جو بھی چاہتا ہے مجھ سے طلب کرتا کہ میں تجھ کو عطا کر دوں اس کا وہم بھی (وحدت) کی توجہ کے بغیر نہیں ہوتا۔ وہ جب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے (وہم وحدت میں کسی کام کی طرف متوجہ ہوتا) ہے تو اللہ تعالیٰ اسے قبول کر لیتا ہے۔

حضوری سے مشرف ہونے کے بھی بہت سے طریقے ہیں۔

۱- جثہ نفس سے مشرف حضوری ہونا۔
۲- لطیفہ قلب سے مشرف حضوری ہونا۔
۳- لطیفہ روح سے مشرف حضوری ہونا۔
۴- لطیفہ سر سے مشرف حضوری ہونا۔
۵- لطیفہ نور سے مشرف حضوری ہونا۔

چنانچہ حضوری......

۱- الہام آواز کی بھی ہوتی ہے۔
۲- حضوری معرفت راز کی بھی ہوتی ہے۔
۳- نماز میں باشعور حضوری بھی ہوتی ہے۔
۴- جانباز کو حضوری غرق میں ہوتی ہے۔
۵- باعیان حضوری جس میں (مقام) وہم سے آگاہ شفاء کی حضوری ہوتی ہے۔
۶- فنا فی اللہ لقا باللہ کو تجلیات کے مشاہدہ میں تجلیات کی حضوری عین باعین، رمز بارمز، توجہ با توجہ، شعلہ تصور با تصور، شعلہ تصرف با تصرف، شعلہ تفکر با تفکر ہوتی ہے کامل قادری مرشد حضوری کے ان تمام مراتب کے متعلق علم حضوری کی تعلیم دیتا اور سبق پڑھتا ہے اس تلقین سے (طالب کو) بالیقین (حضوری کے متعلق) یہ سب کچھ نصیب ہو جاتا ہے۔

ابیات

یہ علم کچھ اور ہے وصل حضور　　وہ علم کچھ اور ہے عقل و شعور
علم ایک خزانہ ہے با قرب خدا　　عالم بے کبرو ہوا ہو اولیاء

اول طالب و مرشد، پیر و مرید، استاد اور شاگرد کو اپنے آپ پر آدمیت اور انسانیت ثابت کرنا چاہیے۔ اول یہ کہ انسان وہ ہے جو رحمٰن کا بندہ، باجمعیت، حلم میں حلیم، حکمت میں حکیم، علم میں علیم، عظمت میں عظیم، کرم میں کریم، قلب سلیم، با صراط مستقیم، اور ازل کے وعدہ پر (مقیم) ہونا چاہیے۔ قولہ تعالیٰ اُوْفُوْا بِعَهْدِیْ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ (البقرہ) تم میرے عہد (یوم الست) کو پورا کرو میں تمہارے عہد کو پورا کروں گا۔ وہ صدق قدیم پر قائم، نفس اور شیطان رجیم پر غالب ہونا چاہیے۔ نعمت منعم میں نعیم ہو۔ ہمیشہ حق کی طرف متوجہ و مستغرق اور باطل سے بیزار ہو۔ صاحب غرق کے وجود میں غضب و غصہ کی غیرت غلیظ غلاظت باقی نہیں رہتی۔ جو کوئی ان صفات سے موصوف ہے وہی اشرف الانسان ہے اور جو کوئی ان صفات سے موصوف نہیں ہے وہ صورت سے تو مطلق انسان ہے لیکن اس کی سیرت حیوانوں جیسی ہے وہ طمع حرص پریشانی کا شکار ہوتا ہے۔

ابیات

ادب و عقل کے دو گواہ سے آدمی　　با معرفت قرب اِلٰہ سے آدمی
باحضوری (عامل) کشف القبور آدمی　　جس پر ختم عقل و شعور وہ (آدمی)

اگر زمین و آسمان کے درمیان جو کچھ بھی ہے سب کو سونے چاندی سے بھر دیا

جائے تو بھی ایک آدمی کی قیمت اس سے بڑھ کر ہے کیونکہ آدمی اللہ تعالیٰ کی قدرت میں سے ایک قدرت ہے۔ انسان سر اِلٰہ کا ایک بھید ہے۔ اَلْاِنْسَانُ سِرِّیْ وَاَنَا سِرُّہٗ انسان میرا بھید ہے اور میں اس کا راز ہوں۔ قولہ تعالیٰ - عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ یَعْلَمْ ○ انسان کو اس کا علم دیا گیا جسے وہ جانتا نہیں۔ (العلق) اس آیت میں انسان سے مراد علما ہیں عام انسان نہیں۔ قولہ تعالیٰ- اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰن ○ رحمٰن نے قرآن کا علم عطا کیا اس (آیت) میں بھی انسان سے مراد علماء ہیں۔

قولہ تعالیٰ- وَعَلَّمَ آدَمَ الْاَسْمَآءَ کُلَّھَا ○ (البقرہ) اور ہم نے آدم علیہ السلام کو اسمائے کل کا علم عطا کر دیا۔ اس آیت میں بھی علما کو ہی انسان کہا گیا ہے ۔قولہ تعالیٰ- وَلَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْٓ آدَمَ (بنی اسرائیل) اور ہم نے آدم کی اولاد کو عزت بخشی یہ بھی علماء کے مراتب ہیں۔

قولہ تعالیٰ- نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْد ○ (ق) ہم شاہ رگ سے بھی زیادہ اس کے قریب ہیں یہ مرتبہ بھی علماء کا ہے۔

قولہ تعالیٰ- لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ○ (آل عمران) تم نیکی کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتے جب تک کہ خدا کی راہ میں اپنی پیاری چیز خرچ نہ کر ڈالو۔ اس قسم کے تصرف والا بھی عالم انسان ہوتا ہے۔

قولہ تعالیٰ -وَفِیْٓ اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ○ (الذاریات) وہ تمہارے نفسوں کے اندر ہے تم اسے دیکھتے کیوں نہیں۔ اس قسم کا (صاحب دیدار) بینا عارف عالم ہی انسان ہوتا ہے۔

اسم اعظم اور جملہ علم (جن سے عالم انسان بنتا ہے) ایک ہی اسم میں جمع ہو جاتے ہیں اور پھر اسی ایک اسم اللہ ذات سے باہر آ جاتے ہیں۔ کلمہ طیب کو (شرف) اسم اعظم اللہ ٗلہ ٗھُو سے ہی ہے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول

اللہ جو کوئی کلمہ طیب کو کن کی کنہ سے پڑھتا ہے وہ ہر علم سے واقف ہو کر اسے جان لیتا ہے۔ لَافرق بین الحیوان والا نسان الا بالعلم۔ انسان اور حیوان میں فرق صرف علم کا ہے علم عین باعین ہو کر پڑھنے اور جاننے کو کہتے ہیں۔

بیت

گر علم و کتاب پڑھ بھی لے تو صد ہزار انتہا ہے معرفت پروردگار

بے معرفت عالم شیطان ہے بامعرفت عالم ہی حضرت آدم علیہ السلام کی طرح (انسان) ہے۔

شرح علم دعوت و عامل دعوت

دعوت میں کامل عامل کل یکدم اور یک قدم پر ہر مشکل کو لارجعت لاسلب لازوال کھول دیتا ہے عالم باللہ ولی اللہ صاحب دعوت اللہ تعالیٰ کی حضوری سے با توجہ ہو کر دعوت پڑھتا ہے تو تصور' تصرف' قرب سے ماضی حال مستقبل کے احوال سے واقف ہو جاتا ہے۔ اب اس کیلئے بہتر یہی ہے کہ جو کچھ وہ پڑھتا ہے یا جو اسے معلوم ہوتا ہے اس کو پوشیدہ رکھے اور کسی سے نہ کہے۔ تا کہ اس کی زبان موذی کو قتل کرنے والی تیغ برہنہ بن جائے۔ اُقتلُوْا الْمُوْذِیَاتِ قَبل الْاِیْذَاءِ موذی کو ایذا پہنچانے سے پہلے ہی قتل کر دینا چاہیے۔ کیونکہ نالائق تنبیہ اور سزا کے لائق ہوتا ہے کامل اہل دعوت کو دعوت ورد وظائف کے شروع میں ہی جو کچھ لوح محفوظ میں لکھا گیا ہے اس کے کل و جز کی آگاہی ہو جاتی اور (جملہ علوم) معلوم ہو جاتے ہیں بعد ازاں لوح محفوظ کے علم کے موافق فرشتہ موکل آواز دینے لگتا ہے اس قسم کی دعوت بھی خام ہے اور علم دعوت نا تمام

ہے۔ علم دعوت میں کامل عالم باللہ وہی ہے جو دعوت کے ورد وظائف شروع کرتے ہی روشن ضمیر ہو جائے جملہ انبیاء اور اولیاء اللہ کی ارواح اس کے پاس حاضر ہو جائیں اور وہ مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں داخل ہو جائے روحیں اس کے گرد حلقہ باندھ لیں اور وہ ان کے ساتھ دور مدور علم دعوت پڑھے جس سے اسے الہام ہونے لگے گا اور اگر وہ قرب اللہ حضوری سے (دعوت) پڑھے گا تو وہ عبد بمد نظر اللہ منظور ہو جائے گا۔ جس چیز کے متعلق باطن میں حکم ہو گا ظاہر میں اس کا مقصد پورا ہو جائے گا اسی کو غالب الاولیاء قبور کا شہسوار کہتے ہیں۔

بیت

(جس کو حاصل) قرب قرآن اور قبر   ہر خزانے گنج پر اس کی نظر
عامل دعوت ہو صاحب وصال   لاسلب لارجعت بس لازوال
باھو نے ھو سے عزت پائی باھو با خدا   . ایک دم میں ھو کرے عالم فناء

اس قسم کے مراتب اولیاء اللہ کی قبر پر قرآن مجید قل ھو اللہ (کی دعوت) فنا فی اللہ کے قرب میں پڑھنے سے حاصل ہوتے ہیں۔ اس قسم کی دعوت کامل عامل زبانی نہیں پڑھتا کیونکہ وہ اکثر اپنی زبان سے نیک و بد کی گفتگو کرتا رہتا ہے جو قرآن پاک پڑھنے کے لائق نہیں۔ وہ زبان قلب سے پڑھتا ہے بلکہ اس کے قلب کی صورت پڑھتی ہے اور وہ سنتا ہے یا یہ کہ وہ زبان روح سے پڑھتا ہے بلکہ روح کی صورت پڑھتی ہے اور صاحب روح اسے سنتا ہے۔

بیت

یہ وجود ہو گیا خزانہ حق و کرم   اس معرفت سے واقف ہی ہے اہل دم

قولہ تعالیٰ- وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ ۝ (الحجر) اور ہم نے اس میں اپنی روح پھونک دی۔ اس قسم کی دعوت کا عامل کامل قرآن مجید کو سمندر (تصور کرکے) مثل کشتی بحر قرآن کی سیر کرتا اور دعوت پڑھتا ہے جس سے حضرت کعبہ و حضرت مدینہ و حضرت عرش و کرسی لوح و قلم' ازماہ تا ماہی جنبش میں آ جاتے ہیں اور جملہ روحانی دیکھتے ہیں کہ (زمین و آسمان) کے چودہ طبق زیروزبر ہو گئے ہیں۔ لیکن شرط یہ ہے کہ پڑھنے والا جلالیت' جذب غضب و قہر سے دعوت پڑھے لیکن اگر دعوت پڑھنے والا اپنے باطن کی (ترقی) اور عزت کیلئے جمالیت سے پڑھے گا۔ تو جملہ ارواح انبیاء و اولیاء اللہ اور فرشتے (اس کی روحانی ترقی کو دیکھ کر) حیرت سے اپنے ہاتھ ملنے لگیں گے اور جنات اس کے گرداگرد (اللہ تعالیٰ) کی بارگاہ میں۔ (اہل دعوت کے مقصود کیلئے) گریہ زاری اور فریاد کرنے لگیں گے اور یہ اہل قرب خدا کی دعوت پڑھنے کا طریقہ ہے۔

جاننا چاہیے کہ فقیر اس کو کہتے ہیں جسے۔

۱- مرتبہ قربانی مقرب ربانی

۲- مرتبہ سلطانی نفس فانی ناظر عیانی

۳- سوم مرتبہ روحانی ساکن لاھوت لا مکانی و نظر لا مکانی جو لاھوت لا مکان میں داخل ہو کر لا مکانی نظر سے شش جہات کی طرف نظر ڈالتا ہے تو کونین اسے مچھر کے پر اور رائی کے دانہ برابر نظر آتی ہے۔ جو فقیر ہمیشہ لا مکان میں دیدار سے مشرف ہے۔ اسے (کتابوں) کے مطالعہ اور علمی بحث (و مباحثہ) کی کیا ضرورت ہے؟

بیت

میری قسمت با حضوری نور ہے   با خدا ہم سخن ہم مذکور ہے

جب میں نے قرآن مجید کی آیات کا باخدا ہو کر مع اللہ دور مدور مطالعہ کیا اور اسے پڑھا تو میں نے دنیا کو تین طلاقیں دے دیں فقیر کی نظر میں بادشاہ عاجز اور مستحق ہوتے ہیں اور ہفت ہزاری تو آپ نفس کی قید میں خراب اور خوار ہوتے ہیں۔

بیت

ہیں خزانے فقر کے میرے پاس بے شمار
کر چشم رکھتا ہے تو دیکھ مجھ کو بار بار

فقیری ظل اللہ کا مرتبہ ہے جس کو اس قدر قوت حاصل ہوتی ہے۔

بیت

باھو ہر طریقہ مجھ کو ہے تحقیق تر — جیسے صراف پہچان لے گا سیم و زر

ہر طریقہ خانوادہ اگر تمام عمر چلہ کشی کرتا رہے اور ریاضت کے پتھر سے سر ٹکراتا رہے تو بھی اس کی تمامیت اور انتہا قادری طریقہ کی ابتداء کو نہیں پہنچ سکتی کیونکہ قادری کی ابتداء با مشاہدہ حضور اور اس کی انتہا فنا فی اللہ نور ہے جو کوئی قادری کی برابری کا دعویٰ کرتا ہے وہ احمق و بے شعور ہے قادری طریقہ میں تکلیفٗ تقلیدٗ مستی و ہستی اور انا و خود پرستی ہرگز نہیں ہوتی۔

بیت

خام کی مستی ہو از وہم و خیال
مست کو ہشیار کر دے گا وصال

کامل قادری عین نماء وعین کشاء وعین صفاء وعین لقاء و باعین لقاء سے مشرف ہوتا ہے نہ خدا نہ خدا سے یکدم جدا - قادری غنایت (کے مرتبہ) میں غنی ہوتا ہے اسے یہ بخش وعطا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قرب سے حاصل ہوتی ہے۔

بیت

الٰہی عاجز نہ کر کہ کروں ہر در پر سوال
کیونکہ وصال بہتر ہے از زر و مال

اگر سہو میں عشق وحضوری کے غلبات نے سکر پیدا ہو جائے یا قادری کو سہو میں سرود کے سماع کی وجہ سے سکر پیدا ہو جائے تو وہ نفسانی ہوا و ہوس (کی سرمستی) کی وجہ سے نہیں ہو گا بلکہ خدا تعالیٰ کی طرف راہبر ہو گا جو کوئی اس (حالت) کو جانتا ہے وہ تو یقین کر لیتا۔ لیکن بے دین اس کو کیسے جان سکتا ہے؟

بیت

کل و جز ایک حرف میں دیکھ لے تو
ایک سے ہو جائے ایک کر لے جستجو

فقرا سے (مقابلہ کیلئے) غیرت مت کھا' کیونکہ غیب الغیب سے غضب الٰہی پیدا ہو کر تجھے (نقصان پہنچ جائے گا) ایسا حاسد نا موافق طالب مرید اسی طرح پریشان رہتا ہے جس طرح جان میں تیر کا زخم ہوتا ہے۔

ہمیں یہ بھی یقین ہے کہ بے یقین طالب بے دین' نفس شیطان کا

(قیدی) ہوتا ہے یا یہ کہ اس کا دل شور زمین کی مانند ہے جو تخم ریزی کے قابل نہیں۔ نہ تو ہر سر بادشاہی کے لائق ہوتا ہے اور نہ ہی ہر دل اسرار الٰہی کا خزانہ ہوتا ہے نہ ہی ہر پتھر لعل ہوتا ہے نہ ہی ہر بوٹی کیمیا اکسیر بنانے کے قابل ہوتی ہے نہ ہی ہر زبان ہر قال (حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم) ہوتی ہے نہ ہی ہر انسان کا وجود وصال کے لائق ہوتا ہے نہ ہی ہر فقیر روشن ضمیر لازوال ہوتا ہے۔ نہ ہی ہر ایک جاہل ابو جہل کے مرتبہ جیسا جاہل ہوتا ہے نہ ہی ہر گداگر ہمیشہ سوال میں ہوتا ہے نہ ہی ہر دنیا دار قارون کی مانند زکوات کا منکر ہوتا ہے نہ ہی آدم علیہ السلام کی اولاد میں سے ہر ایک کے ایک جیسے احوال ہوتے ہیں نہ ہی ہر کوئی جمعیت با جمال میں ہوتا ہے۔ جس نے (عنایت) کا (تصرف) اس کتاب کے مطالعہ اور عمل سے حاصل نہ کیا۔ وہ خام خیال ہے وہ روز ازل سے ہی محروم ہے اگرچہ وہ لوگوں کی نظر میں مست اور مخدوم ہوتا ہے۔ الحدیث: الان کما کان وہ ویسے ہی ہے جیسا کہ وہ تھا۔ قولہ تعالیٰ۔ یَفْعَلُ اللّٰہُ مَا یَشَآءُ وَیَحْکُمُ مَا یُرِیْد ○ اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے وہی کرتا ہے اور جو ارادہ کرتا ہے اسی کا حکم دیتا ہے۔ قولہ تعالیٰ۔ اَحْسِنْ کَمَا اَحْسَنَ اللّٰہُ اِلَیْکَ ○ تو بھی احسان کیا کر جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے تجھ پر احسان کیا ہے۔

ابیات

جو بھی چاہے معرفت وحدت خدا　　طلب کر مرشد سے تو گنج غنا
کیمیا یا سنگ پارس بانظر　　حاجت رہے نہ تجھ کو کوئی سیم و زر
مرشد ایسا چاہیے کامل تمام　　لاف زن مرشد کہاں وہ عام خام

ہمیں یہ بھی یقین ہے کہ جو مرشد قبلۃ النساء ہوتا ہے۔ اس کا مرید زن (صفت) ہوتا ہے۔ وہ نفس و ہوا کا قیدی۔ پیر حجام اور اس کا مرید خام ہوتا ہے۔ ان ہر دو کو معلوم ہونا چاہیے کہ وہ بوجھ اٹھانے والے لدو جانور ہیں۔ اس قسم کے پیر مرید دونوں بارگاہ کبریا میں روسیاہ ہوتے ہیں۔ اس قسم کے خام پیر مرشد کی پیروی نہ کرنے سے کوئی کبیرہ گناہ نہیں ہوتا۔ اس قسم کا خام مرشد اپنے طالب مرید کو ذکر فکر مراقبہ (کی تلقین کرتا) ہے۔ بادشاہ اور امراء کو مسخر کرنے کیلئے دائرہ نقش پر کرنے' اور عددی تعداد کے موافق وظائف پڑھنے (کا سبق دیتا) ہے۔ وہ قرب اللہ کی باطنی راہ اور مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں جانتا۔ ایسا (مرید اور مرشد دونوں) دنیا اور آخرت دونوں جگہ (روسیاہ اور شرمندہ ہوں گے) کیونکہ وہ ہمیشہ گناہ میں مبتلا رہے ہوں گے۔ اے عقلمند طالب ناقص مرشد کو فوراً تین طلاق دے دینا چاہیے۔ کیونکہ نامرد (مرشد) عورت سے بھی کمتر اہل زوال ہوتا ہے جو پہلے ہی روز طالب مرید کو معرفت وصال سے محرم نہیں کرسکتا۔

یہ نقش (اسم اللہ ذات) ام العلم والعلوم ہے۔ جس سے معرفت توحید حکمت کا ہر علم حاصل ہو جاتا ہے۔ جو کوئی طالب اسم اللہ جل جلالہ وعم نوالہ کی کنہ کو پا لیتا ہے وہ غالب الاولیاء مخدوم بن جاتا ہے جو کوئی اسم اللہ کا ہی منکر ہے وہ کسی قسم کے خزانے کا تصرف حاصل نہیں کرسکتا۔ نقش یہ ہے۔

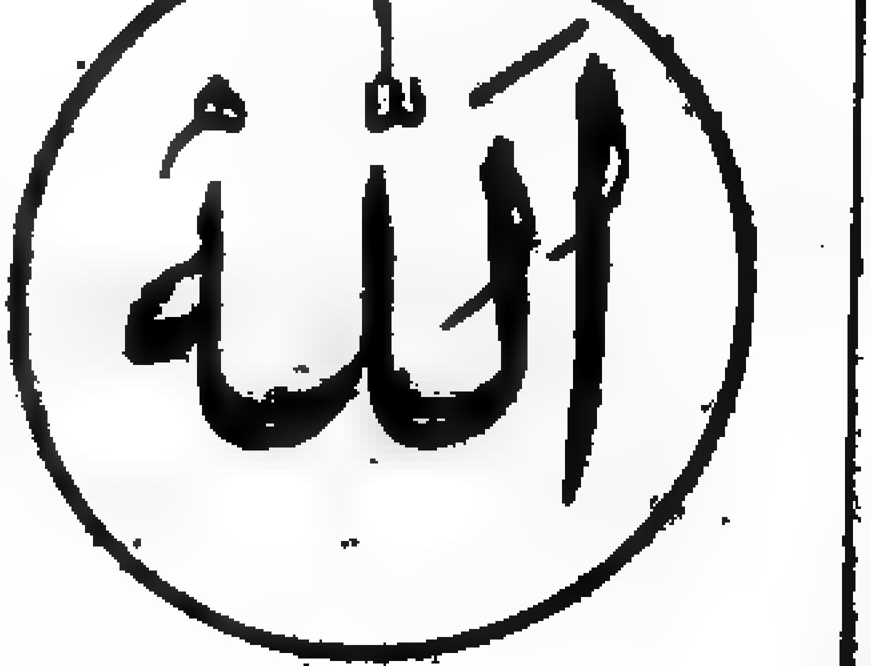

معرفت اور تمام مشکلات کو کھولنے والا اسم اللہ ذات حاضرات اور قرب حضور جل شانہٗ عم شانہٗ:

معلوم ہے کہ ایک لاکھ تہتر ہزار زنار آدمی کے وجود میں ہیں جن میں بعض تار کفر اور شرک کے ہوتے ہیں۔

جان لو! کہ آدمی کے وجود میں ایک لاکھ تہتر ہزار کفر شرک کے زنار ہیں۔ (جو تصور اسم اللہ ذات اختیار کرنے سے ٹوٹ جاتے ہیں) اس راہ سے ابتداء میں ہی اللہ تعالیٰ کی حضوری سے مشرف (اور اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم) سے حضوری مجلس میں داخل ہو جاتے ہیں۔ لاھوت لامکان میں بعیان دیکھ سکتے ہیں۔ چنانچہ نور میں نور (گم ہو جاتا) ہے۔ وہاں پر نہ جسم ہوتا ہے نہ جان۔ ان مراتب کو احمق حیوان (طالب اور مرشد) کیسے جان سکتا ہے؟

اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نقش یہ ہے اگر تو فدا و تصدق ہو کر اس پر اپنی جان نثار کر دے تو ایک ہی دم میں ہزار بار محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انوار کے دیدار سے مشرف ہو جائے۔ تجھے اعتبار ہونا چاہیے کہ یہ راہ متقیوں کیلئے فیض فضل بخش ہے۔ اسم مبارک کا نقش یہ ہے۔

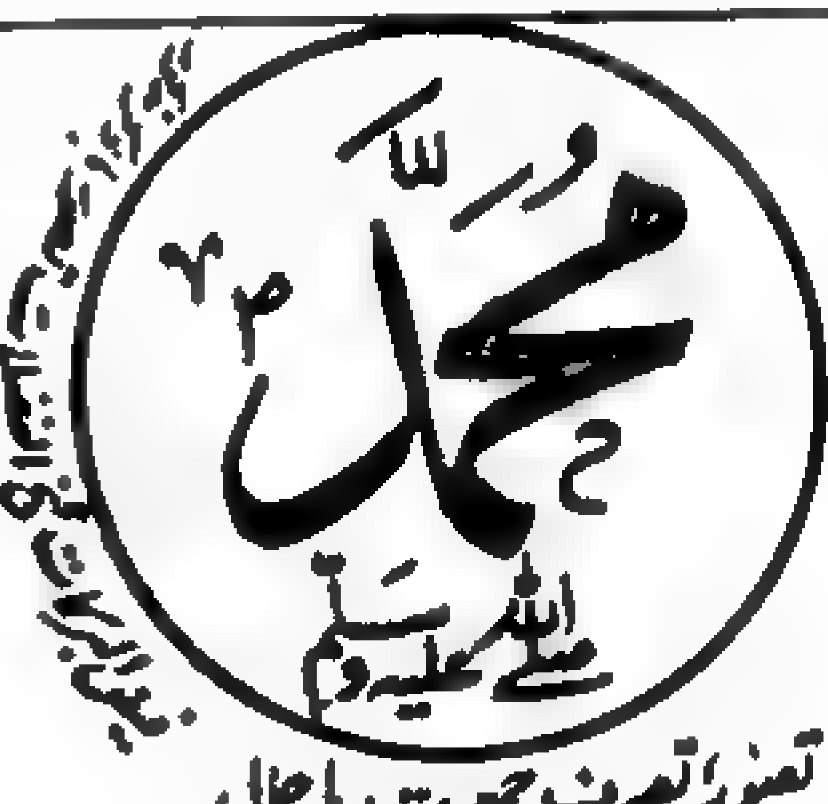
تصور تصرف جمعیت باجمال

[illegible]

اسم محمدؐ کے چار حروف ہیں۔ م۔ ح۔ م۔ د۔

حرف میم کے تصرف سے مجلس محمدیؐ۔ حرف ح کے تصرف سے حضوری محمدؐ اور حرف میم کے تصرف سے محو فنا فی نور محمدؐ اور حرف دال کے تصرف سے دوام بادم ہر نفس با سخن محمد صلے اللہ علیہ وسلم۔

اہل محبت آئینہ محبت سے دیکھا کرتے ہیں۔ اور آئینہ محبت حضوری سے مشرف کو کہتے ہیں۔ جس سے اہل حضور کو حضوری سے جمعیت نصیب ہوتی ہے۔ جس کو حضوری حاصل ہو گئی اس کیلئے حضوری سے مراد دیدار ہو جاتی ہے ایسے شخص کو مذہب و ملت کی (فرقہ بندی) سے کیا درکار ہے۔ جس نے نفس کو فنا، قلب کو صفائی اور روح کو بقاء حاصل ہو جاتی ہے۔ میں خارجی اور رافضی گروہ سے بیزار ہوں۔ میں چار یار (اصحاب کبارؓ) کو دوست رکھتا ہوں۔ جو کوئی چاہتا

ہے کہ اسے دائمی دیدار محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی آل اصحاب کبار اور پنجتن پاک حاصل ہو جائے اور معرفت اللہ سے اس کے دل کا غنچہ کھل جائے اور وہ شاہ محی الدین رحمتہ اللہ علیہ کی مجلس کا ملازم ہو جائے تو عارف کو بالیقین اس نقش کو دیکھنا چاہیے۔

ابوبکر صدیق بدل صدیق رضی اللہ عنہ	عمر خطاب عدل بر نفس رضی اللہ تعالیٰ عنہ	عثمان باحیا باایمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ	علی کرم اللہ وجہہ علم و سخاوت رضی اللہ تعالیٰ عنہ
امام حسن حسن نیک رضی اللہ تعالےٰ عنہ	امام حسین احسن الخلق رضی اللہ تعالےٰ عنہ	فاطمہ بحق طاہرہ سیدۃ النساء رضی اللہ تعالیٰ عنہ	شاہ محی الدین ارشاد و توحید قدس اللہ سرہ العزیز

اور یہ نقش (وصال کرنے) کی بنیاد اور توحید کی چابی ہے۔ جس مطلب کیلئے کسی قفل میں اس چابی کو ڈالتے ہیں وہ (تالہ کھل جاتا اور مشکل حل ہو جاتی) ہے۔ کامل (اس کا طریقہ) جانتے ہیں۔ مکمل اس کو دیکھتے ہیں اور اہل جامع اس سے جمعیت تمام حاصل کرتے ہیں طالب کو اسم اللہ ذات سے توحید کی توفیق حاصل ہوتی ہے۔ اسم للہ کے طریق سے اس کے (تمام) مطلب پورے ہو جاتے ہیں اسم لہٗ سے وہ (ہر روحانی) پر غالب آ جاتا ہے۔ اور اسم ھو سے اس کے جملہ مطالب حاصل ہو جاتے ہیں جو کوئی راہ فقر میں ان عظمت المعظم اسماء کو مدنظر نہیں رکھتا۔ اسے معرفت سے آگاہی نہیں ہوتی۔

نقش اگلے صفحہ پر دیکھیں

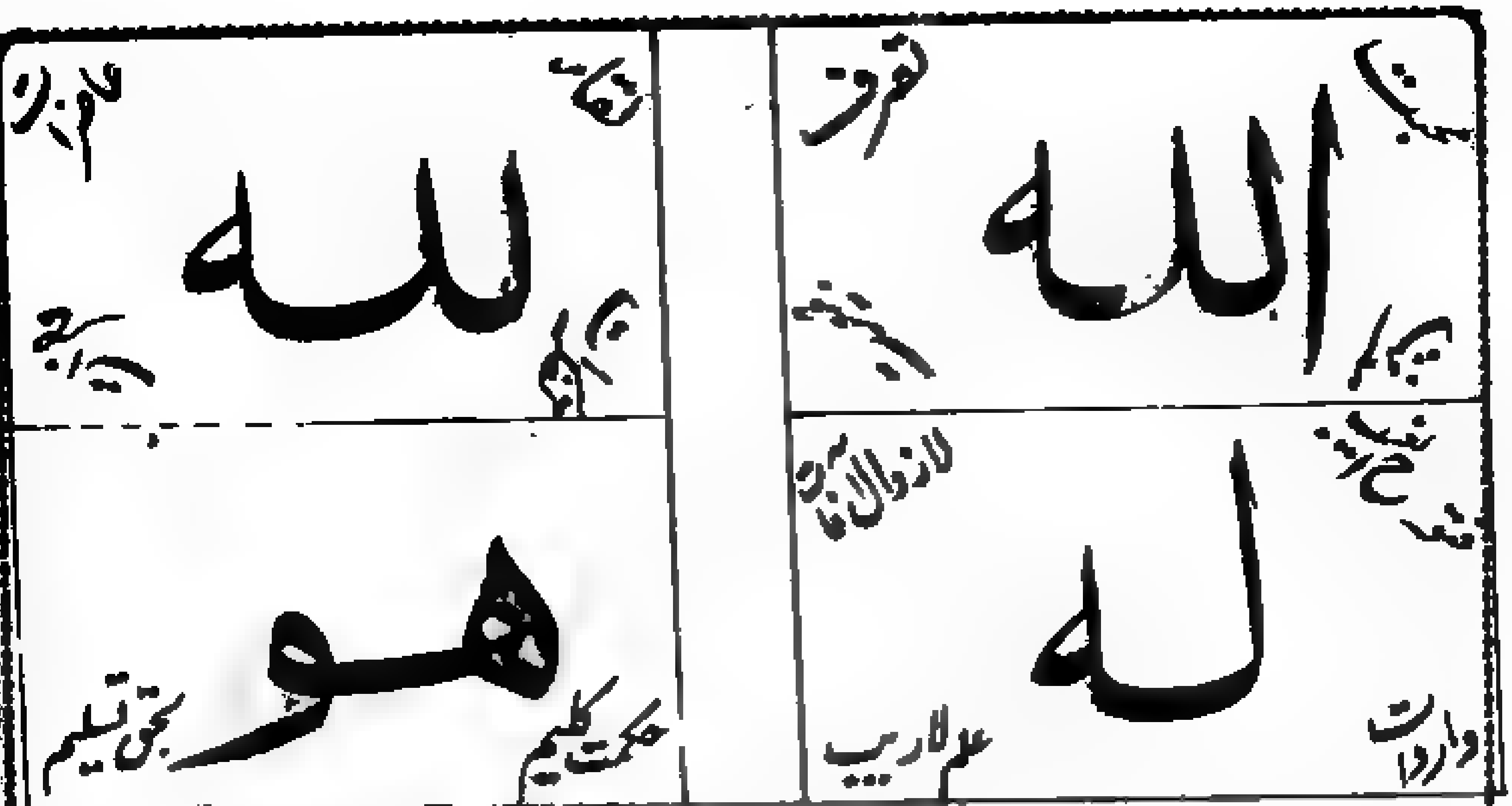

ان اسماء کی توجہ سے فقیر تیغ برہنہ بن جاتا ہے تفکر سے فیض تمام حاصل ہو جاتا ہے۔ تصور سے رحم اور تصرف سے سخاوت نصیب ہوتی ہے جو کوئی اس دائرہ کو دائمی طور پر بد نظر رکھتا ہے وہ (میدان فقر) میں ابتداء سے انتہا تک (فقر) کی گیند کو نکال لے جاتا ہے۔ وہ دونوں جہان میں زندہ ہو جاتا ہے کبھی نہیں مرتا۔ یہ نقش اور دائرہ مفتاح الارواح' توحید' تجرید' تفرید' نور حضور' قدر قرب' امر حکم' فناء بقا کی کلید ہے۔ جو فقیر (فناء) فی اللہ کے تصور حضور میں کامل ہو جاتا ہے۔ وہ علم دعوت قبوز میں بھی (غالب) ہوتا ہے۔

دعوت

دعوت تین قسم کی ہے۔

اول دعوت جس میں کسی آیت یا اسم کا وظیفہ پڑھ کر جنات کو اپنی قید میں لاتے ہیں۔

دوم دعوت سے موکل فرشتہ کو اپنے قبضہ میں لاتے ہیں موکلات' فرشتوں اور جنات کی دعوت پڑھنے والے کو عمر بھر جلالی جمالی حیوانات کا (گوشت) کھانے سے پرہیز کرنا ضروری ہے اور اسے محتاط رہنا ہوتا ہے اور ہمہ وقت غسل کر کے

(باوضو) رہنا پڑتا ہے۔ (حیوانات کے گوشت سے پرہیز کو جلالی اور ہمہ وقت باوضو رہنے کو جمالی پرہیز کہتے ہیں) اس قسم کی دعوت جو جنات فرشتوں اور موکلات کو مسخر کرنے کیلئے پڑھی جاتی ہے کفر شرک' نفاق اور استدراج ہے۔

سوم دعوت جملہ روحانیات ارواح انبیاء و اولیاء اللہ و شہید و غوث و قطب اور ابدال کو اپنے تصرف میں لانے کیلئے پڑھی جاتی ہے۔ اس قسم کی دعوت وہی پڑھ سکتا ہے جو اسم اللہ کے تصور سے حضوری (کا طریقہ) جانتا ہے۔ اس کا عمل قیامت تک باز نہیں رہتا۔

اس قسم کا عامل دعوت القبور کشف الارواح سے نظارہ کرنے والا شہسوار ہوتا ہے۔ وہ ایک ہفتہ میں مشرق تا مغرب تمام عالم ملک ولایت کو اپنے تصرف میں لے آتا ہے اور ہر کوئی اس کے حکم میں آ جاتا ہے لوگ اس کے فرمانبردار بن جاتے ہیں صاحب دعوت قبور کا دیگر علم اور عالم وہ ہے جو تصور اسم اللہ ذات کی حضوری میں باتوفیق ہو۔ جس سے اس کے وجود کے ساتوں اعضاء نور ہو جائیں۔ وہ جب کسی تیغ برہنہ اولیاء اللہ کی قبر پر جا کر (دعوت پڑھتا) ہے تو (قبر کے گرداگرد سات بار اذان پڑھ کر روحانی کو قبر میں قید کر لیتا ہے اور (روحانی کو مخاطب) کر کے کہتا ہے۔

اُحْضَرُوْا لِلْمُسَخَّرَاتِ (بحرمت) مَالِکَ الْاَرْوَاحِ الْمُقَدَّسْ اور جذب کی (قوت) سے قم باذن اللہ کہتا ہے۔ جس سے روحانی ظاہری وجود جثہ کے ساتھ قبر سے باہر نکل آتا ہے اور السلام علیکم کہتا ہے جس کے جواب میں (صاحب دعوت) وعلیکم السلام یا اھل القبور کہتا ہے۔ وہ دونوں چشم ظاہر کے ساتھ ایک دوسرے کے ساتھ مصافحہ کرتے ہیں اور جو کچھ بھی غیبی لاریبی خزانے اللہ تعالیٰ کے موجود ہیں روحانی صاحب دعوت کو ان کا تصرف عطا کر دیتا اور دکھا ہے اور صاحب دعوت جس قدر بھی ان خزانوں کو خرچ کرتا ہے ان میں

اضافہ ہوتا ہے کمی نہیں ہوتی۔

دیگر علم دعوت: دعوت کا عامل ظاہر میں تو زبانی ورد شروع کرتا ہے۔ لیکن باطنی قوت سے حضوری مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں داخل ہو جاتا ہے جہاں پر زبانی ورد تو ختم ہو جاتا ہے دل اور روح کی زبان سے ذکر ہونے لگتا ہے۔ دعوت قبور اور تصور حضور کا عامل ہر قسم کے حیوانات کا (گوشت کھاتا) لذیذ کھانے کھاتا ہے۔ وہ توجہ سے ہم وحدت ہو جاتا ہے جس سے اس کو روشن ضمیری کا آئینہ حاصل ہو جاتا ہے اس طرح وہ ہر قسم کی مہمات' خواہ' وہ مشکل ہوں یا آسان ایک ہی ساعت میں حل کر لیتا ہے۔

آخر انتہائی دعوت کونسی ہے؟: اس قسم کی دعوت انبیاء علیہ السلام اور اولیاء اللہ کی ارواح سے یک وجود ہو کر پڑھی جاتی ہے چنانچہ نفس بالنفس' قلب با قلب' روح با روح' لک لحمی دمک دمی ہو جاتے ہیں اور جس وقت بھی علم دعوت میں قرآن مجید کے ورد وظائف شروع کئے جاتے ہیں تو انبیاء اور اولیاء اللہ کی ارواح سے دور مدور پڑھا جاتا ہے۔ جو اس کے گرد بگرد حلقہ باندھ لیتی ہیں اور صاحب دعوت درمیان میں بیٹھ کر دعوت پڑھتا ہے۔ جو کوئی اس قسم کی دعوت پڑھنا جانتا ہے دعوت پڑھنا اسی پر جائز ہے۔ ایسی دعوت پڑھنا احمق خواہشات کے غلام کا کام نہیں ہے۔

بیت

اہل دعوت حاکم ہے کامل فقیر
کل و جز اس کے قیدی وہ ہوا غالب امیر

ایسی دعوت دم سے شروع ہو کر قلب و روح (کی زبان سے باطن میں گم ہو کر) پڑھی جاتی ہے۔ جس سے ہر مقام حاصل ہو جاتا ہے۔

(حروف تہجی) کے تیس حروف کی (دعوت) پڑھنے سے ہزار ہا قسم کے علوم حاصل ہوتے ہیں ہر حرف سے گنج تصرف کی حکمت نمایاں ہو جاتی ہے حروف یہ ہیں۔

تصور تصرف ا کلید حاضرات	تصور تصرف ب کلید حاضرات	تصور تصرف ت کلید حاضرات	تصور تصرف ث کلید حاضرات	تصور تصرف ج کلید حاضرات
تصور تصرف ح کلید حاضرات	تصور تصرف خ کلید حاضرات	تصور تصرف د کلید حاضرات	تصور تصرف ذ کلید حاضرات	تصور تصرف ر کلید حاضرات
تصور تصرف ز کلید حاضرات	تصور تصرف س کلید حاضرات	تصور تصرف ش کلید حاضرات	تصور تصرف ص کلید حاضرات	تصور تصرف ض کلید حاضرات
تصور تصرف ط کلید حاضرات	تصور تصرف ظ کلید حاضرات	تصور تصرف ع کلید حاضرات	تصور تصرف غ کلید حاضرات	تصور تصرف ف کلید حاضرات
تصور تصرف ق کلید حاضرات	تصور تصرف ک کلید حاضرات	تصور تصرف ل کلید حاضرات	تصور تصرف م کلید حاضرات	تصور تصرف ن کلید حاضرات
تصور تصرف و کلید حاضرات	تصور تصرف ہ کلید حاضرات	تصور تصرف لا کلید حاضرات	تصور تصرف ء کلید حاضرات	تصور تصرف ی کلید حاضرات

مشق وجودیہ

واضح رہے کہ اس نقش و دائرہ کی مشق وجودیہ سے فنا فی اللہ ذات کے لازوال باوصال مراتب حاصل ہو جاتے ہیں علم تصور سے اس نقش کی وجودیہ مشق کرنے والے طالب کا وجود پارے کی طرح ہزار ہا چھوٹے چھوٹے حصوں

میں منقسم ہو کر پھر آنا فانا ایک جسم بن جاتا ہے اور کبھی جسم کے بند بند جدا ہو کر پھر ایک ہو جاتے ہیں کبھی خود اپنے وجود سے باہر نکلتا ہے جیسا کہ (عورت) بچے جنتی ہے یہ وجود یہ مشق نفس' دنیا شیطان' شہوت حرص و ہوا کے خلاف ہے۔ اس کی مشق کرنے والا ہمیشہ باخدا اور اس کی بندگی کرنے والا ہوتا ہے۔ وہ صاحب صفاء اور اللہ جل شانہ کا عاشق ہوتا ہے اسے رب العلیٰ کی محبت پیدا ہو جاتی ہے اس نقش سے یقیناً معرفت توحید کی عقدہ کشائی ہو جاتی ہے نقش یہ ہے۔

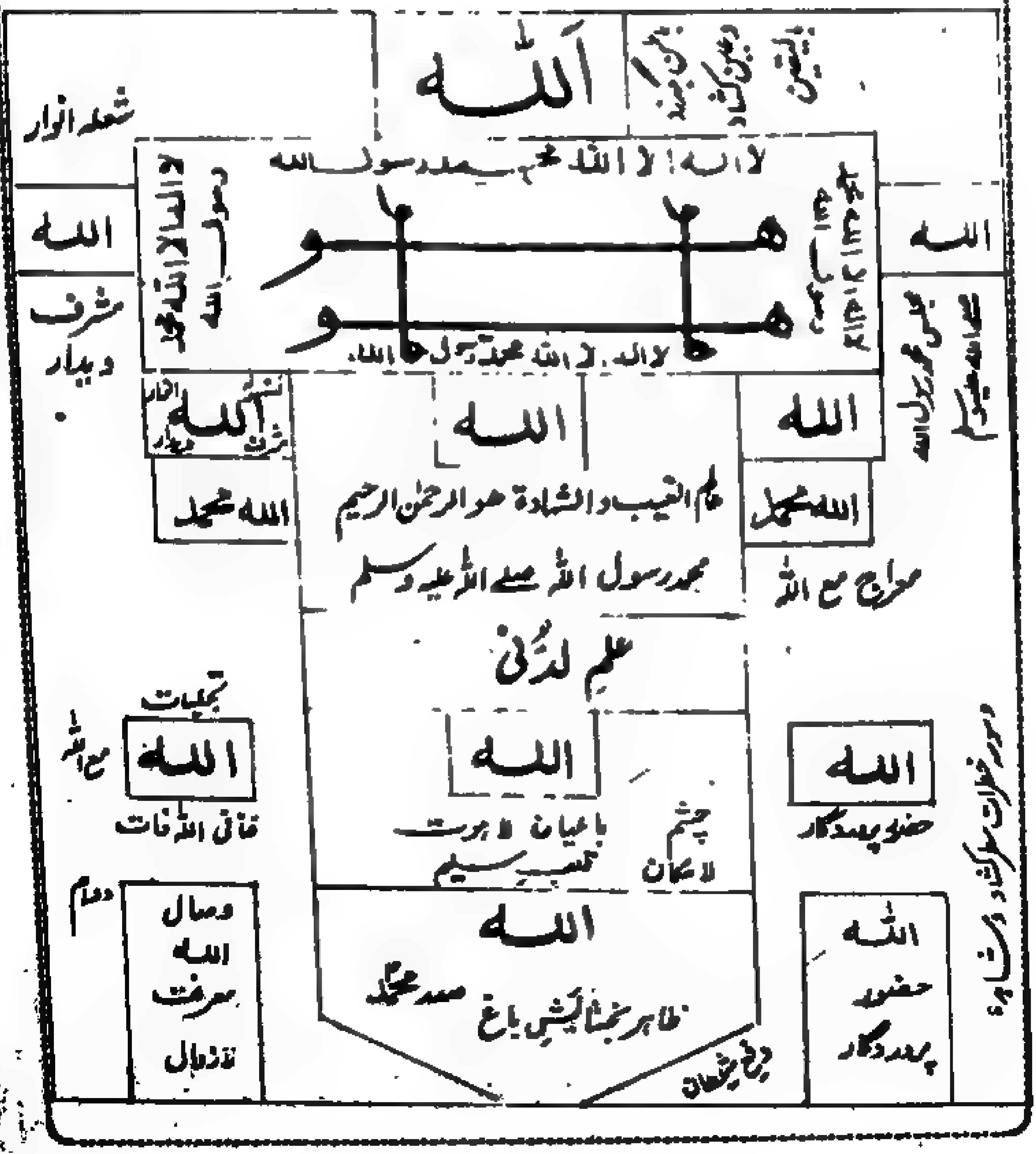

اَللّٰہ
شعلہ انوار
لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
ھو
ھو
اللہ
اللہ
مشرف دیدار
اللہ
اللہ
اللہ
اللہ محمد
اللہ محمد
عالم الغیب والشہادۃ ھو الرحمٰن الرحیم
محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
معراج مع اللہ
علم لدنی
تجلیات
اللہ
مع اللہ
فانی اللہ ذات
اللہ
اللہ
حضور پروردگار
چشم
لامکان
باعیان لاہوت
تسلیم
اللہ
وصال
اللہ
معرفت
اللہ
حضور
پروردگار
صدر محمد
ظاہر بخشائش باغ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نقش اسماء الحسنٰی مبارکہ

ان اسماء میں سے ہر ایک اسم یا مجموعی طور پر کل اسماء کی دعوت علم تصور اور تصرف سے اٹھارہ ہزار قسم کی مخلوقات کی حاضرات شروع ہو جاتی ہے اور موکلات فرشتے جو ان اسماء کے تابع ہیں حاضر ہونے لگتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے غیبی لاریبی خزانے حاصل ہو جاتے ہیں۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام یہ ہیں

تعداد اُد یَا اَللّٰہُ حاضرات تکسیر	تعداد اُد یَا رَحْمٰنُ حاضرات تکسیر	تعداد اُد یَا رَحِیْمُ حاضرات تکسیر	تعداد اُد یَا مَلِکُ حاضرات تکسیر
تعداد اُد یَا قُدُّوْسُ حاضرات تکسیر	تعداد اُد یَا سُبُّوْحُ حاضرات تکسیر	تعداد اُد یَا سَلَامُ حاضرات تکسیر	تعداد اُد یَا مُؤْمِنُ حاضرات تکسیر
تعداد اُد یَا مُهَیْمِنُ حاضرات تکسیر	تعداد اُد یَا عَزِیْزُ حاضرات تکسیر	تعداد اُد یَا جَبَّارُ حاضرات تکسیر	تعداد اُد یَا شَکُوْرُ حاضرات تکسیر
تعداد اُد یَا خَالِقُ حاضرات تکسیر	تعداد اُد یَا بَارِئُ حاضرات تکسیر	تعداد اُد یَا غَفُوْرُ حاضرات تکسیر	تعداد اُد یَا غَفَّارُ حاضرات تکسیر

یَا قَهَّارُ	یَا وَهَّابُ	یَا رَازِقُ	یَا مُتَکَبِّرُ
یَا عَلِیُّ	یَا کَبِیْرُ	یَا حَافِظُ	یَا مُقِیْتُ
یَا حَسِیْبُ	یَا جَلِیْلُ	یَا کَرِیْمُ	یَا رَقِیْبُ
یَا مُجِیْبُ	یَا وَاسِعُ	یَا وَدُوْدُ	یَا مَجِیْدُ
یَا بَاعِثُ	یَا شَهِیْدُ	یَا حَقُّ	یَا وَکِیْلُ
یَا قَوِیُّ	یَا فَتَّاحُ	یَا قَابِضُ	یَا عَالِمُ
یَا بَاسِطُ	یَا حَفِیْظُ	یَا رَبُّ	یَا رَافِعُ
یَا مُعِزُّ	یَا مَنَّانُ	یَا سَمِیْعُ	یَا بَصِیْرُ

تحت فوق يَا حَكَمُ ابجد حاضرات	تحت فوق يَا عَدَلُ ابجد حاضرات	تحت فوق يَا خَبِيرُ ابجد حاضرات	تحت فوق يَا حَكِيمُ ابجد حاضرات
تحت فوق يَا عَظِيمُ ابجد حاضرات	تحت فوق يَا عَلِيمُ ابجد حاضرات	تحت فوق يَا غَفُورُ ابجد حاضرات	تحت فوق يَا مُبِينُ ابجد حاضرات
تحت فوق يَا وَلِيُّ ابجد حاضرات	تحت فوق يَا حَمِيدُ ابجد حاضرات	تحت فوق يَا خَفِيُّ ابجد حاضرات	تحت فوق يَا بَدِيعُ ابجد حاضرات
تحت فوق يَا مُحِي ابجد حاضرات	تحت فوق يَا مُمِيتُ ابجد حاضرات	تحت فوق يَا حَيُّ ابجد حاضرات	تحت فوق يَا قَيُّومُ ابجد حاضرات
تحت فوق يَا قَابِضُ ابجد حاضرات	تحت فوق يَا اَحَدُ ابجد حاضرات	تحت فوق يَا صَمَدُ ابجد حاضرات	تحت فوق يَا قَادِرُ ابجد حاضرات
تحت فوق يَا مُقْتَدِرُ ابجد حاضرات	تحت فوق يَا مُقَدِّمُ ابجد حاضرات	تحت فوق يَا مُوَخِّرُ ابجد حاضرات	تحت فوق يَا اَوَّلُ ابجد حاضرات
تحت فوق يَا اٰخِرُ ابجد حاضرات	تحت فوق يَا ظَاهِرُ ابجد حاضرات	تحت فوق يَا بَاطِنُ ابجد حاضرات	تحت فوق يَا وَالِي ابجد حاضرات
تحت فوق يَا مُتَعَالِي ابجد حاضرات	فوق يَا بَرُّ ابجد حاضرات	تحت فوق يَا تَوَّابُ ابجد حاضرات	تحت فوق يَا مُنْعِمُ ابجد حاضرات

تحت فوق یَا مُنْتَقِمُ بلا حاضرات	تحت فوق یَا عَفُوُّ بلا حاضرات	تحت فوق یَا رَءُوْفُ بلا حاضرات	تحت فوق یَا مَالِكُ بلا حاضرات
تحت فوق یَا ذُو الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ بلا حاضرات		تحت فوق یَا مُقِیْتُ بلا حاضرات	تحت فوق یَا جَامِعُ بلا حاضرات
تحت فوق یَا غَنِیُّ بلا حاضرات	تحت فوق یَا مُغْنِیُ بلا حاضرات	تحت فوق یَا مُعْطِیُ بلا حاضرات	تحت فوق یَا مَانِعُ بلا حاضرات
تحت فوق یَا مَانِعُ بلا حاضرات	تحت فوق یَا رَافِعُ بلا حاضرات	تحت فوق یَا نُوْرُ بلا حاضرات	تحت فوق یَا هَادِیُ بلا حاضرات
تحت فوق یَا بَاقِیُ بلا حاضرات	تحت فوق یَا رَشِیْدُ بلا حاضرات	تحت فوق یَا صَبُوْرُ بلا حاضرات	تحت فوق لَیْسَ بلا حاضرات
تحت فوق کَمِثْلِهٖ بلا حاضرات	تحت فوق شَیْءٌ بلا حاضرات	تحت فوق وَهُوَ بلا حاضرات	تحت فوق السَّمِیْعُ بلا حاضرات
تحت فوق اَلْعَلِیْمُ بلا حاضرات	تحت فوق وَعَلَّمَ بلا حاضرات	تحت فوق اَلْحَقُّ بلا حاضرات	تحت فوق اِنَّكَ بلا حاضرات
تحت فوق لَا تَخَفْ بلا حاضرات	تحت فوق اَلْمِیْعَادُ بلا حاضرات	تحت فوق [illegible] بلا حاضرات	تحت فوق [illegible] بلا حاضرات

تصور نور اَحْمَدُ کلمہ حاضرات	تصور نور حَامِدُ کلمہ حاضرات	تصور نور فَقْرُ کلمہ حاضرات	تصور نور فَیْضُ کلمہ حاضرات
تصور نور فَیْضُ کلمہ حاضرات	تصور نور فَضْلُ کلمہ حاضرات	تصور نور جَمِعیّتُ کلمہ حاضرات	تصور نور کُلُ کلمہ حاضرات

یا یہ کہ اسماء ننانوے نام باری تعالیٰ یا یہ کہ کلمہ طیب لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ یا یہ کہ اسم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ یا یہ کہ اسم حضرت عمر رضی اللہ عنہ یا یہ کہ اسم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ یا یہ کہ اسم حضرت علی رضی اللہ عنہ یا یہ کہ حروف بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جب کسی کے جسم میں تاثیر کرتے اور اسے نفع دیتے ہیں تو جمعیت بخش دیتے ہیں وہ لایحتاج ہو جاتا ہے اور حضوری سے مشرف ہو جاتا ہے۔ اگر اس قسم کا عامل صاحب (دعوت) اپنے وجود کے طلسمات کو کھول کر (باطنی) خزانے حاصل کر لے تو ایسا صاحب مشق معرفت (میں کامل) مقرب الحق اور صاحب نظر ہو جاتا ہے اس کی نظر نور لمعت اندام نور، قلب نور، اس کا کھانا نور اس کا سونا نور اس کا جاگنا نور ہو جاتا ہے۔ ایسا صاحب نور آئینہ روشن ضمیر میں حضوری (مشاہدہ) کرنے لگتا ہے اگر وہ دوزخ کی طرف نگاہ ڈالے تو دوزخ کی آگ غلبات نور کے باعث بود سے نابود اور خاک سے خاکستر ہو جائے گی۔ اگر اس قسم کا اہل دیدار بہشت میں داخل ہو جائے تو (مشاہدہ دیدار کی وجہ سے) جنت کے خور و قصور اس کی نظر میں کمتر و خوار ہو جائیں گے۔ یہ دوام فنا فی اللہ معبود یک وجود عاشقوں کے مراتب ہیں۔

بیت

عاشق عشق معشوق تینوں کا ایک نام
جب وصل کی گنجائش نہیں ہجر کا کیا کام

ہادی ہدایت ولایت لانہایت کا نقش یہ ہے۔

اللہ جل شانہٗ		محمد صلے اللہ علیہ وسلم
ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ		عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ
عثمان ابن عفان رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ		علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ

اگر طالب پہلے ہی روز قرب حضور کی معرفت، قرب فی اللہ کی حضوری اور غرق نور ہو کر جامع جمعیت حاصل کرنا چاہے اور وہ مرشد سے کل و جز کی ابتداء و انتہا یکبارگی طلب کرے تو کامل مرشد کو چاہیے کہ اسم اللہ ذات یا اس دائرہ کے نقش سے اس طرح کھول کر دکھا دے کہ اس کے جملہ مطلب مطالب حاصل ہو جائیں۔ علم حضور سے اس کو حضوری (اور علم نور سے نور) بخش کر ظلمات (کی تاریکیوں) سے باہر کھینچ لے۔ قولہ تعالیٰ اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُھُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ ٥، اللہ تعالیٰ جن اہل ایمان کو اپنا ولی بناتے ہیں ان کو ظلمات سے نکال کر نور میں داخل کر دیتے ہیں۔

عارف فی اللہ نورانی، عالم باللہ سیرانی، علم (دعوت) سر (کی زبان سے) پڑھتا ہے جس سے جملہ حجابات کے پردے دور ہو جاتے ہیں اور (صاحب دعوت) کے جسم میں سرتا قدم نور چمکنے لگتا ہے یہ ہمہ اوست در مغز و پوست

(وحدت المقصود) کے مراتب ہیں اپنے دوست سے پیوستہ ہو جا۔ اگر (باطنی) آنکھ رکھتا ہے تو دیدار کر لے اگر تجھے چشم دیدار حاصل نہیں تو دنیا مردار کی طلب میں در بدر دھکے کھانے کا کیا فائدہ؟ بندے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان اگر کوئی حجاب کا پردہ موجود ہے تو وہ یہی دنیا ہے اگر جملہ آفات و بلاؤں کو ایک جگہ جمع کر دیا جائے تو اس کی کلید یہی کمینی دنیا ہے۔ جو دونوں جہان میں فریب کا (مجموعہ) ہے اور عقلمند کیلئے اتنا (اشارہ) ہی کافی ہے۔

ولی اللہ اولیاء اللہ کے تصرف میں بے شمار غیبی خزانے ہوتے ہیں مشرق تا مغرب سب کچھ ولی اللہ کی قید میں ہوتا ہے۔ ولی اللہ ہی (حقیقی معانی) میں بادشاہ ہوتا ہے ظل اللہ بننا چاہے تو قادری فقیر عارف نظارہ کے لئے (بادشاہی) مرتبہ اختیار کرنا آسان کام ہے لیکن وہ (اس خوف سے) کہ کہیں بے جمعیت نہ ہو جائے۔ اس (مرتبہ) کو اختیار نہیں کرتا۔ کیونکہ ہزار بادشاہی سے بہتر ہے کہ ایک دم قرب الٰہی کی حضوری میں بسر ہو جائے۔

بیت

بادشاہ میرے غلاموں کے غلام　مجھ کو حاصل حق حضوری ہے دوام

بادشاہی مرتبہ ذلت کا باعث ہے۔ (کیونکہ اس کا حساب دینا ہوگا) قولہ تعالیٰ - تُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ ○ اللہ جل شانہ جسے چاہتا ہے (بظاہر عزت بباطن) ذلت میں مبتلا کر دیتا ہے اور فقیر کیلئے عزت کا مرتبہ ہے قولہ تعالیٰ - وَ تُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ ○ اللہ تعالیٰ (بظاہر خستہ حال نظر آنے والے فقراء) کو اپنی بارگاہ میں جسے چاہتا ہے عزت عطا کر دیتا ہے فقیر کو معرفت الٰہی حاصل ہوتی ہے (اور یہی مقام عزت) ہے۔ الحدیث: حب الفقراء و المساکین من اخلاق المرسلین

ومجلسھم من اخلاق المتقین والفرار منھم من اخلاق المنافقین ؕ فقراء اور مساکین کی محبت انبیائے مرسلین کے اخلاق میں سے ہے اور ان سے ہم مجلس ہونا متقین کا کام ہے اور (ان کی محبت اور ان سے ہم مجلس) ہونے سے فرار منافقوں جیسی (بد اخلاقی) کا فعل ہے۔

غالب الاولیاء ولی اللہ تنہا کسی صحرا میں جا کر یا دریا کے کنارہ پر (بیٹھ کر) یا کسی ولی اللہ کی قبر پر (سوار ہو کر) اس قسم کی شہسوار دعوت پڑھتا ہے کہ دونوں جہان کو ہلا کر رکھ دیتا ہے۔ جس سے انبیاء اولیاء اللہ کی جملہ ارواح حیرت میں پڑ جاتی ہیں۔ جملہ موکلات فرشتے عبرت پکڑ لیتے ہیں اٹھارہ ہزار عالم (کی مخلوقات) اس کی قید میں آ جاتی ہے۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مع جمیع اصحاب کبارؓ و حضرت امام حسنؓ و امام حسینؓ رضی اللہ عنہما اور حضرت شاہ محی الدین قدس سرہ العزیز کے ہمراہ اس قسم کی دعوت پڑھنے والے کے پاس آ کر (صاحب دعوت) کو کھلی آنکھوں سے اس کا ہاتھ پکڑ کر (دستگیری فرماتے) اور جو کچھ بھی اس کی دینی دنیاوی مہمات مشکلات ہیں اس کو حل کر دیتے اور اس کا ہر مطلب اس کو (کارانجام ہوتا) دکھا دیتے ہیں اور صاحب دعوت ابھی دعوت پڑھنے کی توجہ سے فارغ نہیں ہوتا کہ موکل فرشتے اس کا مطلب (مطلوب) اس کے سامنے حاضر کر دیتے ہیں۔

بیت

یہ دعوت دم سے ہی ہوتی ہے تمام   باھو مرد کے ہیں یہی منصب مقام

دعوت میں عامل کامل اپنے دشمن کے (دم) کو اپنے دم اس طرح پکڑ لیتا ہے کہ اسی دم میں دشمن ہلاک ہو جاتا ہے اس طریقہ والے اہل دعوت کا دم سانپ کے

دم جیسی توفیق رکھتا ہے۔ جس کسی کے دم کو اپنے دم میں پکڑ لیتا ہے اسے جان سے مار ڈالتا ہے۔ کامل قادری دم کی (حقیقت) سے دائمی طور پر واقف ہوتا ہے۔ وہ ایک ہی دم (سے غرق) ہو کر تمام عالم کو طے کر لیتا ہے دم کا دم سے (متصل کر لینا) گویا کہ کسی حاکم کے تحریری حکم کا اعلان کر دینے کے مترادف ہے۔

کامل قادری کی نظر غیبی لاریبی خزانوں پر ہوتی ہے وہ اورنگ زیب (بادشاہ) سے بھی روزی معاش کیلئے کوئی حاجت نہیں رکھتا فقیر کی آزمائش تین طرح سے کی جاتی ہے۔

اول یہ کہ وہ اپنی جان (راہ خدا و رسول) میں تصرف کر دیتا ہے۔

دوم یہ کہ اس کی آزمائش (اللہ جل شانہ) کی راہ میں مال کے تصرف سے کی جاتی ہے۔

تیسرے یہ کہ وہ جہان بھر کو (اللہ و رسول) کی خاطر تصرف کر دیتا ہے قال علیہ السلام۔ اِنَّ اللّٰہَ یَجرِبُ الْمُؤمِنِیْنَ بِالْبَلَاءِ کَمَا یَجْرِبُ الذَّھَبَ فِی النَّارِ ط اللہ تعالیٰ مومنین کو بلاؤں سے اسی طرح آزماتا ہے جیسا کہ سونے کو آگ میں تپا کر اس کے کھرا کھوٹا ہونے کا امتحان کیا جاتا ہے۔

فقیر درویش، عارف ولی اللہ، عالم باللہ، پیر مرشد استاذ، طالب مرید اور شاگرد، اہل ولایت، غوث قطب کے مراتب والا، جیسے ابدال اوتاد کے منصب والا وہی شخص واصل) باللہ ہوتا ہے۔ جسے حسب ذیل ظاہری و باطنی تصرفات حاصل ہوں۔ اس قسم کے (تصرفات) کے مجمل مجموعہ کو جمعیت دارین کل کہتے ہیں۔

ظاہری تصرف یہ ہے کہ جو کچھ سونے چاندی نقد جس کے خزانے اللہ تعالیٰ کے ہیں ان کا (تصرف) حاصل کر لے اور تاثیر نظر سے کیمیا و اکسیر کے حال اور علم تکثیر کے احوال سے واقف ہو جائے جس سے فقیر ظاہر میں مطلق لایحتاج ہو

جاتا ہے اسی کو عنایت کہتے ہیں۔

باطن کا تصرف یہ ہے کہ مقام ابد میں حشر کے روز حساب گاہ کو شب و روز مدنظر رکھے اور (اسی روز کی سختی کو دیکھ کر) آہ- آہ- آہ آہیں بھرتا اور آہ و زاری کرتا رہے۔ جان کباب کی مانند بریاں اور اس کی آنکھیں خون کے آنسو روتی رہیں۔

ظاہر کا تصرف یہ ہے کہ دنیا کے تماشے کا تمام تصرف اسے حاصل ہو جاتا اور ملک سلیمانی اس کی قید و قبضہ تصرف میں آ جاتا ہے۔ اسے دنیا کے تماشہ (نہ کرنے) کا کوئی افسوس باقی نہیں رہتا۔

(باطن کا تصرف یہ ہے) کہ وہ تصرف سے عقبیٰ میں بہشت حور و قصور نعمت اور میوہ ہائے جنت پر (متصرف) ہو جاتا ہے۔

مرشد طالب صادق کو یہ چاروں مقام اور چار قسم کے تصرفات عطا کر دیتا ہے جس کے ہر تصرف سے جمعیت نفس و نان نصیب ہو جاتی ہے۔ اور وہ تصرفات جس کا ہر زبان پر بیان ہوتا ہے وہ بھی چار قسم کے تصرف ہیں اور یہ تصرف چار قسم کی (نفسانی) لذات ہیں۔

اول لذت انواع و اقسام کے (مجرب) طعام کھانے کی ہے۔

دوم لذت شہوت یعنی عورتوں سے مجامعت کی ہے۔

سوم لذت (لوگوں پر) حکم چلانے حکومت کرنے کی ہے۔

چہارم لذت مطالعہ کی ہے۔ جو معرفت کے حصول کے بغیر کیا جائے یہ چار قسم کی لذات بدنصیب کم بخت کو حاصل ہوتی ہیں۔ اس قسم کا تصرف بھی ناقص ہوتا ہے بلکہ یہ چاروں تصرف نفس کی وقتی خوشی کا باعث ہیں۔ جو طالب اللہ کیلئے مردار کا (درجہ رکھتے ہیں)

پنجم تصرف معرفت اللہ کی لذت کا ہے۔ یہ دیدار کی لذت ہے جو دنیا

بہشت کی لذات سے بہت بڑھ کر ہے کامل کو باطن کے تصرف کی آزمائش سے ہدایت لانہایت کا تجربہ حاصل ہو جاتا ہے کہ وہ مرتبہ ممات (کے تمام مراتب کا تصرف حاصل کر لیتا) ہے۔ چنانچہ تصرف موت' موت کی تلخی کا ذائقہ' قبر میں (نکیرین) کے سوال جواب۔ پل صراط سے گزرنا (میزان) بہشت میں داخل ہونا اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک سے شراباً طہورا کا جام نوش کرنا۔ (اسی طرح) موت کے (تصور) میں صور اسرافیل سن کر قبروں سے باہر نکلنا اور میزان میں اپنے اعمال کو وزن ہونے کے احوالات کو ہر دم و ہمیشہ با عیان دیکھنے اور صحبت انبیاء اولیاء میں ہمیشہ ہم مجلس رہنے سے باطنی جمعیت حاصل ہو جاتی ہے جس کسی کو باتوفیق ہو کر تحقیق کے طریق سے اس قسم کے (موت کے مراتب) کے تماشے کا تصرف حاصل نہیں ہوتا اسے فقیر نہیں کہہ سکتے۔

ابیات

خلق کو یہ وہم جثہ در قبر   جثہ (نوری) ساتھ لے جائیں صاحب نظر
کہ در توحید گاہ با مصطفیٰ   عارفوں کا جثہ ہے قدرت الٰہ
گاہ عرش سے بھی اوپر گاہ در قبر   جثہ سر نوری حاصل سر بسر
جثہ نوری نہیں زیر خاک   معرفت توحید اللہ راز پاک
اولیاء کی قبر ان کو جنت خانہ   اس کا جو محرم نہیں وہی بیگانہ
قبر سے باہر نکل کر اولیاء   ہم سخن تجھ سے ہوں بہر خدا
کردے وہ آگاہ از الہام از دلیل   روح کو روح سے پیغام روح ہے خلیل
چشم بینا والے کو حاصل حضور   اندھا کیسے دیکھے گا وہ بے شعور
جس کو مرشد نہ ملے اندر جہان   قبر عارف سے ہو جائے عین (العیان)

اولیاء حاضر ہوں اندر ہر مقام   حاضر ہوں فی الفور جب لیں انکا نام
باھو کی روح کا مقام ہے لامکان   نور حاضر نور (حاصل) بے جسم جان

جو کوئی ان مراتب پر پہنچ جاتا ہے اس کیلئے حیات اور ممات ایک ہو جاتی ہے۔ بلکہ اس کا نوری جثہ لامکان میں اللہ تعالیٰ کی حضوری میں پہنچ کر مشرف دیدار ہو جاتا ہے اور اسے ممات وحیات بھی یاد نہیں رہتی۔ یہ ہمہ اوست در مغز و پوست کا مرتبہ ہے۔ اللہ بس ماسوی اللہ ہوس۔

دعوت

جان لینا چاہیے کہ قبر پر سوار ہو کر تیغ برہنہ دعوت وہی پڑھ سکتا ہے جسے حضوری توفیق حاصل ہو۔ یا احمق بے شعور ایسی (دعوت) پڑھنے کی (جرات) کرتا ہے۔ صاحب راز حضوری تو اولیاء اللہ کی قبر سے خزانہ حاصل کر لیتا ہے جبکہ بے شعور رجعت کھا کر مر جاتا ہے۔

ابیات

باھو قبر پر دعوت پڑھتا ہے شہسوار   ہاتھ میں رکھتا ہے تیغ مثل ذوالفقار
عامل کامل ہو جائے صاحب نظر   اہل روحانی کی ہو اس کو خبر

قبر سے رجعت کھانے والے کا مرض لادوا ہے۔ مگر (صرف) عامل کامل صاحب قرب فقیر کی توجہ ہی اس کی دوا ہے۔ علم دعوت کی شرح یہ ہے کہ وہ پر درد دل رکھتا ہے۔ وہ مردان خدا میں سے مرد اور توجہ میں کامل ہوتا ہے۔

قطعہ

دل وہی ہے جو کسی کے درد سے پانی بن کر بہہ جائے
ورنہ یہ دل تو آب و گل کا مرکب گوشت کا ایک لوتھڑا ہے
گرچہ زاہد کی تسبیح کا بہت شور بھی ہے مقبول بھی ہے
مگر رندوں کی درد آلود آہ کی صفائی سے اس کو نسبت کیا ہے؟

عالم عامل صاحب دعوت کے دو احوال ہوتے ہیں۔

(۱) ظاہر زبان پر ورد وظائف قیل و قال

(۲) باطن میں حضوری معرفت اللہ کا وصال

جو اہل دعوت اس صفت سے موصوف نہ ہو۔ وہ رجعت کھا جاتا ہے اس کا خون اور اس کے وبال کا زوال اس کی اپنی گردن پر ہوتا ہے عامل صاحب دعوت کے بھی دو مراتب ہیں۔

ایک قبور پر باتصرف علم دعوت پڑھنا۔

دوسرے اسم اللہ ذات کے تصور سے حضوری حاصل کرنا' جس سے اس کے ساتوں اعضاء معرفت اللہ کے نور سے پر ہو جاتے ہیں۔

اس قسم کا عامل کامل صاحب دعوت سورۃ مزمل شریف کا ورد زبانی شروع کرکے اپنے آپ کو باطن میں حضوری مجلس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں پہنچا دیتا ہے۔

ایسی دعوت پڑھنے والا دو قسم کی حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔

وہ ایک ہفتہ میں مشرق تا مغرب۔ جنوب تا شمال ہر اقلیم ملک بادشاہی کو اپنے تصرف میں لا کر تمام دنیا کو اپنے قبضہ میں لے آتا ہے ایسا صاحب دعوت

ہی عامل کامل ہوتا ہے۔

یا یہ کہ علم دعوت پڑھنے سے وہ مجنون و دیوانہ ہو کر مر جاتا ہے وہ ناقص اور خام ہے۔ ایسے عامل کامل صاحب دعوت کے دو گواہ ہیں۔ عظیم اور مشکل، اس کی دو علم سے راہ ہے۔

ایک یہ کہ وہ نر شیر مرد شہسوار ہوتا ہے جو اپنے ہاتھ میں قاتل تیغ برہنہ ذوالفقار رکھتا ہے۔

- دوسرے یہ کہ وہ عارف نظارہ ہوتا ہے۔

جو کوئی ان صفات سے موصوف ہو کر علم دعوت پڑھتا ہے۔ تو ورد وظائف شروع کرتے ہی فرشتہ موکل بارش کے قطرات کی مانند سرخ اشرفیوں کی بوچھاڑ کرتے ہیں کہ اہل دعوت کو اس خزانہ کے تصرف سے کسی قسم کی محتاجی نہیں رہتی۔ اس قسم کے تصرف کو تصرف عوام کہتے ہیں۔ اس قسم کے علم دعوت کا عالم جتنا چاہے تصرف کرے (کوئی کمی واقع) نہیں ہوتی۔ یہ لایحتاج فقیر کے ابتدائی (مراتب) ہیں۔ وہ کیسے فقیر ہو سکتا ہے جو ہر دروازہ پر سائل بن کر صدا کرنے والا گداگر ہو۔ فقیر تو جمعیت بخش ہوتا ہے اس کا دل غنی اور قوی ہوتا ہے وہ حضوری مجلس کا مشاہدہ کرتا ہے کہ اس کے تصرف میں ہوشیار ہوتا ہے۔ وہ اس قسم کے بے شمار الٰہی خزانے اپنے تصرف میں رکھتا ہے لیکن اپنے نفس کیلئے ایک پیسہ خرچ کرنا بھی جائز نہیں سمجھتا۔

نیز یہ کہ عامل دعوت کو دو عمل حاصل ہوتے ہیں یا گیا،

(۱) تصرف توفیق (۲) اور تصور تحقیق

عالم دعوت و عامل علم دعوت و کامل علم دعوت، و مکمل علم دعوت، ان سب (علم دعوت) کے جامع علم دعوت کے بھی دو عمل ہوتے ہیں۔

(۱) ایک نیت (۲) دوم نماز

عامل دعوت وہی ہے جو ورد وظائف دعوت نے شروع میں۔ جو بھی روئے زمین پر ولی اللہ ہیں۔ وہ مشرق تا مغرب جنوب تا شمال چاروں کونوں شش جہات میں ہر ولی اللہ سے کلید ولایت حاصل کر لے۔ اس قسم کا صاحب دعوت تمام عالم چنانچہ ملک سلیمانی ' ہر ولایت ہفت اقلیم کو ایک ہفتہ میں اپنے قبضہ و تصرف میں لے آتا ہے۔ اس پر یقین اعتبار کر اور اسے عجب خیال مت کر۔

وہ کونسا علم اور عمل ہے جس سے ہر ایک پر غالب آ جاتے ہیں اور طالب پہلے ہی روز اپنا نصیب حاصل کر سکتا ہے۔ یہ حضوری توجہ تصور کی توفیق اور تصور سے قبور کے تصرف سے تحقیق کا علم ہے پس معلوم ہوا کہ علم (ظاہری) کے مطالعہ میں تمام عمر صرف کر دینے سے (کچھ ہاتھ نہیں آتا) کیونکہ کتاب و تفسیر فقہ کے مسائل اور احادیث کا (بیان) نفس خبیث کو درست نہیں کرتا۔ جیسا کہ بہت سے علمائے سوء گمراہ اور نفس کے اسیر دیکھے گئے ہیں شب و روز ہزارہا قسم کے علوم پڑھنے ورد وظائف کی دعوت دینے اور بے شمار قسم کے ذکر فکر مراقبہ کرنے اور (بادشاہوں) کو لشکر جمع کرنے اور ان پر بہت زیادہ خزانہ (مال زر) خرچ کرنے سے کامل فقیر کی ایک توجہ بہتر ہے جو کوئی اس قسم کی توجہ قرب اللہ حضوری سے جانتا ہے۔ تو اس کی (توجہ) روز بروز تا قیامت ترقی پذیر رہتی ہے۔ اس کی توجہ توفیق بالتحقیق باز نہیں رہتی۔

پس کامل توجہ کس کو کہتے ہیں؟ صاحب توجہ کس علم سے عامل ہو جاتا ہے؟

(اس راہ کیلئے) عامل ہونا چاہیے نہ کہ (محض) علم کا بوجھ اٹھانے والا (گدھا) قال علیہ السلام۔ اَلْعِلْمُ لِلْعَمَلِ وَلَا لِلْبَحْثِ وَلَا لِلتَّفَخُّرِ۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ علم عمل کیلئے ہے۔ نہ کہ بحث کیلئے اور نہ ہی فخر کرنے کیلئے۔

جاننا چاہیے کہ علم دعوت میں دم اور دل ہمیشہ پروردگار کی طرف متوجہ رہتے ہیں ایسے صاحب (دعوت) کو مخلوقات کی طر[illegible] کرنا کیسے درکار ہو

ہے؟ اولیاء اللہ جان بلب ہو کر مر بھی گئے ہیں لیکن وہ کسی دنیا دار کے دروازہ پر (کوئی حاجت) لے کر کبھی نہیں گئے اگر وہ گئے بھی ہیں تو (ان کا جانا) کبھی حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔ جس کسی کو اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل نہیں۔ وہ ان احوال سے بے خبر ہوتا ہے۔ وہ عالم ہو کر بھی جاہلوں کے مرتبہ میں شامل ہے یہ راہ قیل و قال سے نہیں بلکہ حضوری احوال کے مشاہدہ سے تعلق رکھتی ہے۔ غنی (فقیر) اگر اپنے (نفس کو رسوا کرنے) کیلئے سوال کرے تو اس کیلئے سوال کرنا حلال ہے۔ کیونکہ وہ غنایت کی وجہ سے جمعیت (نفسی) حاصل کرنے کیلئے خدا کی خاطر سوال ہے اگر مفلس (فقیر اپنے نفس کی حاجت کیلئے) سوال کرے تو اس کیلئے سوال کرنا حرام ہے۔ وہ (اپنے سوال کی صداقت) میں جھوٹا ہے۔ اس طرح وہ کافر اور مشرک ہو جاتا ہے۔ الحدیث: اَلسُّوَالُ ذِلٌّ وَلَوْ کَانَ مِنْ اَبَوَیْہِ سوال کرنا حرام ہے۔ اگرچہ وہ اپنے والدین سے ہی کیا جائے۔

بیت

خدا ہی دلواتا ہے خدا ہی دیتا ہے ہر نصیب
جو سائل کو دینے سے روکتا ہے وہ ہے اہل رقیب

قولہ تعالیٰ: وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْھَرْ ۝ اور سائل کو مت جھڑکو (دونوں قسم کے فقراء کے متعلق حکم ہوا) ہے۔

سخی کا دل تو رحمان کی دو انگلیوں کے درمیان ہوتا ہے اور بخیل کا دل شیطان کی دو انگلیوں کے درمیان ہوتا ہے تو اپنے آپ کو کس گروہ میں شمار کرتا ہے۔ قاروں کے بخل کو اپنے دل سے دھو ڈال۔ غنی فقیر لایحتاج ہوتا ہے اور دوسرا ہر کوئی (اس کے مقابلہ میں) مفلس و محتاج ہے۔ خواہ وہ عالم و فاضل ہو خواہ

جاہل اور جاہل اس کو کہتے ہیں جو (تزکیہ) نفسی کیلئے اپنے نفس سے جہاد نہ کرے۔

ابیات

میں نے گدائی کی ہے بہر از اِلٰہ   گرچہ ہر ملک پر غالب تر ہوں بادشاہ
اس سے فقراء کو نہ جانو تم حقیر   فقر غالب حاکم ہے سب پر امیر

شرح پیر و مرشد

پیر مرشد معظم باعظمت' اہل شریعت' عظیم (صفات کا حامل ہونا چاہیے) وہ صفت حلیم' یا یہ کہ صفت حکیم' یا یہ کہ صفت کریم' یا یہ کہ صفت صراط مستقیم یا یہ کہ صفت قلب سلیم' یا یہ کہ صفت رحیم یا یہ کہ صفت غالب بر نفس شیطان رجیم رکھتا ہو۔ اسے مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں دائمی حضوری حاصل ہو۔ یہ مراتب پیر مرشد جامع مع اللہ با جمعیت تمام کے ہیں۔ اس قسم کی تحقیق قادری طریقہ میں ہی ہے۔ ایسے پیر مرشد کی مجلس کی شرح کچھ اس طرح کی جا سکتی ہے کہ اس کی مجلس میں اس کے سامنے عالم مفسر صاحب تفسیر جن کی بات پر تاثیر اور نفس پر امیر کر دیتی ہے موجود ہوتے ہیں اس کی مجلس میں اس کے داہنے ہاتھ عالم فقیہ فنائی النفس لوگ ہوتے ہیں جن میں نہ تو ہوا ہوتی ہے۔ نہ ہوس۔ حَسْبِیَ اللّٰہُ وَکَفٰی بِاللّٰہِ (کا نمونہ ہوتے ہیں) اللہ بس ماسوی اللہ ہوس اور اس کی مجلس میں اس کے بائیں جانب اہل تصوف جن کے دل (اللہ کے) رنگ میں رنگے ہوئے روشن ضمیر فنائی اللہ فقیر موجود ہوتے ہیں اور اس کی مجلس میں دنیادار اس کی پشت کی طرف بیٹھتے ہیں۔ کیونکہ وہ اخلاص سے دنیا اور دنیاداروں کا چہرہ نہیں دیکھتا۔ قولہ تعالیٰ۔ وَلَا تَرْکَنُوْا اِلَی الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّکُمُ النَّارُ ۝ اور

ان (دنیاداروں) کی طرف مائل نہ ہونا۔ جنہوں نے اپنی (جانوں) پر ظلم کیا۔ ان کو (لازماً) آگ میں ڈالا جائے گا۔

جو پیرومرشد صفات متذکرہ سے موصوف نہیں وہ ارشاد وتلقین کے لائق نہیں۔ وہ طالبوں کا راہزن اور مایہ فساد ہوتا ہے۔

شرح طالب مرید

طالب مرید با ادب با حیاء' طالب خدا' علم میں عالم فاضل' نظارہ میں ہوشیار بیدار مغز باوفا جان فدا کرنے والا ہوتا ہے۔ ایسا طالب ہی تلقین پروردگار کے لائق نفس کے گھوڑے کا شہسوار' زندہ قلب' فرحت الروح حاصل کرتا ہے۔ وہ دانش وشعور کے ساتھ بدعت سے بیزار ہوتا ہے ایسا طالب مرشد سے معرفت اللہ قرب حضور طلب کرتا ہے اور وہ ذکر مذکور کی تسبیح خوانی سے لوگوں کو مسخر کرنا چھوڑ دیتا ہے۔ کیا تو جانتا ہے کہ ایمان کا سرمایہ علم ہے۔ ہر دو جہان میں روشنی بخشنے والا بھی علم ہے لاھوت لا مکان میں پہنچانے والا بھی علم ہے۔ عین العیاں توحید کے بیان اور نفس وشیطان کو قتل کرنے والی قاتل تلوار بھی علم ہے۔

علم کس کو کہتے ہیں؟ علم کیا ہے؟ علم کیسے پڑھتے ہیں؟ علم سے کونسی چیز جانتے ہیں اور علم کیا معنی رکھتا ہے؟ ظاہری علم تو عبادات اور معاملات کے متعلق ہے چنانچہ خوف ورجاء۔ العلم جاننے کو کہتے ہیں کونسی چیز کا جاننا ہمیشہ حق کو جاننا اور حق کس کو کہتے ہیں؟ حق کا علم یہ ہے کہ جس وجود میں حق آ جاتا ہے باطل اس سے باہر نکل جاتا ہے۔

علم حق کیا ہے اور علم باطن کونسا ہے؟ حق کے علم سے حقیقت ومعرفت کے حقائق حاصل کیے جاتے ہیں جس کی بنیاد بنائے اسلام ہیں جن کی جملہ جمعیت اور بنیاد علم (حق) سے ہی حاصل ہوتی ہے جس سے ہر قسم کے ناشائستہ افعال

کفر شرک باطل بدعت آفاتِ نفسانی و شیطانی ریا' دنیا کی پریشانی بہت جلد رفع ہو جاتی ہے۔ یہ عین العلم حق ہے جسے محقق حق (تعالیٰ کی ذات) سے (حصول) حق کیلئے پڑھتے ہیں کیا تجھے معلوم ہے کہ علم بندگی کیلئے ہے نہ کہ شکم پر کرنے اور زیب و زینت کیلئے (کہ علم محض دنیا کمانے کیلئے حاصل کیا جائے) قولہ تعالیٰ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ○ اللہ تعالیٰ نے فرمایا حد اعتدال سے نہ بڑھو کھاؤ اور پیو مگر اسراف نہ کرو بے شک اللہ تعالیٰ فضول خرچوں سے محبت نہیں رکھتے۔

بیت

گلے تک ٹھونس نہ۔ لے کہ تو دیگ نہیں ہے
پانی بھی حد سے زیادہ نہ پی کہ تو ریت نہیں ہے
گرچہ خدا نے کہا ہے كُلُوْا وَاشْرَبُوْا
لیکن یہ تو نہیں کہا کُلوا تاکُلُوْا

علم نصیحت وعظ و پند حاصل کرنے امر معروف بجالانے اور حق پسندی اور نفس کو ہمیشہ کیلئے قیدی بنانے کیلئے ہوتا ہے۔ علم (محض) دنیاوی روزگار تلاش کرنے اور بادشاہوں سے روزی معاش حاصل کرنے کا ذریعہ نہ ہونا چاہیے۔ (کیونکہ روزی معاش کا ذمہ دار تو اللہ تعالیٰ) ہے۔ قولہ تعالیٰ - وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰهِ رِزْقُهَا ○ زمین میں کوئی بھی ایسا جاندار نہیں جس کے رزق کا ذمہ دار اللہ تعالیٰ نہ ہو۔

بیت

تیری اولاد تو خدا کے بندے ہیں ان کا غم مت کھا
تو کیسا بندہ ہے کہ خدا سے بڑھ کر بنتا ہے بندہ پرور

پس عالم بے عمل کے (متعلق باری تعالیٰ کا فرمان) ہے۔ قولہ تعالیٰ - اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَکُمْ o تم لوگوں کو تو نیکی کا حکم دیتے ہو لیکن اپنے نفسوں کو بھول جاتے ہو۔

اس قسم کے (دیگراں را نصیحت خود را فضیحت) والے علماء تو بہت سے ہیں لیکن ہزاروں میں سے کوئی ایک فقیر ولی اللہ ہی جانثار کرنے والا ہو گا علم راستی راہ ہے اور ایسے علم کے علمائے عامل گواہ ہیں۔ علم بدرگاہ اِلٰہ کا وسیلہ ہے۔

جو عالم قرآن مجید اور رحمان کا مخالف اور نفس شیطان کے موافق ہے اور حضرت علم کے فرمان پر عمل نہیں کرتا وہ (علم کی میراث سے) عاق ہو جاتا ہے۔

علم کے تین حروف ہیں (ع-ل-م)

عین سے مراد عین کو حاصل کرنا' عین کو وسیلہ بنا کر عین کی شناخت کرنا ہے۔ علم کے لام سے لایحتاج ہونا ہے اور علم کے میم سے مراجعت بخدا اور نفس ہوا سے بازگشت کرنا ہے۔

جس نے ان تینوں حروف کی شناخت نہ کی اور علم کی ماہیت کو نہ جانا وہ علم کے عین سے عاق اور علم کے لام سے لادین اور علم کے میم سے مردود ہو جاتا ہے۔

چاہیے کہ علم کے (حروف) کے مطالعہ میں میم سے متابعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم اختیار کرے۔

اگر عالم طالب بن کر علم کی طلب کرے تو تمامیت علم کیلئے بارہ سال کا عرصہ درکار ہوگا لیکن فقیر کی نگاہ سے وہ ایک گھڑی بھر میں عالم فاضل ہو جائے گا وہ کونسا علم ہے؟ وہ علم لدنی ہے جو (براہ راست فقیر پر نازل ہوتا) ہے۔ قولہ تعالیٰ وَعَلَّمْنَاهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا o اور ہم نے اسے علم لدنی (اپنے پاس سے علم) سکھایا۔

جس میں علم الف سے ہزار قسم کے علوم کھل جاتے ہیں علم الف قید میں آ جاتا ہے تو علم الف پڑھنے کے بعد اس کو ظاہری علم کے مطالعہ کی حاجت باقی نہیں رہتی قولہ تعالیٰ۔ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ۝ جس نے ذرہ بھر نیک عمل کیا اسے اسکا نیک بدلہ دیا جائے گا اور جو ذرہ بھر برا عمل کرے گا اس کا بدلہ پائے گا۔ عالم باللہ وہی شخص ہوتا ہے جو علم پر عمل بھی کرتا ہے وہ علم کے مطالعہ سے غافل بھی نہیں رہتا سوائے اس کے کہ نادانستہ ایسا ہو جائے وہ بارہ سال شب و روز صرف و نحو کی کتابیں اور تفسیر بیضاوی پڑھنے میں (اپنی عمر ضائع نہیں کرتا)۔

بیت

عمر ساری بسر کر دی در مطالعہ و رقم
معرفت حاصل نہ کی افسوس و غم

عالم جب کسی کتاب یا قرآن مجید میں کوئی حرف غلط دیکھتے ہیں تو اسکو مٹا دیتے ہیں لیکن اپنے وجود میں نفس کی غلطیوں کی اصلاح نہیں کرتے۔ نفس کا غضب غلط ہے اس کا کیا علاج کرنا چاہیے؟ وجود میں نفس کی غلطیوں کا علاج کرنے والا استاد فقیر کامل ہے جو نفس کو فنا کر کے حضوری میں پہنچا دیتا ہے۔

کیا تو جانتا ہے کہ جبرائیل علیہ السلام غیب الغیب سے پیغمبران عظام کی طرف آیات وحی پیغام لے کر آئے اس کا مقصد معرفت توحید وصال کا حصول ہے۔ معرفت توحید تو اصل ہے اور علم کی انتہا کا (مقصود) وصل ہے۔

الحدیث: اَلنِّهَايَةُ هُوَ الرُّجُوْعُ اِلَى الْبِدَايَةِ ط نہایت کا (علم) یہی ہے کہ ابتدا کی طرف رجوع کر کے (وصال) حاصل کیا جائے۔

معرفت بمنزلہ بیج ہے اور علم روئیدگی نباتات کی مثل ہے جب نباتات کی پرورش پانی سے کی جاتی ہے تو اسے خوشے لگ جاتے ہیں جب خوشہ میں دانے پک جاتے ہیں تو (دوبارہ) بیج بن جاتے ہیں اور زمین میں تخم ریزی کے قابل ہو جاتے ہیں۔ آدم کی اولاد کا بھی یہی حال ہے کہ انتہا پر (پہنچنے والا فقیر ابتداء کا امیدوار ہوتا ہے اور ابتداء میں (فقیر) انتہا کا امیدوار ہوتا ہے جب کہ عالم باللہ اولیاء خدا کی نظر میں ابتداء و انتہا ایک ہو جاتی ہے وہ خدا تعالیٰ سے علم غیب پڑھتا اور علم غیب کو جانتا ہے۔ جس کا ظاہر و باطن باعیاں ہو۔ اس کیلئے (باطن کا) غیب (کوئی معنی نہیں رکھتا) اس کتاب لاریب کی برکت سے واردات (غیبی) لاریبی اس پر کھل جاتے ہیں۔

بیت

غیب کو غیب میں دیکھنا کچھ عیب نہیں ہے
ظاہر و باطن جب ایک ہوا کچھ غیب نہیں ہے

علم غیب پر ایمان لانا چاہیے کیونکہ غیب کا یہ خاص علم خاصان خدا انبیاء اولیاء اللہ کو علم لدنی سے حاصل ہوتا ہے قولہ تعالیٰ۔ مِن لَّدُنَّا عِلْمًاo ہم نے ان کو اپنے پاس سے علم خاص براہ راست عطا کر دیا ہے۔ (ظاہری) علم سراسر قال ہے جس سے نفس موٹا اور خوشحال ہو جاتا ہے جب کہ معرفت وصال کے سکون اور خاموشی میں تیس ہزار حکمتیں پائی جاتی ہیں اور ہر حکمت میں حکمت کے بے شمار خزانے موجود ہیں۔ جیسا کہ مع اللہ حضوری مشاہدہ کی خاموشی سے نفس حکم قید میں آ جاتا ہے اور بے حضوری کی خاموشی ایک عظیم مکر اور خود فروشی ہوتی ہے خاموشی تو عارفوں کی خلوت ہے۔

ابیات

قرب قبلہ میں دیکھا میں نے حق لقاء   سر بسجدہ رکھ دیا ہے با خدا
اس جگہ نہ قبلہ نہ منزل نہ کوئی مقام   نور فی اللہ دیکھتا ہوں نور دیکھوں ہر دوام
اس نماز سے مجھے حاصل جلب باصواب   عارفوں کے یہ مراتب بے حجاب
چھوڑ دیتا ہے عرش کرسی ہر مقام   عارفوں کے یہ مراتب بس تمام
پڑھتا ہوں میں در حضوری ہر نماز   حسبی اللہ کی ہے نماز (رازو نیاز)
دل تیرا آوارہ ہے اندر نماز   کیسے کرے قبول وہ حق بے نیاز

الحدیث: لَاصَلٰوۃَ اِلَّا بِحَضُوْرَ الْقَلَبِ ۔ حضوری قلب کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔

الحدیث: اَلصَّلٰوۃُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِیْنَ ۔ نماز مومنوں کی معراج ہے (جس میں وہ دیدار انوار ذات سے مشرف اور الہام سے ہم کلام ہوتے ہیں)

جس کسی کو نماز میں مع اللہ حضوری اور جواب باصواب حاصل نہ ہو اور وہ شیطانی خطرات سے خلاصی نہ پالے وہ مومن مسلمان کیسے ہو سکتا ہے؟ وہ تو ڈھور ڈنگر ہے۔ باحضوری نماز اہل دل (زندہ قلب) کو حاصل ہوتی ہے جو اپنے ظاہر باطن سے حضوری (نور) میں محو ہو کر حضوری نماز ادا کرتا ہے۔

بیت

یہ پر خون دل نہیں جو ہے مضغہ لحم   دل ایک نور ہے اللہ کا کرم
دل ایک خزانہ ہے باطنی اندر وجود   اہل دل محمود ہے قلب بھی اسکا محمود
خطرات سے پر دل ہے شیطان کا گھر   اہل معرفت کا دل ہمیشہ نور سے پر
دل ایک لطیفہ ہے بلطافت با خدا   دل ایک سر ہے وحدت حق لقاء

طالب دنیا کہاں ہو اہل دل بے حیاء و روسیاہ ہر دم خجل
باھو جب دم- دل- روح ہوئے ایک تمام ہر ایک سے ہے ایک سجدہ صبح و شام

نماز کے کیا معنی ہیں؟

نماز روز ازل کا راز اور فیض و فضل و رحمت ہے۔ با خدا حضوری کا ذریعہ اور وقتی معراج ہے جو مسلمان اللہ جل شانہ کی بارگاہ میں سجدہ کرتا ہے اس پر بے شک اللہ تعالیٰ کی نظر رحمت ہو جاتی ہے اور دائمی نماز میں وہ خود سے گزر کر لامکان میں پہنچ کر ہمیشہ حضوری میں رہتا ہے۔ وقتی نماز نیک عادت ہے۔ چنانچہ نماز فرض، واجب، سنت، مستحب ہے اور نماز فرض کی ادائیگی حسنہ عبادت ہے۔

دائمی نماز باعیان ہے اس جگہ نہ جسم ہے نہ جان، وہاں جثہ نور کے ساتھ ہمیشہ باحضور سجدہ میں رہتے ہیں۔

اس قسم کی نماز اہل دل (زندہ قلب فقراء) کو حاصل ہوتی ہے (زندہ) دل سلیمانی انگوٹھی کی مانند ہے...... (جس سے اہل دل جملہ مخلوقات پر حکومت کرتے ہیں) وہ دونوں جہان پر غالب آ جاتے ہیں جملہ جن و انس اہل دل طالب کے مرید اور غلام ہو جاتے ہیں اہل دل اہل روح اور اہل سر کامل قادری کلی ہوتا ہے۔

بیت

چہرہ میرا دیکھنے والا ہو جائے اولیاء چہرہ میرا روبروئے مصطفیٰ ﷺ

اہل دل کو دائمی حضوری حاصل ہوتی ہے اور اہل روح سلطان الفقر سے ملاقات

کرتا ہے جس سے فقر تمام ہو جاتا ہے۔

بیت

اہل دل کو ہو حضوری مصطفیٰ ﷺ . اہل دل ہوتے ہیں (مرد) باصفاء

صاحب مراتب فقیر کا پہلا مرتبہ تصرف روزینہ ہے جس کے بعد فقیر با جمعیت ہو کر واصل (باللہ) ہو جاتا ہے۔ بعض کو روزینہ کا تصرف جنات کی طرف سے ہوتا ہے بعض کو روزینہ کا تصرف اس کی نیت کے موافق موکل فرشتہ کی جانب سے ہوتا ہے بعض کو روزینہ کا تصرف خضر علیہ السلام کی طرف سے ہوتا ہے بعض کو روزینہ کا تصرف مخلوق خدا کی جانب سے ہوتا ہے۔ بعض کو روزینہ کا تصرف اہل قبور روحانیوں کی طرف سے ہوتا ہے بعض کو روزینہ کا تصرف حضوری سے ہوتا ہے۔ (حضوری سے) اس قسم کا تصرف دو قسم کا ہوتا ہے۔

(۱) تصرف ذات

(۲) تصرف صفات

تصرف ذات کبھی کم نہیں ہوتا۔ اس کا کم از کم روزینہ ایک لاکھ دینار اور زیادہ سے زیادہ روزینہ ایک کروڑ اشرفی سرخ ہوتا ہے۔ جس کسی کو خزانہ غیب الحق سے اس قسم کا تصرف حاصل نہیں۔ وہ ابھی تک دعوت حق کو نہیں پہنچا وہ رجعت (میں مبتلا) باطل کا قیدی ہوتا ہے۔

بیت

ہر تصرف کا تصرف حاصل ز (سمجھ) کن
جملہ تصرف فقر کی زبان کا سخن

اس قسم کا فقیر صاحب نظر ہوتا ہے کہ اس کی نظر میں سونا اور مٹی برابر ہوتی ہے یہ راہ گفت و شنید' جستجو سے حاصل نہیں ہوتی اس کیلئے مرشد سے معرفت وصال طلب کر اور جس طرح وہ فرمائے اس طرح اس پر عمل کر۔ جو شخص نفس کا قیدی حوادثات کا شکار آفات میں مبتلا ہے وہ اپنے مرشد سے عورت اور بیٹوں کا طلبگار ہوتا ہے تجرید و تفرید کے بغیر یہ (مقام) حاصل نہیں ہو سکتا جس طالب کا وجود معرفت اللہ توحید کے تصرف کے لائق ہوتا ہے۔ وہی اسے حاصل کر سکتا ہے اہل تقلید کو اس راہ سے آگاہی نہیں ہوتی اور مادر زاد اندھے کو اس سے بینائی اور نظر نگاہ حاصل نہیں ہوتی۔ جو طالب دیدار کا مشتاق ہے اس کو آج اور کل سے کیا مطلب؟

بیت

کعبہ گر مقصود ہے طے کرنا پڑے ہزاروں سالہ راہ
آدھے قدم سے طے ہو سب جب شوق ہوا راہبر

شوق شفقت سے تعلق رکھتا ہے اور اشتیاق ننگی تلوار ہے جو لاسویٰ اللہ کو قتل کر دیتی ہے ایسے شخص کو حق کے سوا کچھ اچھا نہیں لگتا۔ (شوق) حق سے حق کو دکھا دیتا اور حق سے حق کو کھول دیتا ہے جو کوئی حقیقت حق کو حاصل کر لیتا ہے حق الیقین کو پہنچ جاتا ہے۔ بعض ناقص طالب مرید کشف و کرامات دنیاوی عزوجاہ دنیاوی تصرفات کے درجات میں ہوتے ہیں۔ بعض ناقص طالب مرید جنات' موکلات فرشتوں (کو تسخیر کرنے) کے خام خیالات احوالات میں مبتلا ہوتے ہیں۔ بعض ناقص طالب مرید ذکر فکر دائمی اور مراقبہ سے ناسوتی لذات کے طلبگار ہوتے ہیں یا یہ کہ وہ لذت ملکوت' لذت جبروت' یا یہ کہ لذت لاھوت' (کی سیر

میں ٹھہرے ہوئے ہوتے ہیں) یا یہ کہ وہ لاھوت فنا فی اللہ میں قل ھو اللہ احد کے الہام کو ہی (تمامیت فقر جانتے ہیں) بعض ناقص طالب مرید جواب با صواب کو اپنی ہی صورت سے خیال کرتے ہیں اور اسی کو حضوری قرب وصال جانتے ہیں بعض ناقص طالب مرید تجلیات کے مقام میں اٹھارہ ہزار قسم کی مخلوق کے تماشہ اور ان کے احوالات سے آگاہی کو ہی (فقر خیال کرتے) ہیں بعض ناقص مرید نقش دائرہ پر کرنے تمام عالم کو مسخر کرنے اور علم رمل سے دنیا کا نقد جنس و مال جمع کرنے میں لگے رہتے ہیں بعض ناقص طالب مرید زمین کی طیر سیر عرش کرسی کا تماشہ لوح محفوظ کا مطالعہ اور آسمان کی منازل (کو طے کرنے) میں مصروف ہیں یہ ہوا کے مراتب پراز ہوا ہیں۔

عقلمند طالب مرید وہی ہے کہ باشعور رہ کر ابتداء میں ہی قرب اللہ معرفت حضوری کا مرتبہ حاصل کر لے۔ اور حضوری (تصور) میں اس قدر فنا فی اللہ ہو جائے کہ کسی منزل و مقام کی طرف نظر اٹھا کر نہ دیکھے بعض طالب مرید (قلب) محمود کے مراتب میں ہوتے ہیں بعض طالب مرید اپنے مقصود کو حاصل کرنے کے مراتب میں ہوتے ہیں اور بعض طالب مردود کے مراتب میں ہوتے ہیں۔

طالب (صادق) کو ہر وقت اپنے (مراتب) کی آزمائش اور ظاہر باطن میں اپنا محاسبہ کرتے رہنا چاہیے۔ کہ وہ مرتبہ حضوری میں ہے یا مراتب دوری میں؟

کہ اسے قرب رحمانی حاصل ہے یا وہ آفات شیطانی اور دنیا کی پریشانی میں مبتلا ہے؟ (کامل فقیر کو) ہر الہام ذکر فکر مذکور سے ہوتا ہے وہ نور حضور میں (مستغرق رہتا) ہے وہ بہ نظر اللہ منظور ہوتا ہے اس جگہ توحید تمام ہو جاتی ہے۔ شیاطین، فرشتوں، جنات اور دنیا کو قدرت نہیں کہ وہاں دخل دے سکے۔ یہ سلطانی مراتب ہیں۔ الحدیث: وَاِذَا تَمَّ الْفَقْرُ فَهُوَ اللّٰهُ ؕ جب فقر تمامیت کو پہنچتا ہے تو

اس کے وجود میں اللہ ہی باقی رہ جاتا ہے۔

ایسے فقیر کا معدہ سراسر نور معرفت سے پر ہوتا ہے عام لوگوں کا پیٹ بمنزلہ ایک برتن کے ہوتا ہے (جس میں وہ الا بلا ٹھونس لیتے ہیں جو نفس کی تقویت کا باعث ہے) جبکہ فقیروں کا پیٹ نور کی کان ہوتا ہے فقیروں کا سینہ سیپی کی مانند ہے جس میں دل در بے بہا (موتی) ہے فقیر کے یہی مراتب ہیں اور ان انمول موتیوں کی خرید وفروخت میں مشتری کو حق شناس ہونا چاہیے۔ چنانچہ وہ خود کو فنا فی اللہ میں اس طرح (مستغرق) کر لے کہ اسے موت اور (مقامات) ممات، اسم (اللہ ذات) اور (طریقت) کی رسم رسوم بھی یاد نہ رہیں ماضی حال مستقبل کی آفات اور بلائیں بھی اس کے مدنظر نہ ہوں۔ قال علیہ السلام اَلْفَقْرُ لَا یَلْتَفِتُ اِلَی الدُّنْیَا وَلِیْ یَرْضٰی فِی الْاٰخِرَۃِ وَیَکْفِیْ بِالْمَوْلٰی ؕ فقیر وہی ہے جو دنیا کی طرف التفات نہ کرے جو آخرت پر راضی نہ ہو بلکہ مولیٰ کو ہی اپنے لئے کافی سمجھے۔

ابیات

گنج میں نے پا لیا ہے در فقر   حاجت اب میری نہیں ہے سیم و زر
دل میں اب کوئی نہیں ہے جز خدا   اول فناء اوسط بقا آخر لقاء

جس طالب کو مرشد پہلے ہی روز دیدار اللہ سے مشرف ہونے کی تلقین کرتا ہے وہ شخص فقر و معرفت کے مرتبہ کو پہنچ جاتا ہے۔ دیدار پروردگار کے چار گواہ ہیں اور اس کی چار راہیں ہیں۔

اول۔ یہ کہ جو شخص دیدار کرتا ہے وہ ہمیشہ بیدار رہتا ہے۔

دوم۔ اسے دنیا اور اہل دنیا سے مردار جیسی گندی بو آتی ہے۔

سوم- وہ کشف و کرامات کے جملہ مقامات سے بیزار ہوتا ہے اور ہزار بار استغفار کرتا ہے وہ زندہ قلب ہوتا ہے۔ اس کی روح بیدار ہو جاتی ہے۔

چہارم- جو کوئی دیدار دیکھتا ہے وہ مستی میں بھی ہوشیار ہوتا ہے۔ پہلے وہ مشرف لقاء ہوتا ہے۔ بعدہ اس کو اولیاء کا خطاب مل جاتا ہے جس نے دیکھا اس نے کہا نہیں اور جس نے بیان کیا اس نے دیکھا نہیں بعض صاحب اختیار کہنے نہ کہنے میں برابر ہوتے ہیں۔ الحدیث: مَنْ عَرَفَ رَبَّهٗ فَقَدْ كَلَّ لِسَانُهٗ ط جس نے اپنے رب کو پہچان لیا اس کی زبان بند ہو گئی۔ الحدیث: مَنْ عَرَفَ رَبَّهٗ فَقَدْ طَالَ لِسَانُهٗ ط جس نے اپنے رب کو پہچان لیا اس کی زبان لمبی ہو گئی۔ یہ دونوں مراتب اولیاء اللہ کے ہیں وَمَا كَانُوْٓا اَوْلِيَآءَهٗ ؕ اِنْ اَوْلِيَآؤُهٗٓ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ ط اولیاء اللہ متقی ہی ہوا کرتے ہیں۔

قولہ تعالیٰ: فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ۝ اور اس میں ہدایت ہے متقین کیلئے صاحب مجاہدہ متقی نہیں ہوتا۔ متقی تو ازل سے ہی صاحب ہدایت مشاہدہ کرنے والے کو کہتے ہیں متقی ہمیشہ دیدار کو دیکھنے والا اور نفس کو دنیاوی حرص و ہوا سے باز رکھنے والا ہوتا ہے۔ بعض قلب کی (آنکھوں) سے دیکھتے ہیں بعض روح کی (آنکھوں) سے دیکھتے ہیں بعض سر کی (آنکھوں) سے دیکھتے ہیں۔ بعض عارف نور انوار کے مشاہدہ سے ہمیشہ مشرف دیدار رہتے ہیں۔ جس وقت بھی چاہتے ہیں حضوری حاصل کر لیتے ہیں۔ ایسے فقیر کو عارف باللہ کہا جاتا ہے۔

شرح معرفت

جس چیز کو تو نے دیکھا ہے یا عقل و دانش سے اس کو سمجھ لیا ہے یا گفتگو سے اس کو معلوم کر لیا ہے یا یہ کہ اس کی لذت تم نے مخلوقات میں ہی چکھ لی ہے یا یہ کہ مقامات ولایت ہر منزل کی حکایت سن لی ہے یہ معرفت باللہ نہیں ہے۔

معرفت کے چار مراتب ہیں۔

(۱) موت محبت با مشاہدہ

(۲) لقاء

(۳) مجلس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

(۴) ملاقات با ارواح انبیاء و اولیاء اللہ

نیز معرفت کے چار گواہ ہیں۔

(۱) آگاہ (۲) نگاہ (۳) مرشد ہمراہ (۴) رفیق اِلٰہ

معرفت کے چار علم ہیں۔

(۱) عمل (۲) اعلیٰ (۳) عاقبت بخیر (۴) عفو

معرفت کے نور بھی چار ہیں۔

(۱) نور حضور (۲) مع اللہ (۳) ذکر مذکور (۴) وجود مغفور۔

قولہ تعالیٰ- لِیَغْفِرَلَکَ اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ ۝ اللہ تعالیٰ تیرے پہلے اور جو آخر میں ہوئے وہ سب گناہ بخش دے گا۔

معرفت کے چار مکان ہیں: (۱) مکان عیان (۲) مکان لاھوت (۳) مکان لامکان (۴) اور مکان فی فنا اللہ۔

عارف جو کچھ بھی دیکھتا ہے حضوری سے دیکھتا ہے اور جو کچھ بھی وہ کہتا ہے اس کا ہر سخن کنہ کن حضوری سے ہوتا ہے۔ وہ جو کچھ بھی سنتا ہے حضوری سے سنتا ہے عارف کی توجہ ہمیشہ قرب اِلٰہ سے ہوتی ہے اور دونوں جہان عارف کی قید میں ہوتے ہیں۔

معرفت شناخت اور پالینے کو کہتے ہیں جس نے پالیا اس نے دیکھ لیا جس نے دیکھ لیا اس نے اپنے آپ کو درمیان میں نہ رکھا۔

بیت

بے سر و چشم دیکھتا ہوں ہر دوام   بے زبان ہم سخن فقرش ہے تمام

اس مقام پر عارف قدرت نفس سے نفس کے ساتھ ہم سخن ہو جاتا ہے قدرت قلب سے قلب کے ساتھ قدرت روح سے روح کے ساتھ قدرت سر سے سر کے ساتھ قدرت نور سے نور کے ساتھ اور قدرت دم سے دم کے ساتھ (اہل روحانیوں) سے ہم سخن ہو جاتا ہے اس طرح نفس کو نفس سے الہام قلب کو قلب سے خبر' روح کو روح سے پیغام۔ سر کو سر سے اوہام وحدانیت ہونے لگتا ہے جب یہ حالت ہو جائے تو فقیر پر معرفت ختم ہو جاتی ہے اگر راہ فقر پر چلنے والوں کا ظاہر باطن قرب الٰہ سے اس قسم کا نہ ہوتا تو سلک سلوک پر عمل کرنے والے جملہ اولیاء اللہ سب کے سب گمراہ ہو جاتے۔

فقیر کے ظاہر و باطن میں اس کی رفاقت کیلئے مردہ تن زندہ جان شہداء کا لشکر۔ غوث قطب کا لشکر ابدال و اوتاد کا لشکر' فرشتوں جملہ موکلات' جنات کا لشکر' ارواح انبیاء اولیاء اللہ کا لشکر ہزاروں ہزار کروڑ بے شمار لشکر جن کو وہ چشم عیان سے دیکھ سکتا ہے موجود ہوتے ہیں جس سے فقیر شاہ جہاں پر بھی غالب ہوتا ہے جس فقیر کی نظر ہمیشہ روز قیامت حساب گاہ پر ہوتی ہے وہ بادشاہی مرتبہ اختیار نہیں کرتا آہ۔ آہ۔ آہ۔ جتنا کوئی عارف تر ہے اتنا ہی زیادہ عاجز تر ہے وہ کبھی خوف کی حالت میں ہوتا کبھی رجا امید کی حالت میں۔ قولہ تعالیٰ۔ وَلَقَدْ جِئْتُمُوْنَا فُرَادٰی كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ تحقیق آئے تم ہمارے پاس اکیلے ہی جیسا کہ ہم نے تم کو پیدا کیا پہلی بار۔ قولہ تعالیٰ۔ كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ○ ہر نفس نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔ قولہ تعالیٰ۔ فَفِرُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ ○ بھاگو طرف اللہ کی۔

یہ مراتب کشف الارواح القبور کے ہیں۔ (جن کے حصول کیلئے) نفسانی طالب نفس سے ذکر فکر کرتا ہے۔ قلبی طالب دوامی ذکر فکر سے نور حضور حاصل کر لیتا ہے روحی طالب غرق فنا فی اللہ ہو جاتا ہے اس کی نظر احوالات قبور پر ہوتی ہے سری طالب عین با عین نور با نور (ملاقات کرتا) ہے یہ ہیں مراتب عارف قادری باطن معمور کے۔ جو کوئی ان مراتب پر پہنچ جاتا ہے ان میں سے بعض کو "قم باذن اللہ" کہنے کا مقام حاصل ہو جاتا ہے جس سے روحانی قبر سے باہر نکل کر دست مصافحہ ملاقات کرتا ہے ماضی مستقبل کے احوالات کی حقیقت بیان کر دیتا ہے یہ جمعیت کے مراتب ہیں یعنی خطرات خلل سے باہر نکل آنا۔ بعض اولیاء اللہ کشف کے ان مراتب کو نجومی کے مراتب کہتے ہیں بعض اس مقام پر قم باذنی کہہ کر مردہ کو زندہ کر لیتے ہیں لیکن ایسا کہنا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں (کلمہ) کفر ہے۔ قم باذن اللہ اور قم باذنی کی اصل بنیاد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قرب دم سے ہے۔ یا یہ کہ حضرت موسیٰ کلیم اللہ کے دم سے ہے۔ یا یہ کہ حضرت خلیل اللہ کے دم سے ہے۔ یا یہ کہ حضرت اسماعیل ذبیح اللہ کے دم سے ہے یا یہ کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دم سے ہے جب جملہ تمام دم کسی ایک دم میں جمع ہو جاتے ہیں تو الا اللہ کی قدرت سے "وَنَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ" کی قوت حاصل ہو جاتی ہے۔

بیت

دم نہ باد نہ ہوا نہ نظر
دم تو ایک قدرت ہے حق کا امر

قولہ تعالیٰ۔ اِنِّیْ جَاعِلٌ "فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً" بے شک میں زمین میں اپنا خلیفہ بنانے والا ہوں۔

ایسے دم کے مراتب یہ ہیں کہ وہ رتبہ ہے روح کی تسبیح اور آواز۔ یہ صحیح انسان کے مراتب ہیں۔

ابیات

خود پسند بے خبراز حق مقام   جو مردہ کو زندہ کرے وہ مرد خام
کامل مردہ کو زندہ کرے درازل ابد   تا قیامت زندہ ہو وہ در لحد
باھو مردہ کو زندہ کرے بہر خدا   ہرگز نہیں مرتا جو دیکھے حق لقاء
باھو مردہ کو زندہ کرے باسم ذات   ہرگز نہیں مرتا مع اللہ با حیات

یہ مراتب عاشق فقیر عارف اہل نور کے ہیں۔ چنانچہ وجود مبارک محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ اللہ تعالیٰ کے نور سے ہے۔ جس سے تمام عالم پیدا اور ظاہر ہوا۔ انسان کی اصل نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔ عمل کے موافق نفس کو (نفس امارہ، نفس لوامہ، نفس ملہمہ، نفس مطمئنہ) کا خطاب مل جاتا ہے احوال کے موافق قلب کو (مہر یافتہ، منافق یا قلب سلیم، قلب منیب، قلب شہید) کا خطاب مل جاتا ہے وصال کے موافق روح کو (نفسی روح، حددی روح، امری روح، قدسی روح اور روح الامین) کا خطاب مل جاتا ہے۔

جب نفس، قلب، روح تینوں ایک ہو جاتے ہیں تو وجود نور ہو جاتا ہے اسی کو کامل انسان کہتے ہیں۔ الحدیث۔ اَلْعَقْلُ یَنَامُ فِی الْاِنْسَانِ ؕ عقل انسان کے اندر خوابیدہ ہے اَلْاِنْسَانُ مِرْاٰۃُ الرَّحْمٰنِ ؕ انسان رحمٰن کا آئینہ ہے۔

..جس کسی کی عقل مکمل طور پر بیدار ہو جاتی ہے وہ مشرف دیدار ہو جاتا ہے ایسا شخص بالیقین یا جمعیت یا اعتبار ہوتا ہے جس نے نہ دیکھا نہ پایا اس کیلئے وحشت سرگردانی بے قراری اور فرار کا مرتبہ ہوتا ہے۔ یہ مراتب موت سے بھی

سخت تر ہیں یا اللہ ہمیں اور جمیع مسلمانوں کو (سرگردانی کے ان مراتب) سے اپنی حفاظت و پناہ میں رکھنا' مردود اشتیاق اسی کو کہتے ہیں چنانچہ کبیرہ گناہ۔

جان لو! کہ ہزار مرشد خام (کی تلقین) سے کامل کی ایک نظر بہتر ہے۔ جو حضوری مجلس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں پہنچا دیتی ہے۔ خام اور بدعت کے طریقہ سے شیطان (کی دوستی حاصل ہوتی ہے) اور شریعت کا طریقہ قرب رحمان بخش دیتا ہے۔

کامل کی انتہا و نہایت کیا ہے؟ یہ کہ وہ ہمیشہ حضوری مشاہدہ معراج میں ہوتا ہے وہ دنیا و آخرت میں لایحتاج ہو جاتا ہے کامل کے ساتوں اعضاء نور ہو جاتے ہیں اسے توجہ حضور' قبور کا تصرف حاصل ہوتا ہے وہ تصور (اسم اللہ ذات) سے بدنظر اللہ منظور ہو جاتا ہے۔

ابیات

جان سے جو گزر گیا وہ ہو گیا فناء   جس نے جان جانان کو دی اسکو حاصل لقاء
گر نہ ہوتا دیکھنا رویت روا   خدا سے سب محروم رہتے اولیاء
جس نے دیکھا عیان وہ میری جان   عین بینا ہو گیا وہ در جہان

اللہ تعالیٰ کے دیدار کی لذت' معرفت اللہ کی لذت' قرب اللہ کی لذت' شوق اشتیاق کی لذت' ذکر فکر مراقبہ فنا فی اللہ بقا باللہ کی لذت' تصور نور کے تصرف اور الا اللہ کے تفکر کی لذت' الحدیث۔ تَفَكُّرُ السَّاعَةُ خَيْرٌ "مِنْ عِبَادَتِ الثَّقَلَيْنِ" ایک ساعت کا تفکر دونوں جہان کی عبادت سے بڑھ کر ہے اس قسم کے تفکر اور حضوری مشاہدہ دیدار انوار کی لذت (ہمیشہ) باقی رہنے والی ہے نفس اور دنیا کی لذت اگرچہ اپنے تصرف میں ملک سلیمانی لے آئے (سب) فانی ہے۔ پس مرد

وہی ہے جو كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَانٍ ○ وہ ہر روز ایک نئی شان میں ہوتا ہے کے مراتب۔ یا اس آیت کے مراتب پر نظر رکھے۔ قولہ تعالیٰ - يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِيْهِ وَاُمِّهٖ وَاَبِيْهِ وَصَاحِبَتِهٖ وَبَنِيْهِ ○ اس دن انسان اپنے بھائی اور اپنی ماں اور اپنے باپ اور اپنے صاحب اور اپنے بیٹے سے دور بھاگے گا۔

اس قسم کا ناظر عارف ہمیشہ روتا رہتا ہے۔ کبھی کبھار ہنستا ہے کامل مرشد طالب اللہ کو اول ان میں سے ہر ایک لذت کا تصرف حاضرات اسم اللہ ذات کے ذریعے کھول کر دکھا دیتا ہے۔ جس سے طالب اللہ کے دل میں کوئی افسوس و غم باقی نہیں رہتا۔ وہ فقیر غنی اور لایحتاج ہو جاتا ہے ہشت ہزاری امراء اور بادشاہوں کو دنیا اور بادشاہی کی لذت معرفت اور قرب الٰہی سے باز رکھتی ہے بادشاہ تو ابراہیم ادہم رحمتہ اللہ علیہ جیسا ہونا چاہیے۔ جنہوں نے بادشاہی ترک کر کے یکبارگی قرب معرفت فقر تمام حاصل کر لیا اور دوبارہ بادشاہی کی طرف نہیں دیکھا۔ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - تَرْكُ الدُّنْيَا رَاسُ كُلِّ عِبَادَةٍ وَحُبُّ الدُّنْيَا رَاسُ كُلِّ خَطِيْئَةٍ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ترک دنیا کل عبادتوں کی بنیاد ہے اور دنیا کی محبت کل خطاؤں کی جڑ ہے۔ وہ لوگ جو عبادت (ظاہری) حق کو چھوڑ کر باطل دنیا خطرات (سے پر) کے ساتھ اخلاص اختیار کرتے ہیں وہ مومن مسلمان کیسے ہو سکتے ہیں۔ وہ تو ڈھور ڈانگر سے بھی بدتر ہیں۔

کامل مرشد پر عین فرض ہے۔ کہ طالب مرید جو تصرف بھی چاہے اس کو عطا کر دے مرشد سلطان العارفین بایزید رحمتہ اللہ علیہ کی مثل بخشش کرنے والا ہونا چاہیے تا کہ طالب یقین سے بہرہ ور ہو کر باجمیت ہو جائے۔

بیت

طالب حق طلب کر حق وحدت فقر
باطل طالب مانگتا ہے سیم و زر

سن لو! کہ حضوری راہ کی ابتداء قرب اللہ کی معرفت ہے اور بے حضوری ہر راستہ راہزن فتنہ اور گناہ ہے جس میں دنیا کی محبت سے دل سیاہ ہو جاتا ہے روضہ خانقاہ اس کی عمارت کے درودیوار اور باغیچہ (کی محبت) توحید اور مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے دور کر دیتی ہے فقیر اس کو نہیں کہتے ہیں جو عزو جاہ کی طلب میں ہو۔ جو روضہ خانقاہ کی عمارت (سنوارنے میں معروف رہے) جو سجادہ نشینی پر (فخر) کرنے والا ہو اور جو اپنے آپ کو ہمیشہ کیلئے زندہ سمجھے۔ بلکہ فقیر وہ ہے جو حیات میں ہی مرتبہ ممات سے نجات حاصل کر لے۔ فنا فی اللہ ذات کے مراتب میں نور بانور ہو جائے۔ فقیر علم محمدی صلی اللہ علیہ وسلم نور کا مطالعہ کرتا ہے اور عالم نور حضوری توحید کا مطالعہ کرنے والا ہوتا ہے جب وہ اس علم نور کو (اللہ تعالیٰ) سے دور مدور پڑھتا ہے تو اس کو حافظ ربانی کہتے ہیں اور جو کوئی (علم نور) کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے دور مدور پڑھتا ہے اس کو حافظ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم عالم حقانی کہتے ہیں اس قسم کا فقیر (شریعت) میں قدم بر قدم محمد صلی اللہ علیہ وسلم چلتا ہے وہ دم بادم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہو جاتا ہے وہ نفس با نفس قلب با قلب' روح با روح' نور با نور اور حضور با حضور محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہو جاتا ہے۔ اس قسم کا نظارہ کرنے والا عارف محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے یک وجود ہو کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی جان فدا کر دیتا ہے ایسے فقیر کو قبر' حجرہ او نفس کی کیا حاجت ہو سکتی ہے جو کوئی ان صفات کا حامل ہو کر محمد مصطفیٰ صلی اللہ

علیہ وسلم کے (قدموں) کی خاک بوسی کرتا ہے وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا یار بن جاتا ہے۔

طالبوں کا ہر مطالب بالقاء

الحدیث: مَنْ لَهُ الْمَوْلٰی فَلَهُ الْکُلّ "جس کا مولیٰ (اللہ) ہے سب کچھ اسی کا ہے۔ اہل حیاء یار ہے اور بے حیاء اغیار ہے۔

علم با معرفت یار ہے اور جاہل بے معرفت اغیار ہے۔ دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم یار ہے اور کافر کاذب دشمن دنیا کا پجاری اغیار ہے قلب و روح یار ہے نفس ہوا اغیار ہے۔

دوست اور دشمن کی پہچان عاجزی اور آزمائش کے وقت دستگیری سے کی جاتی ہے زبانی اور نانی (کھانے پینے والے مطلب پرست) کا کیا اعتبار؟ دوست جانی و ربانی (بے لوث) ہونا چاہیے۔ جو کہ ایک وجود ہمدم اور ہمدرد شعار ہونا چاہیے۔ یار اور ہوتا ہے اغیار اور۔ گلزار اور چیز ہے اور خار اور۔ عمر ریت کی طرح ہے اور وجود شیشے کے (برتن) کی شکل ہے اور دم اس میں آمد و رفت کا ذریعہ ہے ان مراتب میں چشم (باطن) کو چشم (ظاہر تصور نور) سے کھولتے ہیں اور ایسا اسی وقت ہوتا ہے جب کوئی چشم کے اس معما کو چشم باطن کھول کر دیکھ لیتا ہے یہ ایمان کی ایک رمز ہے جس کو اولیاء اللہ ہی جانتے ہیں۔

ابیات

خاک پا سے تیری آنکھیں ہیں گراں　　منفعل ہوں جتیوں سے ہر ساعت رہت ہے ملال
باھو ہر ایک کو میں جانتا ہوں آگاہ　　کوئی حاجت ہی نہیں کامل ہوں راز راہ

آخر فقر کل کی ابتداء و انتہا کیا ہے؟ یعنی (زہد) و بندگی کے بغیر ایک ساعت میں تمامیت حاصل کرنا۔ جو کوئی بھی تیری حاجت ہے کامل فقیر درویش سے طلب کر طالب کی نگاہ قرب اللہ پر ہونی چاہیے نہ کہ مرشد کے نیک و بد افعال پر نظر نگاہ مرشد اہل دوکان کی طرح ہوتا ہے گاہک کو تو سودا چاہیے۔ اس نے دوکاندار کے کفر اسلام سے کیا لینا ہے۔ حضرت علی المرتضیٰؓ سے مروی ہے کہ اَلْحِکْمَۃُ ضَالَّۃِ الْمُؤْمِنْ فَیَطْلُبُھَا وَلَوْ کَانَتْ عِنْدَ الْکَافِرِ۔ حکمت مومن کا گمشدہ سرمایہ ہے پس اسے طلب کرنا چاہیے خواہ وہ کافر کے پاس ہی کیوں نہ ہو۔

جس مرشد کی طرف مخلوقات کا رجوع (بہت زیادہ ہو) اور وہ دنیا اور نفس کا (قیدی ہو) شیطان اس پر غالب ہو۔ اس کا طالب بھی گناہوں کا اسیر ہو کر (اپنے اور مرشد دونوں کیلئے) شرمندگی کا باعث بن جائے گا۔

ابیات

طالب وہ ہے جس کی جان و دل صنعاء   پیر مرشد ایک ہو نہ جا بجا

در بدر جانا کتوں کا کام ہے۔

جو طالب بے اعتقاد بے نصیب بے جمعیت پریشان ہو اس کا کیا علاج ہے؟ اس قسم کے طالب کا علاج یہ ہے کہ اول اسے دنیا کے تصرف میں غرق کر دیا جائے (تا کہ اس کا نفس خواہشات دنیا سے سرد) اور مردار ہو جائے تو مثل مردہ طالب مردار کو غسل دے کر پاک کر دیتا اور معرفت دیدار میں (محو) کر دے۔ جو مرشد اس قسم کی توفیق نہیں رکھتا۔ اسے راہ فقر کی تحقیق ہی حاصل نہیں۔ مرشد عقدہ کشاء ہونا چاہیے طالب کا اعتقاد پختہ ہو جائے تو طالب کے جو مطلب مطالب میں مرشد ایک لحظہ میں اس کو دکھا دے۔ ہمیں یقین ہے کہ ایسا مرشد

طالب کو جمعیت کی ایک قوت روزانہ اس طرح عطا کرتا رہتا ہے جس سے طالب کبھی بھی بے اعتقاد نہیں ہوتا۔

ابیات

بردر درویش جا ہر صبح و شام   تاکہ حاصل ہوں تیرے مطلب تمام
گروہ مانگے سرتو اس کو سر بھی دے   جو بھی تیرے پاس ہے سب اسکو دے
گنج بخشی کردے (مرشد) فضل وعطا   ہو نصیب طالبان وحدت خدا

مرشد تو شہباز ہوتا ہے یہ ناقص گدہ کیسے مرشد ہو سکتے ہیں؟ جو بدعتی اور لومڑی جیسے (مکار پارسا) ہیں۔ الحدیث۔ خُذْ مَا صَفٰی وَدَعْ مَاکَدَرْ جو پاک صاف ہے وہ لے لے اور جو گدلا ہے اس کو چھوڑ دے۔

شرح

دل وقلب، روح وسر، نفس وشیطان

یہ تمام طالب کے وجود میں اس طرح ملے ہوئے ہیں جس طرح جسم میں خون دم اور جان آپس میں ملے جلے ہیں۔ معلوم رہے کہ آدمی کا وجود دودھ کی مثل ہے دودھ، چھاچھ، مکھن اور گھی سب دودھ میں موجود ہیں۔ (پس اسی طرح وجود میں نفس، قلب، روح سر) موجود ہیں۔ کامل مرشد ہر ایک کے احوالات کو حل کر کے ہر ایک کو علیحدہ علیحدہ دکھا دیتا ہے۔ جس سے ہر ایک زبان کھول کر (بولنے لگتا) ہے۔ مطلب یہ کہ وجود میں نفس بادشاہ اور شیطان اس کا وزیر ہے۔ نفس اور شیطان میں اس طرح جدائی ڈالنا چاہیے کہ شیطان وجود میں دوبارہ داخل نہ ہو سکے جب نفس شیطان سے علیحدہ ہو جاتا ہے تو اسی دم (طالب)

اولیاء اللہ کے مرتبہ کو پہنچ جاتا اور خدا تعالیٰ کی معرفت کو پا لیتا ہے۔ ناظر مرشد توجہ سے ہی (حضوری) میں حاضر کر دیتا ہے۔

بیت

فرض سنت (مرشد) سے کر طلب　　اہل بدعت مرشد تو ہے بس کلب

ماسویٰ اللہ جو بھی نقش نقاش تیرے دل پر موجود ہیں ان کو کھرچ ڈال اور اسم اللہ' اسم للہ' اسم لہٗ" اسم ھوٗ اسم محمد سرور کائنات کے اسم کو رقم رقوم کر لے۔ چنانچہ حرف سطر سیاہی کاغذ (کی تحریر) معلوم ہونے لگے نہ کاغذ از حرف جدا نہ حرف از کاغذ جدا۔ اسی قسم کی حالت اسم اللہ ذات اور طالب کے وجود کی ہونا چاہیے۔ طالب ایسا یکتا ہو جائے جیسا کہ پانی اور دودھ یا یہ کہ طعام میں نمک یا یہ کہ آگ میں لوہا یا یہ کہ جسم میں جان یا یہ کہ کٹھالی میں زر (پگھل کر ایک ہو جاتا ہے) اسی قسم کے مراتب صاحب تصور اسم اللہ ذات کو مشق مرقوم بالتفکر سے حاصل ہوتے ہیں مطلب یہ کہ روئے زمین پر جتنے بھی علمائے عامل و فقیر کامل اور فرشتے جن و انس عابد زاہد حضرت آدم علیہ السلام سے روز قیامت تک ہوں گے سب کی ظاہری باطنی عبادت اور ان کے اعمال کا ثواب یکجا جمع کریں تو بھی تصور اسم اللہ ذات کی بالتفکر مشق وجودیہ مرقوم کرنے والے کا مرتبہ عبادت الثقلین سے بڑھ کر ہوگا۔

قولہ تعالیٰ۔ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ ٥ اَیْ لِيَعْرِفُوْنَ ط اور ہم نے جن و انس کو نہیں بنایا سوائے اس کے کہ وہ اللہ کی عبادت کریں۔ (نیز یہ کہ اس کی پہچان کریں)

تفکر سے معرفت حاصل کرنا جملہ عبادات کا مجموعہ ہے قَالَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ

وَالسَّلَام - تَفَكُّرُ سَاعَةٍ خَيْرٌ مِّنْ عِبَادَةِ الثَّقَلَيْنِ - ایک گھڑی کا تفکر دونوں جہان کی عبادت سے بڑھ کر ہے۔

تفکر تین قسم کا ہے: تفکر مبتدی ستر سال کی عبادت (کے ثواب) کے برابر ہوتا ہے۔ متوسط تفکر ہزار سال کی عبادت کے (ثواب) کے برابر ہوتا ہے منتہی کا تفکر جن وانس کی (جملہ) عبادت کے برابر درجہ رکھتا ہے اس قسم کے تفکر میں حضوری (تصور سے متوجہ ہو کر) تجلی انوار کا مشاہدہ کرتے ہیں اور غرق فنا فی اللہ ہو کر مشرف دیدار ہو جاتے ہیں۔ طبقات آسمان کے درجات کی (سیر کرنے والے) تفکر (کی ابتدا کو بھی) نہیں پہنچ سکتے۔

شرح اسم اللہ ذات وشرح اسم محمد سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

اگر روئے زمین کے سب دریا اور آسمان سے برسنے والی بارانی رحمت کا پانی سیاہی بن جائے اور زمین کاغذ ہو جائے اور تمام درخت اور گھاس قلم بن جائیں جن وانس اور اٹھارہ ہزار عالم کی کل مخلوقات کاتب بن کر قیامت تک لکھتے رہیں تو بھی اسم اللہ ذات کی مشق مرقوم وجودیہ کا ثواب تحریر نہیں کر سکتے۔ ان مراتب کی قدر اس وقت معلوم ہوتی ہے جب کامل مرشد اسم اللہ ذات سے توحید کی معرفت کھول دیتا ہے اور طالب اسم اللہ ذات سے لاھوت لامکان میں داخل ہو کر بینا ہو جاتا ہے۔

بیت

جسم کو اسم میں کر ایسے پنہاں جیسے کہ الف ہے بسم میں پنہاں

قولہ تعالیٰ: قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمَاتِ رَبِّيْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمَاتُ رَبِّيْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا ۝ کہہ دیجئے کہ میرے پروردگار کے کلمات

کلمات ربی فارمولاز) لکھنے کیلئے تمام سمندر سیاہی بن جائیں تو پیشتر اس کے کلمات ربی ختم ہوں۔ سمندر ختم ہو جائیں گے خواہ اس طرح کے کئی اور سمندر بھی (بطور سیاہی) استعمال کئے جائیں۔

جو کوئی اسم اللہ پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ کا اسم اس کے ساتھ ہمیشہ رہتا ہے کامل مرشد کیلئے کیمیاء اکسیر کا ہر تصرف اور قرب اللہ کی حضوری سے روشن ضمیر ہونے کا تصرف اور توجہ کی حکمت سے امیر ہونا آسان کام ہے کچھ بھی مشکل و دشوار نہیں چنانچہ سیماب کیمیا اکسیر کے عامل بغیر کشتہ نہیں ہوتا اور نہ ہی کھانے کے لائق ہوتا ہے جب کہ ہزاراں ہزار مہوس (کیمیا اکسیر کی طلب میں) خانہ خراب ہو کر کیمیا اکسیر کے ہر عمل سے محروم رہتے ہیں اسی طرح فقیر کامل نہیں ہوتا جب تک کہ مکمل مرشد اس کی دستگیری نہ کرے۔ اگرچہ مخلوقات میں اس کے معظم مخدوم ہونے کا شور و غوغا ہی کیوں نہ ہو۔

ابیات

عامل ہوا کامل ہوا اکمل ہوا ہو گیا گر غوث و قطب سراسر ہوا
راہ فقر ہے دوسرا قرب و حضور ذات با ذات ہے نور با نور

جس منزل مقام پر بھی تو پہنچنا چاہتا ہے وہ سب (خام) ہیں۔ اگر تو پانی پر چلے گا تو تنکا ہے اگر ہوا میں اڑنے لگے گا تو یہ مکھی کا (مقام) ہے اس قسم کے سب مراتب بازی گری ہیں جو فقر فخر محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے بعید مطلق حجاب اور معرفت توحید سے دور ہیں کامل فقیر توجہ سے ہی ہر دو جہان پلک جھپکنے میں طے کر کے اپنی مٹھی میں لے آتا ہے اور کونین کا تماشہ پشت ناخن پر کرنے لگتا ہے ایسے (کامل) کو کچھ پڑھنے (وظیفہ کرنے) اور اپنے ہاتھ کی تین انگلیوں میں

(تعویذات) لکھنے کیلئے قلم پکڑنے کی کیا ضرورت ہے؟ یہ مراتب حاصل کرنا بھی آسان تر ہیں۔ کچھ بھی مشکل و دشوار نہیں۔ یہ بھی بازیگری کے مراتب ہیں ان کو خرید نہ کر اگر ایسا کرے گا تو گاؤخر (کی مثال ہو جائے گا)

پس اللہ تعالیٰ کی معرفت اور توحید جو مطلق قرب الہٰ کی حضوری ہے کو کس علم سے حاصل کر سکتے ہیں؟

تصور نور کیا ہے؟ اور یہ کیسے حاصل ہوتا ہے؟ (تصور نور) جامع مرشد سے طلب کرنا چاہیے ایسا مرشد اسم اللہ ذات کے تصور سے (نور) حضور دکھا دیتا ہے وہ کس طرح دیکھتا ہے؟ وہ کس طرح حاصل کرتا ہے؟ وہ کس چیز سے شناخت کرتا ہے؟ وہ آنکھوں سے دیکھتا عنایت سے حاصل کرتا اور ولایت کی پہچان کر لیتا ہے۔ جو مطلق ہدایت ہے جس کی نہ گنتی کی جا سکتی ہے نہ شمار نہ ہی یہ وہم و فہم میں آ سکتا ہے۔ وہ ایسا مکان ہے جو کوئی اس میں پہنچ جاتا ہے بے جان ہو کر چشم نور کے ذریعہ (حضوری) نور سے مشرف ہو جاتا ہے۔

کیا تو جانتا ہے کہ انسان کو عبادت (عبودیت اختیار کرنے) کیلئے پیدا کیا گیا ہے جس سے وہ ہمیشہ آزمائش میں رہتا ہے نہ تو اسے نفس پروری اور دنیاوی آسائش اور حصول لذات کیلئے اور نہ ہی روزی معاش کے پیچھے بھاگنے عیش و عشرت اور کھانے پینے کیلئے پیدا کیا گیا ہے یہ ہوس ہے اس کو دل سے کھرچ ڈال یہ شیطانی حیلہ اور حجت ہے اس کو چھوڑ دے اور اپنا رخ معرفت مولیٰ کی طرف کر لے قولہ تعالیٰ - اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ○ میں نے یک سو ہو کر زمین و آسان کو پیدا کرنے والے (رب کی طرف) اپنا رُخ کیا اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔

ابیات

اپنا چہرہ لایا ہوں میں روبرو   نحن اقرب یاد ہے مجھے نحن تو
نحن سے الہام ہے رحمت کرم   وحدت حاصل کرلی ہے اب کیسا غم

عارف صاحب نظر کیلئے بلند تر، عظیم تر مقام کونسا ہے؟ یہ کہ وہ طالب اللہ کو ایک ہی نگاہ سے طرفہ زد میں فقر و ہدایت تمام بخش دیتا ہے یہ بھی نور حضور کا تصور ہی ہے۔

آخر تصور کی ابتداء کیا ہے؟ متوسط تصور کیا ہے؟ اور تصور کی انتہا کیا ہے؟ (ابتدائی تصور) یہ ہے کہ تصور کی توفیق سے جس طرف بھی متوجہ ہوتے ہیں تصور بالتحقیق وہاں پہنچا دیتا ہے یہی تصور اگر خدا تعالیٰ کی ذات غیب الغیب پر کیا جائے تو بے شک حضوری میں پہنچا دیتا ہے یا یہ کہ ایسے تصور سے خدا تعالیٰ صاحب تصور پر مہربان ہو جاتا ہے۔

(متوسط تصور یہ ہے) کہ صاحب تصور کو قرب اللہ کی حضوری حاصل ہو جاتی ہے ایسے صاحب تصور کو کسی طریقہ (سلک سلوک) اختیار کرنے کی کوئی ضرورت نہیں رہتی اور نہ ہی طریق راہ کی راہزن آفات کا اسے خطرہ ہوتا ہے آہ- آہ- آ- اے ناقص احمق (طالب) تو مرشد سے ناظرات حاضرات نظر نگاہ کا (منتہی تصور) طلب کر۔ اس قسم کے تصور میں کسی شخص کی باطنی صورت کو اپنے تصرف میں لا کر خواب میں یا مراقبہ میں یا استخارہ میں یا باعیان نظارہ کرتے ہوئے اس کے باطن سے تعلیم یا تلقین حاصل کرتے ہیں۔ جس سے بعد ازاں یہ باطنی تصرف ظاہری تصرف بن جاتا ہے معلوم ہوا کہ صاحب تصور سے ہر قسم کے حجابات اٹھا دیتا ہے وہی (مرشد) اعتبار کے قابل ہے۔

شرح یقین

یقین ایک علم ہے (علم الیقین) کیونکہ عالم ہی بالیقین ہوتا ہے جب کہ جاہل (بے یقین) بے دین ہوتا ہے علم یقین تین قسم کا ہے اور اس کے تین نام ہیں۔

(۱) علم الیقین: جس سے علماء علم سے یقین حاصل کرتے ہیں۔

(۲) دوم علم عین الیقین: یہ مجذوب کا مرتبہ ہے کہ وہ عین بعین (تجلیات) کا مشاہدہ کرکے اپنی جان و جسم سے بے خبر ہو جاتے ہیں زیر زبر کا تماشہ تو وہ کرتے ہیں مگر اپنے آپ سے بے خبر ہوتے ہیں۔

(۳) سوم علم حق الیقین: یہ مرتبہ محبوب کا ہے مرغوب عجائب جس سے طالب اپنے ہر مطلوب کو حق سے پالیتا ہے وہ حق سے بحق پہنچ جاتا ہے وہ حق سے حق کو دیکھتا ہے اور اپنے آپ کو درمیان میں نہیں رکھتا اپنے آپ کو (حق) میں فنا کرلیتا ہے۔

کامل مرشد ایک آزمائش ہے۔ جو طالب کی جمعیت کیلئے اس کا امتحان کرتا ہے وہ طالب مرید کو حاضرات اسم اللہ ذات ہے جو کوئی حیات ممات کی (ارواح) ہیں جن انسان اور فرشتے ہیں ان کو مسخر کرکے ان کے احوالات کا مشاہدہ کروا دیتا ہے اور ہر ایک (اسم) کی تجلیات دکھا دیتا ہے۔ جس کے بعد طالب مرید کو یقین کا صحیح مرتبہ حاصل ہو جاتا ہے "المرید لایرید" مرید (صادق) کبھی رد نہیں کیا جاتا (اسی کو کہتے ہیں)

جس کسی کو معرفت اللہ ملی فقیر سے عطا ہوئی۔ جس کسی کو کوئی خزانہ ملا فقیر سے ہی ملا اس نے فقیر کو ہی اپنا رفیق بنالیا۔

فقر اور فقیر کے درمیان کیا فرق ہے؟ فقر کے صاحب مرتبہ کو ہمیشہ حضوری

مشاہدہ کا ذائقہ حاصل ہوتا ہے جب کہ فقیر کو ہمیشہ فاقہ سے مجاہدہ کرنا پڑتا ہے جو اس کی حیات ہے تمام امت کو حیاء و حیاتی اور حب حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل ہوتی ہے۔ اسی کو ہمہ اوست در مغز و پوست (وحدت المقصود) کہتے ہیں جو کوئی حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حیات نہ جانے اور ممات کہے۔ اس کے منہ میں خاک وہ دنیا و آخرت میں روسیاہ ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے محروم رہے گا وہ منافق کاذب حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی نہیں ہے الحدیث۔ اَلْکَذَّابُ لَیْسَ مِنْ اُمَّتِیْ "جھوٹا میرا امتی نہیں ہے۔

ایسے شخص علم تصوف کے اس طریقہ سے بے خبر ہوتے ہیں اسی لئے انکو زندیق کہا جاتا ہے کیونکہ انبیاء اولیاء اللہ کی موت مشاہدہ حضوری معراج کا مرتبہ رکھتی ہے کہ انبیاء اولیاء اللہ کو موت میں ہی سیر اور درجات کی ترقی ہوتی ہے ان کو دائمی حیات حاصل ہوتی ہے اور وہ دونوں جہانوں میں زندہ ہوتے ہیں۔ (یہ زندگی انکو) عبد اور رب دونوں جانب کے (تعلق) سے حاصل ہوتی ہے۔

جو کوئی اخلاص اور یقین کے ساتھ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یاد کرتا اور فریاد کرتا ہے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (غریب) کی مدد فرمائیں تو حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم اصحابہ رضوان اللہ علیہ کے لشکر اور امام حسنؓ و امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ اسی دم تشریف لے آتے ہیں چشم بینا رکھنے والا کھلی آنکھوں سے زیارت کر لیتا ہے اپنا سر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں پر دھر دیتا ہے آپ کے پاؤں مبارک کی خاک اپنی آنکھوں کا سرمہ بنا لیتا ہے اگر بے اخلاص اور بے یقین آدمی شب و روز دوگانہ ادا کرتا رہے تو وہ اپنی ذات کیلئے خود ہی حجاب بن جاتا ہے کامل مرشد باطنی توفیق کے طریقہ سے مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی حضوری میں پہنچا دیتا ہے اس حقیقت کو مردہ دل احمق کیسے جان سکتا ہے۔ اگرچہ وہ تمام عمر (کتابی) علم کے مطالعہ میں مصروف

رہے۔

جان لو! کہ مردود اور مرتد طالب جو کسی حال میں بھی اس بات پر یقین نہ کرے اور پیر مرشد کے کہنے پر بھی معرفت اللہ وصال اور حضوری جمال پر اعتبار نہ کرے تو ایسے مردود اور مرتد طالب کی بیماری اور مرض کا کیا علاج ہے؟ ایسے بے یقین بے دین کی بیماری کی شفاء حضوری سے مشرف لقاء با خدا ہونے میں ہے اگر وہ یقین کے ساتھ دیکھے گا تو اپنے حال پر قائم رہ کر صاحب وصال ہو جائے گا ورنہ جذب خوردہ ہو کر معرض زوال یا طلب دنیا یا زن مرید یا نفس پرست یا خودنمائی میں مبتلا ہو جائے گا۔

راہ فقر میں وہی شخص قدم رکھتا ہے جو اپنے پیر و مرشد کو اپنا وسیلہ اور یقین کو اپنا توشہ بنالیتا ہے پیر مرشد اپنے طالب مرید کی ہوشیار رہ کر نگہبانی کرتا ہے جیسا کہ ماں اپنے شیر خوار بچے کی نگہبانی کرتی ہے اور ہمیں یہ بھی یقین ہے کہ بچہ بچہ ہی ہوتا ہے خواہ وہ نبی ہی کیوں نہ ہو۔ جس کسی کو اس راہ میں درد نہیں وہ مرد نہیں۔ قال علیہ السلام – طَالِبُ الدُّنْیَا مُخَنَّثٌ" وَ طَالِبُ الْعُقْبٰی مُؤَنَّثٌ" وَطَالِبُ الْمَوْلٰی مُذَکَّرٌ" حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا طالب دنیا مخنث ہے طالب عقبیٰ مونث ہے اور طالب مولیٰ (ہی) مذکر ہے۔

طالب مرید قادری جب سات روز کیلئے کلمہ طیب لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کا ذکر کرتا اور دل پر ضرب لگاتا ہے۔ تو اس ذاکر کے ساتوں اعضاء از سرتا قدم نور ہو جاتے ہیں اور ایک ہفتہ کے بعد اس پر حضوری مشاہدہ کھل جاتا ہے۔

بیت

مدعی طالبان شیطان صفت　　در شکایت با حکایت معرفت

علم دعوت

کامل مرشد اول جو علم طالب کو تعلیم تلقین کرتا ہے وہ علم دعوت ہے جس سے اس کے تمام مطالب پورے ہو جاتے ہیں کیونکہ علم دعوت طالب کیلئے عین نما اور ہر مشکل کو حل کرنے والا ہے۔ علم دعوت غالب امیر ہے جو جمعیت بخش دیتا ہے جو کوئی علم دعوت پڑھتا ہے اور منطق معانی میں آتا ہے تو کل مخلوقات زبان کھول کر اس سے ہم سخن ہو جاتی ہے اگر وہ جنگل میں جاتا ہے تو زمین سے بوٹی کہنے لگتی ہے اے ولی اللہ مجھے اپنے ہمراہ لے جاؤ کیونکہ میں کیمیا اکسیر بوٹی ہوں اگر تانبے کو (چرخ دے کر) مجھے اس پر طرح کیا جائے تو زر سرخ بنا دیتی ہوں اگر وہ قرآن مجید کی تلاوت کرتا ہے تو اسم اعظم آواز دے کر کہتا ہے۔ اے ولی اللہ ! میرا ورد کرنا کہ تیرے تمام مطالب پورے ہو جائیں کیونکہ میں جمعیت کل ہوں اور جمعۃ المبارک کے روز نیک ساعت آواز دیتی ہے کہ اس گھڑی کنہ کن سے جو سخن بھی کیا جائے گا وہ قبول ہو گا۔ جب وہ کسی پہاڑ پر جاتا ہے تو سنگریزوں سے آواز آتی ہے کہ اے ولی اللہ! میں سنگ پارس ہوں۔ پتھروں میں رہنا مجھے درکار نہیں۔ مجھے اٹھا لے اور لوہے کو چھو دے اس طرح لوہا سونا ہو جائے گا۔

جو کوئی اس قسم کا علم دعوت تصور حضور سے قبور پر قرآن مجید پڑھنا نہیں جانتا وہ شخص احمق ہے کہ علم دعوت پڑھتا ہے صاحب دعوت لایحتاج ہوتا ہے اور دونوں جہان اس کی قید میں ہوتے ہیں علم دعوت کامل کیلئے معراج اور ناقص کیلئے استدراج ہے جو کوئی چاہے غیبی خزانوں کی عنایت اور لاریبی معرفت ہدایت کامل مرشد سے طلب کرے۔ کامل مرشد کو کس چیز سے شناخت کر سکتے ہیں؟ ایسا مرشد نظر کی توجہ سے حضوری میں پہنچا دیتا ہے اور تفکر کے تصرف سے واپس بھی

لے آتا ہے وہ نہ تو زبان سے کچھ کہتا ہے اور نہ ہی کچھ پڑھتا ہے یہ بھی خاموشی کی ایک قسم ہے بعض لوگوں کی خاموشی مکر کی بنا پر ہوتی ہے ایسے مکر والے کا مراقبہ مردود ہوتا ہے یعنی اس کی بنیاد خطرات پر ہوتی ہے جبکہ اہل معرفت کا مراقبہ محمود ہوتا ہے یعنی اس کی (بنیاد) ذات کے ساتھ وصل پر ہوتی ہے۔

اس راہ میں (باطنی) آنکھ ہونا چاہیے چشم ہی چشم کو کھولتی اور چشم ہی عین کو کھولتی ہے یہ وہ عین ہے جس سے عُفُوْ لَاتَحْزَنْ وَلَا تَخَفْ نہ حزن کر نہ خوف کھا جو سر عنایت ہے عاشقوں کو ہدایت لانہایت سے حاصل ہو جاتی ہے اور جو کوئی اپنے آپ کو (فنا) فی اللہ تک پہنچا لیتا ہے اسے ہدایت اور ہدایت بھی یاد نہیں رہتی زاہد تو دوزخ کے خوف سے رنجور رہتا ہے عاشق ہمیشہ اشتیاق میں مسرور رہتا ہے عالم اپنے علم پر مغرور ہوتا ہے اور فقیر نور حضور میں غرق رہتا ہے یہ اس عالم فاضل کیلئے توحید (کی راہ) ہے جس نے علماء سے تحصیل علم تمام کر لی ہے اس جگہ وہی پہنچتا ہے جس پر کوئی کامل فقیر ولی اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے اس کے ظاہر و باطن پر توجہ کرتا ہے۔

پس معلوم ہوا کہ ولی اللہ فقیر علماء کیلئے فیض و فضل بخش ہوتا ہے جب کہ (بعض) علماء فقیر کو دیکھ کر غضب و غصہ میں آ جاتے ہیں اور حسد کی وجہ سے اس کو دیکھنا بھی پسند نہیں کرتے اگرچہ فقیر صاحب علم و حلم اور نص و حدیث کا بیان ہی کیوں نہ کرتا ہو۔ اس میں حکمت یہ ہے کہ علماء کہتے ہیں ہم موج دریا ہیں نہ تو خدا ہیں نہ ہی خدا سے جدا فقراء کا کہنا ہے کہ ہماری (ذات) موجود نہیں۔ ہم دریا ہیں با خدا ہیں اور (کبھی بھی کسی حال میں) خدا سے جدا نہیں ہوتے۔ پس علماء اور فقراء دونوں حق پر ہیں۔ کیونکہ ابتداء میں علماء ہوتے ہیں انتہا میں اولیاء اللہ بے علم کوئی شخص خدا رسیدہ نہیں ہو سکتا اے جاہل احمق بے حیا جاہل اسے کہا جاتا ہے جو کسی بھی چیز کو اللہ تعالیٰ سے بہتر جانتا ہے۔

ابیات

غرق ہوں توحید میں در ذات نور   گم ہوا تو ہو گئی شہرت ظہور
چھپا لے اپنے آپ کو ہو خلق پوش   عارف کبھی ہوتے نہیں ہیں خود فروش

فقیر کے سر پر اللہ تعالیٰ کا نام ہے اسم اللہ کی عظمت اور عزت کی وجہ سے فقیر کی عزت کو مدنظر رکھا کر خواہ تو اسم فقر کی صورت کو مٹی کی دیوار پر لکھا ہوا دیکھے۔

علماء کے سر پر علم کا نام ہوتا ہے علم اسم اللہ ذات کو جاننے اور حاصل کرنے کو کہتے ہیں قرآن مجید کی پہلی آیت جو نازل ہوئی قولہ تعالیٰ۔ اِقْرَاءْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ٥ پڑھ اپنے رب کے نام سے جس نے (ہر ایک کو) پیدا کیا۔ یہ آیت بھی اسم اللہ کے متعلق ہے (اور قرآن کی ابتداء) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے کی گئی ہے یہ بھی اسم اللہ ہے پس معلوم ہوا کہ تمام قرآن مجید اسم اللہ کی شرح وتفسیر ہے جو کوئی (اسم اللہ) کو کن کی کنہہ سے پڑھتا ہے اس سے کوئی علم مخفی و پوشیدہ نہیں ہے۔

ہمیں یہ بھی یقین ہے کہ کامل فقیر کیلئے تمام عالم کو یکبارگی نظری توجہ کی توفیق سے باطن میں تحقیق کروانا اور الا اللہ کی معرفت سے توحید وحضوری میں داخل کرنا اور مجلس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں پہنچا دینا آسان کام ہے لیکن حضوری معرفت قرب با جمعیت گنج ولایت ہدایت اور خزائن اللہ کو کم حوصلہ خام طالب ناتمام مرید کیلئے اپنے وجود میں سنبھال کر رکھنا بہت مشکل اور دشوار ہے کیونکہ خام ناتمام وجود (مٹی) کے کچے برتن کی طرح ٹوٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہوجاتا ہے اسی لئے کامل مرشد پہلے نظری توجہ سے طالب کے وجود کو پختہ کرتا ہے پھر طالب مرید کو حضوری میں پہنچاتا ہے تاکہ وہ سلامتی کے ساتھ اپنے خال

پر قائم رہے۔

بیت

اگر کسی کی خوشی کا باعث ہے تو اس کا فرزند ہے
اگر ماں باپ کے غم کا سبب ہے تو وہ بھی فرزند ہے

قیل و قال گفت و شنید کا علم حجاب اکبر ہے جو معبود کی معرفت سے باز رکھتا ہے اور تکبر میں مبتلا کر دیتا ہے وجود میں نفس امارہ یہودی (صفت) موجود ہے جو شخص (علم کے حجاب اکبر) تک پہنچ کر اپنے نفس کو چھوڑ دیتا ہے اور اسے خود پرستی اور اپنا آپ بھی یاد نہیں رہتا (محو تام حاصل کر لیتا) ہے جو اس جگہ پہنچ جاتا ہے وہ جان لیتا ہے کہ وہاں عین بعین پڑھتے ہیں۔ جس کے بعد اسے رسم و رسوم کے مطالعہ کی حاجت باقی نہیں رہتی۔

ابیات

اے نادان عالم تو علم پر کیوں ہے مغرور　　معبود تو نزدیک ہے بس تو ہے دور
کشاف و ہدایہ پڑھ لی کیا حاصل　　خدمت خاصاں کے بغیر کچھ نہ ہو گا حاصل

الحدیث: سید القوم خادم الفقراء فقراء کا خادم ہی قوم کا سردار ہوتا ہے۔ پس دوسرے کون ہوتے ہیں جو فقیروں اور درویشوں کے سامنے دم ماریں۔

خدا تعالیٰ قدیم ہے اور قدیم کو قدیم زبان سے ہی پکارنا چاہیے اور قدیم کو قدیم آنکھ سے دیکھنا چاہیے اور قدیم کی (آواز) قدیم کانوں سے ہی سننا چاہیے قدیم زبان، قدیم آنکھ اور قدیم کان، قلب و روح و سر ہیں۔ جس میں زبانی

اقرار کے بعد قرآن مجید کی آیات کی تحقیق علم تصدیق سے کی جاتی ہے تو نہ تو زبانی اقرار پر ثابت قدم ہے اور نہ ہی تصدیق کیلئے زندہ دم ہے (محض) روزگار دنیا کے حصول کیلئے علم بے معرفت پڑھنا' غم و اندوہ اور افسوس کا باعث ہوتا ہے۔

زبان جو گوشت کا ایک ٹکڑا ہے اس کا اقرار تو زبانی اقرار ہے اور علم تصدیق میں نفس کو فنا قلب کو زندہ اور روح کی بقاء با عیاں حاصل کر کے حضوری میں با ادب با حیا رہتے ہیں جو ان مراتب کو حاصل کر لیتا ہے وہی عالم باللہ' عالم ولی اللہ ہو جاتا ہے۔ جان لو! کہ خدا تعالیٰ قدیم ہے قدیم کو قدیم زبان سے یاد کرنا چاہیے اور اس (کی ذات) سے ہم سخن ہونا چاہیے قدیم آنکھ سے ہی قدیم کو دیکھنا چاہیے اور قدیم کان سے اس کا کلام (الہام) سننا چاہیے قدیم زبان قلب ہے قدیم آنکھ روح ہے اور قدیم کان سر ہے۔ غفلت کی روئی کانوں سے نکال کر ان قدیم مراتب کو قدیم آنکھ سے دیکھ کر پہچاننا چاہیے۔ قولہ تعالیٰ- وَفِیْٓ اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ٥ وہ تمہارے نفسوں میں موجود ہے تم اس کو دیکھتے کیوں نہیں؟ یہ آیت صدیق و صادق عارف اہل توفیق و اہل تحقیق و اہل تصدیق عالم ربانی کے متعلق ہی ہے جو کوئی نفس کا قیدی اور خطرات شیطانی میں پھنسا ہوا ہے وہ اس باطنی علم کو کیسے جان سکتا ہے وہ مادر زاد اندھا ہے جو قیل وقال کے شور شر میں مبتلا ہے۔ اس قسم کے مردہ دل بے عیان اور بے معرفت لوگ ظاہر میں تو انسان نظر آتے ہیں باطن میں حیوان ہوتے ہیں ایسے لوگوں سے نہ تو (روحانی امور پر) کلام کرنا چاہیے اور نہ ہی ان کی صحبت اختیار کرنا چاہیے کیونکہ وہ بے حضور معرفت اللہ سے دور بے وصال ہوتے ہیں۔

آخری زمانہ بدترین زمانہ ہو گا۔ (کیونکہ منکرین کثرت سے ہوں گے) اولیاء اللہ فقیر غالب' عاشق طالب بھی بہت سے پیدا ہوں گے لیکن جو کوئی

درویشوں کا منکر ہو گا وہ بے نصیب پریشان ہو گا۔

فقیر کے تین مراتب ہیں۔

اول مرتبہ علم کہ خطاب ان کا علماء وارث الانبیاء ہے۔

دوسرا مرتبہ فقیر کو اولیاء اللہ کا خطاب ہے۔

تیسرا مرتبہ فقیر کو زندہ جاں فرحت الروح اس کا نشان لامکان اور خطاب حضوری ہوتا ہے۔ جو نفس رات دن پیر مرشد کے سامنے ہمہ وقت حکایت شکایت میں مصروف رہتا ہے پیر مرشد اس اہل نفس طالب کو حکایت شکایت سے باہر نکال کر لانہایت میں لے جاتا ہے جب نفس اس مقام نور پر پہنچ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کا سو بار شکر بجالاتا ہے وہ طرح طرح کی نعمتیں کھاتا۔ شہد سے میٹھا کیا ہوا دودھ پیتا ہے اور اپنے جسم پر زری اطلس کا لباس پہنتا ہے اس کو عجیب مت خیال کر کیونکہ وہ ظاہر باطن میں عقلمند اور ہوشیار ہوتا ہے (کھانے پینے کی لذات کو اپنے اوپر حاوی نہیں ہونے دیتا)

بیت

وہ علم دیگر ہے جس سے حاصل ہو حضور
وہ علم نور ہے جس سے حاصل ہو کلی شعور

وہ لوگ عجب غافل ہیں جو جزوی عقل کے قیدی اور جزوی علم کا مطالعہ کر کے اہل (علم و عقل) کلی اور ہر قسم کی خبر گیری کے دعوی دار ہوتے ہیں کامل فقیر کو فقر کی راہ معلوم ہوتی ہے اسے ظاہر باطن میں ہر علم کی توفیق حاصل ہوتی ہے جس سے وہ قرب اللہ حضوری تحقیق میں جز کے اندر کل کا مشاہدہ کرتا ہے یہ مراتب لایحتاج فقیر کے ہیں جو ایک نظری توجہ سے ہی زمین کی تمام مٹی کو سونا

چاندی بنا سکتا ہے۔

ابیات

مجھ کو پیر طریقت کی یہ نصیحت یاد ہے   کہ غیر خدا جو کچھ بھی ہے سب برباد ہے
دولت تو کتوں کو دی اور نعمت گدھوں کو   ہم امن امان میں بیٹھے تماشہ کرتے ہیں

جان لو! کہ فقیر کیلئے یہ مراتب بھی آسان ہیں کہ اس کا جسم اپنے جسم سے نکلے اور پھر جسم میں داخل ہو جائے اپنی صورت کو ہی دیکھے جو اپنے آپ سے باہر نکلے لیکن ان مراتب کی تحقیق بہت مشکل کام ہے۔ جو مرد ہے وہی جان سکتا ہے کہ یہ نفس کی صورت ہے یا شیطان کی صورت ہے یا دنیا کی صورت ہے' یا خناس خرطوم وسوسہ خطرات کی صورت ہے یا وہم خیال کی صورت ہے' یا یہ کہ وہ مشاہدہ احوال کی صورت ہے یا وہ علم و معرفت وصال کی صورت ہے یا وہ استدراج جنونیت قہر زوال کی صورت ہے۔ یا وہ توفیق الٰہی لطافت نور جمال کی صورت ہے۔ یا وہ لوح (ضمیر) پر روح کی تجلی کی صورت ہے یا وہ ذکر سلطانی کی صورت ہے جو دریائے دل میں موج اور طوفان نوح کے تلاطم میں مثل آفتاب روشن ہوتی ہے یا وہ فنا فی اللہ مرشد کی صورت ہے جو وسیلہ دیدار ہے یا وہ فریب دینے والی دنیا مردار کی صورت ہے اے مردان صورتوں کو وجود کی لذت کی تاثیر اور ان کے نیک و بد ہونے کو ان کی خصلت کی تاثیر سے معلوم کرنا چاہیے۔ لاحول درود پاک سبحان اللہ اور کلمہ طیب لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کو کہہ کن کی خاصیت سے پڑھ کر اس صورت پر پھونکنا چاہیے جس سے وہ صورت ہمکلام ہو جائے گی اگر خاص ہے تو قائم رہے گی ہر حال میں رفیق اور قرب و وصال کا وسیلہ ہو جائے گی اگر وہ صورت زائل ہو جائے تو طریقت کے اس مقام

زوال کو چھوڑ دینا چاہیے کیونکہ اس مقام پر بعض طالب مرید دیوانہ اور مجنون ہو جاتے ہیں بعض سر اور داڑھی منڈوا کر ننگے پاؤں پھرنے لگتے ہیں ایسے لوگ بے نوا بے حیاء معرفت خدا سے محروم ہوتے ہیں بعض بدعت میں مبتلا ہو کر قرب آلہ حضوری سے محروم رہ جاتے ہیں بعض نماز ظاہری کو ترک کر کے فنا فی اللہ ذات سے محروم ہو جاتے ہیں بعض غلبات جذب سے مر جاتے ہیں بعض دریا میں ڈوب جاتے ہیں بعض آگ میں جل جاتے ہیں بعض کفر شرک جو بھی ان کے منہ میں آتا ہے بک دیتے ہیں جو بھی ان کے ہاتھ آتا ہے کھا لیتے ہیں وہ حلال و حرام کے درمیان تمیز نہیں کرتے وہ ملحد' اہل فتنہ، یہ فساد ہوتے ہیں خود کو تارک دنیا کہتے ہیں یہ شیطانی فرقہ ہے (جو کالا علم پڑھنے والے ہیں) ایسے لوگوں پر لعنت ہو فقر کی اصل راہ اسم اللہ ذات کے تصور سے وصال حاصل کرنا ہے کیونکہ صاحب تصور مشق وجودیہ کو ابتداء و انتہا ہر حال و احوال' افعال و اعمال و اقوال میں ہمہ وقت قرب وصال حاصل ہوتا ہے جو کوئی اس راہ کو جانتا نہیں اور وہ خلاف شرع ہے تو ایسے شخص کی ابتداء و انتہا زوال پذیر ہوتی ہے۔

بیت

ہر لذت سے روک دیتا ہے حق کا نور
لذت نور ہی (بہتر ہے) لذت حضور

نور حضور معرفت کی لذت ہر دو جہان کی لذات سے بہتر ہے جو روح کیلئے فرحت بخش ہے۔

اے جان عزیز! جس کسی نے معرفت اللہ کی اس لذت کو نہ چکھا وہ شخص انسان نہیں ہو سکتا بلکہ وہ حیوانوں سے بھی بدتر ہے وہ اللہ تعالیٰ سے بے خبر غافل

اور خوار تر ہے۔ اے عالم عاقل صاحب دانش! نفس تو مردار دنیا کی لذات کی طلب میں ہے قلب زندگی بیدار کا طلبگار ہے اور روح طلب دیدار میں ہے۔ تجھے ان تینوں میں سے کس کو اختیار کرنا ہے؟ قرآن مجید کا علم حکم دیتا ہے کہ نفس کو چھوڑ دو مردار دنیا کا منہ نہ دیکھو اور شیطان کو اپنا دشمن سمجھو اور ان سے ہوشیار رہو عالم وہی ہے اور حق شناس کامل فقیر بھی وہی ہے جو شریعت قرآن رحمان کے موافق اور دنیا نفس شیطان کے مخالف ہوتا ہے تجھے ان میں سے کون پسند ہے؟ اس کے جواب میں کہہ کہ مجھے اللہ ہی کافی ہے ماسویٰ اللہ ہوس' اللہ تعالیٰ کے سوا جو کچھ بھی ہے سب ہوس ہے۔

بیت

طالب وصل ہونا بھی بہت کوتاہ نظری ہے
دوست جب دل میں ہے پھر کیا ہجر کیا وصال

کامل مرشد اسم اللہ ذات کی حاضرات سے فنا فی اللہ جل جلالہ اور اسم سرور کائنات کی حاضرات سے فنا فی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اسم فقر (یا صورت) شیخ کے تصور کی حاضرات سے فنا فی الشیخ کر دیتا ہے وہ فنا فی اللہ سے قرب معرفت حضوری کے مراتب کھول دیتا ہے اور وہ حضوری (نور) دکھا دیتا ہے وہ ذکر فکر مراقبہ ورد وظائف میں مشغول نہیں کرتا۔ وہ توجہ کی توفیق سے طالب کو یکبارگی حضوری میں پہنچا دیتا ہے اور حضوری کے سوا کوئی دوسری (راہ) نہیں جانتا۔

ابیات

بے حضوری ہر طریقہ راہزن
مرد مرشد حاضر کرے با انجمن

معرفت گر چاہیے تجھ کو وصال   جسم کو اسم میں پنہاں کر ہو لازوال
در مقام لی مع اللہ ﷻ کر   تجرید و تفرید کو پھر حاصل کر
فیض فضل پایا ہے از مصطفیٰ ﷺ   نوری وجود ہو گیا دیکھوں خدا
جو کہ منکر از خدا و از نبی ﷺ   وہ ہوا مردود مرتد اور شقی
باھو! بہر خدا یہ راہ دکھا   طالبا گر آئے تو بخشوں لقاء

طالبوں میں سے بدتر' بدبخت' بے اخلاص' بدکار طالب وہی ہے جو مرشد کی خدمت میں بے ادب اور اپنی خدمت کے دن مہینے اور سال شمار کرنے کا دعویٰ رکھتا ہو جب تک وہ عمر بھر باادب نہ رہے وہ سلب ہو کر اپنی طلب اور جملہ مطلبِ مطالب سے محروم رہ جاتا ہے کامل مرشد تصور اسم اللہ ذات نور سے باعمل دعوت قبور کی قوت سے طالب کو ہر روز ایک مرتبہ مقام (مزید) عطا کر دیتا ہے اور تصرف سے بے ریاضت بے رنج معرفت کا خزانہ بخش دیتا ہے۔

فقر میں طالب فقیر کو دو مراتب حاصل ہوتے ہیں۔

ایک یہ کہ اس کو دولت و نعمت کا تصرف حاصل ہو جاتا ہے چنانچہ روئے زمین پر مشرق تا مغرب' جنوب تا شمال' قاف تا قاف' جو بھی جن و انس وحوش و طیور' موکل فرشتے دیو ملک سلیمانی اس کے جسم میں آ کر فرمانبردار بن جاتے ہیں چونکہ فقیر ملک سلیمانی کو فانی دیکھتا ہے اس لئے وہ دنیاوی بادشاہی کو اختیار نہیں کرتا کیونکہ ایک ہزار بادشاہی سے بہتر وہ ایک دم ہے جو باتوفیق ہو کر حضوری معرفت قرب الٰہی میں گزر جائے۔

دوسرا یہ کہ فقیر اور طالب فقر وہی ہے جو کسی مفلس عاجز گدا کو چاہے تو پہلے ہی روز توفیق سے بادشاہی مسند ہفت اقلیم پر بٹھا دے اور اگر چاہے تو ہفت اقلیم کے بادشاہ کو معزول کر دے اس قسم کی خدمات الٰہی حضور ربانی اللہ ذات فقیر

کے سپرد ہوتی ہیں۔ جس نے بھی بادشاہی خزانوں کا تصرف بغیر کسی لشکر کی امداد اور بغیر کوئی رنج اٹھائے حاصل کیا اللہ کے فقیر سے ہی کیا اور اس نے فقیر کو ہمیشہ کیلئے اپنا رفیق بنا لیا۔

جان لو! کہ علم کیمیاء کا ہنر فقیر کے ہاتھ میں ہوتا ہے وہ جسے چاہتا ہے نواز دیتا ہے یا اس کے نصیب کروا دیتا ہے۔

یہ مثل مشہور ہے (اور یاد رہے) کہ جس کسی کے وجود میں کیمیاء اکسیر کی ترکیب کی طلب اور شوق پیدا ہو جائے وہ شخص علم عمل کیمیا اکسیر کی طلب میں بے نصیب مہوس بن جاتا ہے شاید (اصول) حکمت طبابت یا کسی ترکیب سے (اس کو حاصل بھی کر لے) پھر بھی وہ بخیل مطلوب کا رقیب' بے پیچ' شوخ' سرکش بے حیاء ہو جاتا ہے وہ طلب کیمیا میں افسوس وغم لے کر قبر میں جا پہنچتا ہے اس قسم کی قسمت اور نصیب حاصل کرنا فقیر اولیاء اللہ کی نظر میں آسان کام ہے مگر تمام دنیا (کے تصرف) کا مرتبہ (بعض فقراء) کو اس لئے نہیں دیتے تاکہ کہیں وہ (دنیا میں پھنس کر) خدا تعالٰی (کی بارگاہ) کے باغی نہ ہو جائیں۔ قولہ تعالٰی۔ وَلَوْ بَسَطَ اللّٰهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهٖ لَبَغَوْا فِی الْاَرْضِ وَلٰكِنْ یُّنَزِّلُ بِقَدَرٍ مَّا یَشَآءُ اِنَّهٗ عَلِیْمٌ" خَبِیْرٌ٥ اور اگر اللہ تعالٰی اپنے بندوں کا رزق وسیع کر دے تو وہ روئے زمین پر باغی ہو جائیں لیکن وہ (رزق) ایک اندازے کے مطابق نازل کرتا ہے۔ بے شک وہ جانتا اور خبر رکھتا ہے۔ علم کیمیاء ہنر زحمت جان اور بیماری ہے اور کیمیا گر جہان کا چور ہے وہ ایمان کا دشمن ہے کیمیا گر ہمیشہ حیرت پریشانی مبتلا ہو کر (لوگوں کیلئے) عبرت کا نشان بن جاتا ہے کہ اس کے ساتھ ہم سخن ہونے اور اس کی مجلس اختیار کرنے سے شیطانی وسوسہ پیدا ہوتا ہے کیمیا کی اصل تو ایک درم ہے (جو فقیر کی ضرورت کیلئے کافی) ہے جو کوئی اس سے زیادہ طلب کرتا ہے وہ جھوٹا اور عمل کیمیاء میں ناتمام ہے۔

ابیات

کیمیا ہنر ہے میں ہوں ہادی کرم　　جس نے دیکھا چہرہ میر دور ہوا اسکا غم
کیمیا ہنر ہے میں ہوں راہبر خدا　　پہچانتا ہوں کون ہے لائق لقاء
کیمیا ہنر ہے میں ہوں دائم کمال　　ہر کمال کیلئے آخر زوال
کیمیا ہنر ہے میں ہوں دل شناس　　نیک و بد پہچان لوں در ہر لباس
ازل و ابد پر نظر ہے آہ آہ　　بانگاہ و بادلیل حاصل ہے راہ
ہر علم کو عمل میں لایا ہوں میں　　ہر تصرف در تصرف لایا ہوں میں
باھو نفس کو رسوا کروں بہر خدا　　ہر در پہ میں قدم دھروں بہر خدا

جو کوئی یہ کہے کہ کیمیا دان ہوں عارف باللہ فقیر سبحان ہوں وہ ہرگز نہیں ہوتا کیونکہ جو جانتا ہے وہ کبھی کہتا نہیں لیکن جب کسی پر مہربان ہو کر توجہ کرتا ہے تو اسے کھول کر دکھا دیتا ہے طالب صادق اور جان فدا کرنے والے پر اللہ تعالیٰ اور ثواب کی خاطر عطا بخش کرنا چاہیے لیکن کم حوصلہ کو اس سے واقف کرنے سے اس کے زوال و بال کا خون اسی کی گردن پر ہو گا ایسا کرنا خطاء کی جڑ اور خرابی کا ذریعہ ہے۔

شرح

حاضرات اسم اللہ ذات و حاضرات کلمہ طیب لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ متبرکات: جس کسی کا نفس فاقہ سے عاجز آ جائے اور اس میں بندگی کی طاقت نہ رہے اور اپنی قسمت کی (قضا و قدر) منجانب اللہ جانتا ہو۔ اس کے لئے سوال کرنا حلال ہے قال علیہ الصلوٰات والسلام۔ وَلَمْ جَاعَ وَلَمْ یَسْئَلَ فَمَاۃَ دَخَلَ النَّارَ" حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو بھوکا ہو کر سوال نہ کرے اور اسی حالت میں مر جائے وہ آگ میں داخل ہو گا۔

قولہ تعالیٰ- وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ ٥ اور سائل کو مت جھڑکو (لیکن عاد گداگر کو سلیقہ سے ٹال دینا بہتر ہے)۔

عامل کامل کل و جز کے جمیع دفاتر' مخلوقات کا مجمل مجموعہ مقام کنہ کن مشتمل فیکون کی حاضرات سے کھول لیتا ہے کونین کا تماشہ پشت ناخن پر یا ہا کی ہتھیلی میں کر لیتا ہے یا عالم صاحب تفسیر کو آئینہ روشن ضمیر میں نظر آنے لگ ہے یا ماضی حال مستقبل کے احوال میں ظاہر ہونے لگتے ہیں۔

اسم اللہ (ذات کے تصور) میں باتوفیق ہو کر شوق سے حاضرات کی تحقی کرنے والے کے ساتوں اعضاء نور ہو جاتے ہیں وہ دم زدم اپنے (نوری) ج سے جدا ہو کر حضوری حاصل کر لیتا ہے اس کو انتقال جمیعت تحقیق یا وصال اور البدل بھی کہتے ہیں بعض کو ظاہر میں تحقیق اور باطن میں توفیق حاصل ہوتی بعض کو باطن میں توفیق اور ظاہر میں تحقیق کا مرتبہ حاصل ہو جاتا ہے بعض کو ظاہ باطن عیاں ہو جاتا ہے یا خواب میں یا مراقبہ میں یا موت کی مانند غرق ہو ک مخلوقات سے جدا باحق تعالیٰ یکتا ہو جاتے ہیں مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا کے مراتب حاصل کر لیتے ہیں۔

اس کو عجیب خیال نہ کر اور نہ ہی اس کی عیب جوئی کر اور اس غیب کا انکا بھی نہ کر کیونکہ یہ لاریب قرآن کی آیات کی حاضرات ہیں قولہ تعالیٰ- لَا رَیْبَ فِیْهِ هُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ ٥ بلا شک (یہ کتاب قرآن مجید) متقین کو ہدایت دیتی ہے جو غیب (کی حاضرات) پر ایمان رکھتے ہیں۔

جب صاحب حاضرات اسم اللہ ذات (کی قوت سے) حاضرات (ارواح) کیلئے آزمائش امتحان اور تجربہ کرتا ہے تو قبور کی جملہ ارواح اس ساتھ حاضر ہو جاتی ہیں مذکور سے ہم سخن اور قبور کے احوالات کا مشاہدہ اس کھل جاتا ہے ہر ایک قبر میں باغ و بہار اور ہر قبر میں (جہنم کی) نار مرتبہ بمر

نیک و بد اہل قبور کو دیکھ کر اسے یقین و اعتبار آ جاتا ہے اس غیب کو عجیب خیال نہ کر اور نہ ہی اس کا عیب نکال ورنہ تو خود ہی شرمندہ اور خجل و خوار ہو جائے گا یہ غیب بھی لاریب قرآن کی آیات سے (ثابت) ہے۔ قولہ تعالیٰ۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَیْبِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَبِیْرٌ ○ وہ لوگ جو رب تعالیٰ سے غیب میں ڈرتے ہیں ان کیلئے مغفرت اور بہت بڑا اجر ہے دیگر یہ کہ حاضرات اسم اللہ ذات سے دنیا کے ہر شخص کا نصیب اور بدنصیبی کو جان سکتے ہیں اور ہر قسم کے علم قرآن نص و حدیث کا مطالعہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کر سکتے ہیں جو کوئی اس پر یقین نہیں رکھتا وہ خبیث اہل نجس ناپاک ہے۔

دیگر یہ کہ حاضرات اسم اللہ ذات سے ازل تا ابد جو بھی روحانی موجود ہیں جملہ انبیاء اور ان کی امتوں سے دست مصافحہ کر سکتے ہیں حاضرات کے بہت سے طریقے ہیں چنانچہ حاضرات ذات و حاضرات صفات و حاضرات حیات و حاضرات ممات و حاضرات نفسانی و حاضرات جنونیت یا موکل جسمانی و حاضرات دفع شیطانی و حاضرات مشاہدات طبقات قاب قوسین جو دونوں علوم کی حکمت سے کیا جاتا ہے اور حاضرات نفس قلب و روح و سر۔

حاضرات معرفت اللہ تصرف جمعیت	علم غیب جدا جاتا ہے اور اس کے سنتے سے عامی بند جاتا ہے	حاضرات معرفت للہ تصرف جمعیت
لا الہ الا ھو الحق المبین لہٗ لیس فی الدارین الا ھو	عَالِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ ○	قرب نور حضور حق مشرف ھو لیس فی الدارین الا ھو
معرفت حاضرات لہٗ تصرف جمعیت	لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ	حاضرات معرفت ھو تصرف جمعیت

حق تعالیٰ کے قرب سے ہر ادنیٰ اعلیٰ کشف اس نقش کی طے میں ہے کامل

خزانہ کے تصرف کو کھول دیتا ہے اور (جملہ) مطالب کا (حل) دکھا دیتا ہے۔

اے طالب اللہ جلدی سے آ جا تا کہ تجھے دیدار لقاء سے مشرف کر دوں خدا تعالیٰ اور بندہ کے درمیاں حجاب پتھر کی دیوار سد سکندری جیسا نہیں ہے جو کوئی علم غیب پڑھتا ہے غیب کو جان لیتا ہے اور صاحب نظر ہو جاتا ہے اے نفس پرست اہل ہوا سن لے! اس کا انکار کر کے معرفت اللہ قرب حضوری دیدار خدا کا منکر نہ بن۔

بیت

شہ رگ سے جو نزدیک ہے وہ کیسے دور ہے   با عیاں جو دیکھ لے اس کو حضور ہے

وہ غیر مخلوق ہے۔ بے صورت بے مثال' معرفت توحید سے وصل وصال سے' وصال مجاہدہ اور ریاضت سے سال' ماہ' ہفتہ ایام کی (گنتی) سے حاصل نہیں ہوتا۔ کامل مرشد حاضرات اسم اللہ ذات سے ایک گھڑی میں فقر معرفت قرب حضوری کی ابتدا و انتہا کھول کر دکھا دیتا ہے۔

طالب صادق کے دو گواہ ہیں۔

ایک یہ کہ مرشد کے نیک بد اعمال کی طرف نہ دیکھے۔

دوسرے یہ کہ اس کے گناہ ثواب کو نہ دیکھے۔

اس قسم کے خاص طالب کو مرشد یکبارگی قرب آلہ کی معرفت کو پہنچا دیتا ہے جان لینا چاہیے کہ علم کیمیا اکسیر اور علم کیمیا تکثیر طالبوں کو گمراہ کر دیتا ہے اور معرفت اللہ حضوری سے روک دیتا ہے اگرچہ لوگوں کی نظر میں یہ نفع اور ثواب کا کام ہے لیکن عارفوں کیلئے حجاب ہے۔

الحدیث: مَنْ لَّهُ الْمَوْلٰى فَلَهُ الْكُل حَسْبِیَ اللّٰهُ وَكَفٰى بِاللّٰهِ ۔ جس کا مولیٰ ہے اس کا سب کچھ ہے اللہ ہی میرے لئے کافی ہے۔

بیت

ہر علم میں عامل ہوں کامل فقیر
کل و جز پر حاکم ہوں روشن ضمیر

ابتدائی مراتب تین ہیں۔

(۱) طلب (۲) محبت (۳) شوق

طلب مراتب ہے۔ محبت منصب ہے اور شوق عنایت ہے۔ طالب جب طلب میں قدم رکھتا ہے تو تین طلاق دیتا ہے (پہلی طلاق) لذت نفس کو دیتا ہے (دوسری طلاق) دنیاوی حرص و طمع کو دیتا ہے (تیسری طلاق) شیطانی معصیت کو دیتا ہے۔ جو کوئی (دنیاوی) دام و درم کو جمع کرتا ہے شیطان اس کا مصاحب بن جاتا ہے اور اس سے کبھی جدا نہیں ہوتا۔ اہل نفس امارہ کے وجود میں فرعونی انا' قارونی بخل۔ شدادی شامت اور نمرودی فضیحت و فتنہ کی خصلت پیدا ہو جاتی ہے۔ کامل مرشد وہی ہے جو طالب کے جملہ مراتب طلب کے مراتب سے کھول کر دکھا دے اسی طرح وہ اہل شوق کو ملک شوق سے عین کھول کر عین بعین دکھا دیتا ہے پس اس کے لئے یہ تین مراتب ہیں۔

اول فنا فی الشیخ: جب شیخ کی صورت تصور میں آ جاتی ہے تو جس طرف بھی دیکھتا ہے۔ اسے تصرف شیخ کے مراتب نظر آتے ہیں۔

دوم مراتب فنا فی الرسول صلی اللہ علیہ وسلم: جب کسی کے تصور میں اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت آ جاتی ہے تو وہ جملہ ماسوئ اللہ سے باہر نکل آتا ہے وہ جس طرف بھی نظر اٹھا کر دیکھتا ہے اسے مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم دکھائی دیتی ہے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا باادب باحیاء عاشق۔ اللہ تعالیٰ کا معشوق بن جاتا ہے۔

سوم مراتب فنا فی اللہ جل جلالہ: جب طالب اسم اللہ کی صورت کا (تصور) کرتا ہے تو اس کا نفس مطلق مردہ ہو جاتا ہے وہ جس طرف بھی نظر اٹھا کر دیکھتا ہے اسم اللہ ذات کی بے شمار انوار تجلیات سے مشرف ہو جاتا ہے اسی کو لا مکان کہتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ غیر مخلوق کو ازل' ابد' دنیا' عقبیٰ بہشت سے تشبیہ دینا کفر شرک کا موجب ہے۔

پس عاشقوں اور مومنوں کو کس طرح دیدار ہوتا ہے؟ وہ لا مکان میں جثہ نور روح رحمت سے داخل ہو کر دیدار سے مشرف ہو جاتے ہیں جس جگہ دیدار ہوتا ہے نہ وہاں کوئی جگہ ہے نہ مکان' نہ ہی اس (بے مثل) کی کوئی مثال بیان کی جا سکتی ہے عاشق نظارہ کو جب دیدار ہوتا ہے تو وہ مستی میں بھی ہوشیار رہتا ہے وہ انائے ہستی سے بیزار ہوتے ہیں۔ جتنا کہ وہ دیکھتے ہیں سیر نہیں ہوتے۔ بلکہ ھَلْ مِنْ مَّزِیْدٍ' ھَلْ مِنْ مَّزِیْدٍ' اور لائیے اور لائیے پکارتے ہیں یہ معرفت توحید تجرید تفرید کے مراتب ہیں۔ جس سے عین بقاء عین لقاء حضوری قرب خدا حاصل کیا جاتا ہے۔ جو مرشد ایسی توفیق رکھتا ہے اسی کیلئے طالب کرنا روا ہے جو پیر اس راہ سے واقف نہیں اس کیلئے کسی کو مرید کرنا بہت بڑی خطا ہے۔

ابیات

ذکر اک شوق ہے جو بخشے حق لقاء — ذاکر غرق ہوں فی اللہ باخدا
ذکر اک نور ہے جو بخشے حق حضور — کیسے کہلائیں گے ذاکر بے شعور
ذکر سے ذاکر ہو جائے صاحب نظر — کیسے کہلائیں گے ذاکر جو ہیں گاؤخر
ذاکروں کو ہے حیاتی ہر دوام — ہم صحبت پیغمبر ہو بس والسلام

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذکر اللہ فرض من قبل کل فرض لا الہ الا اللہ

مُحَمَّدٌ" رَّسُوْلُ اللّٰہِ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب فرائض سے پہلا فرض ذکر اللہ (کلمہ طیب) ہے۔ کامل مرشد وہی ہے جو خود تو ابتدائی مقام پر ہو۔ لیکن طالبوں کو حاضرات اسم اللہ ذات سے انتہائی مقام پر پہنچا سکے۔

بیت

وہ طالب ہی نہیں جس کو حاصل نہیں وصال
وہ مرشد ہی نہیں جو ہر دم کرتا رہے سوال

مرشد عین نما ہوتا ہے جو دکھا دیتا ہے صرف فرماتا نہیں فرمانے اور دکھانے میں جو فرق ہے (وہ تو ہر ایک پر واضح) ہے۔ سنئے سلوک میں مرشد ممات کے مراتب چنانچہ جانکنی کی (تلخی) قبر اور لحد میں منکر نکیر کے سوال جواب قیامت اور حشرگاہ' پل صراط سے گزر کر بہشت میں داخل ہونا حور و قصور کا نظارہ' نعمتوں کا ذائقہ چکھنا اور لقائے رب العالمین سے مشرف ہونا۔ ممات کے یہ سب مراتب حیات (دینوی) میں خواب کے اندر یا مراقبہ میں باعیان یا علم کی قطعی دلیل سے یا حاضرات سے یا ناظرات کے مشاہدات سے جمعیت با جمال بخش دیتا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مرشد کامل ہے۔ اپنی آنکھوں سے دیکھے بغیر مرشد پر یقین رکھنا نامناسب ہے۔ وہ خام ہے اور جو مرشد تمامیت کو نہ پہنچائے وہ نامرد ناتمام ہے۔

جان لو! کہ کامل مرشد استاد پیر طالب مرید شاگرد ہر ایک کو حاضرات اسم اللہ ذات سے ایک ہی گھڑی میں حضوری عین واصل کر دیتا ہے۔ جس سے اس کے جملہ مطالب پورے ہو جاتے ہیں اور اس کو گنج تصرف حاصل ہو جاتا ہے۔

دوسرے یہ کہ جو کوئی کلمہ طیب لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ" رَّسُوْلُ اللّٰہِ کو کن

فیکون کی کنہ سے پڑھتا ہے۔ وہ عالم باللہ اولیاء اللہ فاضل فقیر ہو جاتا ہے کیونکہ یہ کلمہ ہر علم کی کلید ہے۔ علم علوم کے جس قفل میں اس کو ڈالتے ہیں وہ کھل جاتا ہے کلمہ طیب ام العلوم ہے جو معرفت قرب اللہ توحید حی و قیوم بخش دیتا ہے۔ جو کوئی علم حی و قیوم پڑھتا ہے اس کو رسم رسوم کے علوم پڑھنے کی حاجت باقی نہیں رہتی۔ جو کوئی کلمہ طیب پڑھنے والے کو جاہل کہتا ہے وہ خود ہی احمق مجہول نا معلوم ہے کامل مرشد کی نظر میں عالم اور جاہل طالب (دونوں) برابر ہوتے ہیں۔ کلمہ طیب کے چوبیس حروف ہیں اور ہر حرف میں ہزار قسم کے علوم اور حکمتیں پوشیدہ ہیں۔ کامل توجہ سے کلمہ طیب (کے نور) میں تصرف سے لپیٹ کر طرفہ زد میں کلمہ طیب کی طے کھول دیتا ہے اور ہر علم کلمہ طیب سے دکھا دیتا ہے کیونکہ یہ ثابت ہے کہ یہ حق سے حق کے ساتھ ہے۔

جان لو! کہ کامل مرشد کی نظر میں کامل طالب اور جاہل و بے نصیب برابر ہوتے ہیں کیونکہ وہ کلمہ طیب پڑھنے والا ہوتا ہے۔

کامل مرشد حبیب اللہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دوست طالب مرید ولی اللہ کیلئے کلمہ طیب (کی طے) کھول دیتا ہے۔ ہر نصیب کلمہ طیب سے دلوا دیتا ہے اور کلمہ طیب کی حاضرات سے حضوری میں پہنچا دیتا ہے جس سے بعد ازاں اس کو جمعیت اور نصیب کی بھی حاجت باقی نہیں رہتی پس معلوم ہوا کہ جاہل بے نصیب اور بے معرفت کافر ہے۔ قولہ تعالیٰ۔ ذٰلِکَ بِاَنَّ اللّٰہَ مَوْلَی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَاَنَّ الْکٰفِرِیْنَ لَا مَوْلٰی لَھُمْ ۝ ایسا اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ مومنوں کا تو مولیٰ ہے اور جو کافر ہیں ان کا کوئی مولیٰ نہیں۔ جان لو! کہ کامل عامل وہی ہے جو ہر اسم سے اہل اسم کے ساتھ دم جس کر کے حاضرات سے حضور کر سکے اور اس سے ہم سخن ہو جائے تا کہ طالب کے دل میں کوئی آرزو غم و افسوس باقی نہ رہے۔

اسماء یہ ہیں۔

اسم اللہ (کے تصور سے) دم جس سے حاضرات حضوری حاصل ہوتی ہیں جس سے فنا فی اللہ نور میں غرق ہو جاتے ہیں (دم جس سے مراد اپنے دم کو اسم اللہ جل شانہ یا اہل اسم کے دم سے متصل کرنا ہے نہ کہ نقشبندی سلسلہ کا حبس دم سے سانس کو سینہ میں روکے رکھتے ہیں۔)

اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم (کے تصور) اور (حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے دم سے) دم حبس کر کے (یعنی اپنا دم متصل کر کے استغراق کی کیفیت میں) حضوری مجلس سے مشرف ہو جاتے ہیں اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کو تلقین اور ہدایت حاصل ہو جاتی ہے۔

اسی طرح حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ و حضرت عمر خطاب رضی اللہ عنہ و حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ و حضرت علی کرم اللہ وجہہ و حضرت امام حسنؓ و حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما و حضرت شاہ محی الدین قدس سرہ العزیز و حضرت امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ و حضرت امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ و حضرت امام مالک رحمتہ اللہ علیہ و حضرت امام حنبل رحمتہ اللہ علیہ میں سے ہر ایک کے اسم (کے تصور) اور صاحب اسم کی طرف (متوجہ ہو کر) دم حبس سے حاضرات کر کے ملاقات کر لیتے ہیں۔ (حاضرات صرف زندہ قلب زندہ دم ہی کر سکتا ہے اگر اس قدر استعداد حاصل نہ ہو تو اہل اسم سے دم حبس کر کے فیوض و برکات لازمی طور پر حاصل کر سکتے ہیں اور اسم اللہ کے ساتھ دم حبس کرنے والے پر اللہ تعالیٰ مہربان ہو جاتا ہے)

دم حبس سے ہر ایک ارواح انبیاء و اولیاء اللہ اور اسی طرح دم حبس سے جملہ ابدال کی حاضراتِ ملاقات کی جاتی ہے۔ دم حبس سے جو کوئی بھی حیات ممات میں غوث قطب فقیر درویش وجود ہیں ان کی حاضرات ملاقات کر سکتے

ہیں۔

اسی طرح دم حبس سے جملہ فرشتوں کو بھی حاضر کر سکتے ہیں خلاصہ یہ ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام سے دم حبس کر کے طلب پیغام کر سکتے ہیں حرف دال کا علم آیات و احادیث کی (روشنی میں) علم الہام کی دلالت کرتا ہے حضرت میکائیل علیہ السلام سے دم حبس کر کے باران رحمت ہونے لگتی ہے۔ حضرت اسرافیل علیہ السلام کے ساتھ دم حبس کر کے جب پھونک مارتا ہے تو ہر ملک کو ویران کر دیتا ہے۔ چاہیے کہ دم حبس کر کے صور اسرافیل کے ساتھ دم پھونکے۔ اسی دم وہ ملک ویران ہو جائے گا اور قیامت تک آباد نہ ہو گا۔ جب عزرائیل علیہ السلام کے تصور سے ان کے ساتھ دم بادم، دہن بادہن، لب بالب، ہمدم ہو کر کسی پر غضب جذب جلالیت سے اپنا دم عزرائیلؑ کے دم سے ملا کر دشمن کے دم کو اپنے دم سے پکڑ لے اور دشمن کے دم کو اس طرح حبس کر لے کہ اس کا سانس تنگ ہو جائے تو وہ اسی ایک دم میں جان سے بے جان ہو کر مردہ ہو جائے گا۔ (اگر ایسا عمل شرعی عذر کے بغیر اور ناقص کرے گا تو خود اپنی جان کا نقصان کر لے گا)

دیگر یہ کہ اپنے نفس کی حاضرات سے دوسروں (کے نفس) سے ہم سخن ہو کر ان سے ملاقات کر سکتے ہیں اور ان کے احوالات سے واقف ہو سکتے ہیں "مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ" یہ اپنے نفس کو پہچان لینے کے مراتب ہیں۔ اسی طرح صورت قلب سے ملاقات کی جاتی ہے۔ مَنْ عَرَفَ قَلْبَهٗ یہ قلب کی پہچان کے مراتب ہیں اسی طرح جثہ روح یعنی روح امر ربی صورت روح سے ملاقات کی جاتی ہے مَنْ عَرَفَ رُوْحَهٗ یہ اپنی روح کی پہچان کے مراتب ہیں۔ اسی طرح جثہ سر سے ملاقات کی جاتی ہے۔ مَنْ عَرَفَ سِرَّهٗ یہ سر کی پہچان کے مراتب ہیں اسی طرح توفیق الٰہی کے جثہ نور سے ملاقات کی جاتی ہے۔ مَنْ عَرَفَ نُوْرَهٗ یہ نور کی

پہچان کے مراتب ہیں اسی طرح علم ہدایت کے جثہ سے ملاقات کرتے ہیں من عرف ھدایت الحق یہ ہدایت الحق کی پہچان کے مراتب ہیں۔

اسی طرح وہ اپنے وجود میں موجود شیطان لعین کے جثہ کو دفع کر سکتا ہے اسی طرح اپنے سامنے دنیا کو غلام کی مانند حاضر سکتا ہے۔ اسی طرح وہ اٹھارہ ہزار عالم کل مخلوقات کا تماشہ کر سکتا ہے۔

جو مرشد حاضرات کے اس علم کی تعلیم طالب کو نہیں دیتا تو وہ تلقین سے یقین میں ثابت قدم نہیں رہتا۔ وہ بے دین بے یقین' شیطان کا ساتھی اور نفس لعین کا قیدی بن جاتا ہے۔

بیت

مرد مرشد پہنچا دیتا ہے بہ ہر مقام
مرشد نامرد طالب زر ناتمام

طالب با مطلوب۔ مرشد محبوب اور بے طمع عالم استاد اور با خدا بے کبر و ہوا فقیر اولیاء اللہ مشکل سے ہی ملتا ہے۔

توکل اس بات کا نام ہے کہ جملہ خزانوں کا تصرف بھی رکھتا ہو اور اس کا فائدہ اور نفع جملہ مسلمانوں کو پہنچاتا رہے اور خود تارک فارغ ہو جائے متوکل (اس بیت کے مصداق) نہیں ہوتا۔

بیت

پہنچا وہ نہیں ہے ہمکار، پارسا ہے　　جو فقر اضطراری ہے وہ بے حیا ہے
روشن ضمیر کو اختلاط خلق سے ڈر نہیں ہوتا　　دریا اک مٹھی خاک سے گدلا نہیں ہوتا

نیز شرح علم دعوت

دعوت پڑھنے والا عامل اقتلوا المعوذیات قبل الایذآء موذیوں کو ان کے ایذا دینے سے قبل ہی قتل کر ڈالتا ہے۔ الملک لمن غلب (دعوت) ایک ملک ہے جس پر وہ غالب ہے ''الماء لمن طلب'' اور پانی ہے جس کی اسے طلب ہے والسیف لمن ضرب اور ایک تلوار ہے جس سے وہ ضرب لگاتا ہے۔

اگر ایک طرف لاکھ یا کروڑ سپاہیوں کا لشکر ہو اور دوسری طرف علم دعوت کا عامل اکیلا موجود ہو تو ورد وظائف شروع کرتے ہی لشکر کے ہر سوار پیادے کو غیب الغیب سے موکل فرشتے ان کے ہاتھوں سے پکڑ لیں گے اور ان کی آنکھوں پر (اپنے ہاتھ رکھ) دیں گے جس سے وہ تمام نابینا اور دیکھنے سے معذور ہو جائیں گے یا وہ مجنون دیوانہ ہو کر اپنے کپڑے پھاڑ کر زمین کے اوپر گدھوں کی مانند پلٹے کھانے لگیں گے یا یہ کہ ان کا دل ان کے ہاتھوں سے نکل جائے گا اور ان میں شمشیر زنی کی طاقت باقی نہ رہے گی۔

دیگر علم دعوت: اگر کوئی شخص اولیاء اللہ فقیر کا دشمن اور منافق ہو گا اور عامل دعوت تصور جذب سے اس کی آنکھ کی روشنی کو سلب کر لے گا تو وہ اندھا ہو جائے گا۔ یا یہ کہ اگر وہ عامل توجہ حضور سے اس کے اعضاء سے زندگی کی (روح) کھینچ لے گا تو سر تا قدم اس کا وجود سوکھ جائے گا اور وہ ہلاک ہو جائے گا یا یہ کہ اگر جذب غضب جلالیت سے اس (دشمن) کے جگر میں تیغ توجہ سے زخم لگا دے گا تو وہ عمر بھر کیلئے بیمار ہو جائے گا اور کبھی بھی درست نہ ہو گا اس قسم کے ہتھیار عارفاں خدا اولیاء اللہ کے پاس موجود ہوتے ہیں (لیکن وہ کبھی بھی ذاتی انتقام اور بدلہ کیلئے ان کو استعمال نہیں کرتے)

بیت

جن کا سینہ صاف ہے ان کی ہنسی نہ اڑا ہوشیار رہ
آئینہ کے روبرو ہنستا ہے جو اپنا ہی اڑاتا ہے مذاق

علم دعوت میں عامل صاحب تصور توفیق میں کامل تحقیق سے حق کا رفیق اور متحمل بردبار ہوتا ہے۔ وہ کبھی جلال (کی کیفیت) میں ہوتا ہے اور کبھی جمال وصال (کی حالت میں ہوتا) ہے۔

طالب اللہ کے وجود میں سر سے لے کر ناف تک ستر مقام ہیں۔ جن میں مشق تفکر مرقوم کرنے سے توحید معرفت اللہ، قرب اللہ سے شعلہ انوار متجلی ہو جاتا ہے جس سے صبح شام دیدار ہوتا ہے اول دس مقام سر دماغ میں، پانچ پانچ دونوں آنکھوں میں، اور پانچ پانچ دونوں کانوں میں، پانچ زبان میں، پانچ سینہ میں، پانچ دل قلب کے گرداگر میں، پانچ پانچ دونوں پہلوؤں میں، پانچ ناف میں اور پانچ پانچ دونوں ہاتھوں میں (کل ستر مقامات ہیں جن پر مشق وجودیہ سے) نفس کی گردن مار کر با اخلاص حضوری مراتب حاصل کر لیتے ہیں جس سے خاص جمعیت حاصل ہو جاتی ہے اس قسم کی مشق وجودیہ سے ابتداء میں مقام لی مع اللہ اور انتہا میں مقام فی اللہ حاصل ہو جاتا ہے اور ہر ایک اعضاء سے لطیفہ غیب الغیب کا نور ظاہر ہو جاتا ہے جس سے حضوری (حق) حاصل ہو جاتی ہے اور اس حضوری (نور) میں عقل کلی والا باشعور رہ کر جواب باصواب حاصل کر لیتا ہے۔

بیت

فرشتے کو گرچہ حاصل ہے قرب درگاہ
لیکن حاصل نہیں مقام لی مع اللہ

صاحب تصور کے دو مراتب ہیں: وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ○ ایک حق کو حاصل کرنے کی وصیت کرنا وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ○ دوسرے صبر کی وصیت کرنا۔ جو کچھ بھی وہ حضوری میں رویت حق سے دیکھتا ہے اس پر صبر کرتا اور سکوت اختیار کرتا ہے۔ قال علیہ الصلوٰات والسلام مَنْ عَرَفَ ردء رَبَّهٗ فَقَدْ كُلْ لِسَانِهٖ ط جس نے اپنے رب کی پہچان کر لی اس کی زبان بند ہو گئی۔

بیت

چشم باطن کھول کر رویت خدا
بالیقین و باعیان و دل صفاء

لقائے الٰہی رویت خدا ان اسماء کی برکت سے ہوتی ہے جو برحق ہے۔

اسم اللہ کا تصور

اسم للہ کا تصرف

اسم لہ کی توجہ

اسم ھو کا تفکر با جمیعت

اسم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تصور

مشاہدہ کا وسیلہ تصور ہے

اسم فقر سے فیض و فضل رحمت عطا ہوتی ہے۔

اسم اللہ کے (تصور) سے مع اللہ ہو کر رویت لقاء سے مشرف ہو جاتے ہیں۔

تمام شد اردو ترجمہ کتاب مستطاب

عقل بیدار

تصنیف لطیف بے تقلید سلطان الفقر باھو قدس سرہ العزیز

از قلم

فقیر الطاف حسین سروری قادری سلطانی

الملقب آخری عہد کا خلیفہ سلطانی

عزیز کالونی وینڈالہ روڈ شاہدرہ

مورخہ 3 نومبر 2000ء بروز جمعۃ المبارک

افضل الذکر

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

ہ ۔ ہور دوا نہ دل دی کاری کلمہ دل کی کاری ھُو
کلمہ دور زنگار کریندا کلمے میل اُتاری ھُو
کلمہ ہیرے لعل جواہر کلمہ ہٹ پساری ھُو
اتھے اوتھے دوہیں جہانیں یا باھُوؒ کلمہ دولت ساری ھُو

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شرح در شرح
عقل بیدار

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْن وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ الْکَرِیْمِ وعلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

عقل بیدار کے حوالہ سے تین قسم کے علوم کا ذکر کیا جاتا ہے۔

۱۔ علم الکتاب یعنی تصرفات کا علم

۲۔ علم کیمیائے ہنر

۳۔ علم نعم البدل

۱۔ علم الکتاب: یہ تصرفات کا علم ہے۔ جو انبیاء علیہ السلام کے معجزات کا ہی حصہ ہے جو اُمتی اولیاء اللہ کو عطا کیا جاتا ہے قول تعالیٰ۔ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ آیَاتِیْ وَیُزَکِّیْھِمْ وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ ۝ (القرآن) اللہ تعالیٰ نے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں چار چیزیں بیان کی ہیں۔

اوّل یہ کہ آپ لوگوں پر قرآن مجید کی تلاوت باتاثیر کرتے ہیں جس کے کان میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز پڑ جاتی۔ وہ فورا دین اسلام میں داخل ہو کر آپ کی غلامی اختیار کر لیتا۔ سلطان العارفین کا کلام بھی قرآن مجید کی تفسیر باتاثیر ہے۔ جو کوئی اسے ایک بار پڑھ لیتا ہے اس کی نظروں میں دنیا حقیر اور اللہ و رسول محبوب ہو جاتے ہیں۔

دوم یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کا تزکیہ نفس کر کے ان کو پاک کر دیتے ہیں۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کوئی بھی شخص جس قسم کی نیت اور دل لے کر آیا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے اسی گروہ میں شامل کر دیا کافر نے جب حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بات ماننے سے انکار کر دیا اور اس کیلئے ڈرانا یا نہ ڈرانا برابر ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے اسکے دل پر کفر کی پختہ مہر لگا دی۔ قولہ تعالیٰ۔ خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ ○ اور جب کوئی منافق شک و شبہات بھرا نفاق سے پر بیمار دل لے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا خلوص دل سے ایمان نہیں لایا اور اس نے اپنے بیمار دل کی اصلاح و علاج کی طرف توجہ نہیں دی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی منافقانہ حرکات کی وجہ سے ان کے دل کے مرض کو اور بڑھا دیا قولہ تعالیٰ۔ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا ○ اور اگر کوئی شخص خلوص نیت سے اللہ و رسول پر ایمان لے آیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں ایک دوسرے کیلئے محبت پیدا کر دی جب انہوں نے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی غیر مشروط غلامی اختیار کر لی وہ اللہ پر راضی ہو گئے اور اللہ ان پر راضی ہو گیا تو ان کو رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ وَرَضُوْا عَنْهُمْ ○ کا خطاب ملا اور حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے جانثار صحابیؓ کہلائے جب کوئی ایسا شخص حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں میں ہاتھ دے کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دست بیعت ہوتا اور آپ اسے کلمہ طیبہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلقین فرماتے۔ تو اس پ

اسم اللہ ذات کا تصور کھل جاتا اور وہ جدھر دیکھتا اسے اسم اللہ ذات کا نور ہی نظر آتا اس طرح اہل ایمان کے دلوں میں اس قدر محبت کا جذبہ پیدا ہو جاتا کہ انہیں ایک دم کیلئے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرقت گوارا نہ ہوتی گھر جاتے تو آٹا گوندھ کر روٹی پکانے کی بجائے آٹا پانی میں گھول کر پی لیتے تا کہ وقت ضائع نہ ہو اور دوبارہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں حاضر ہو جاتے جب رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نماز کیلئے وضو فرماتے تو صحابہؓ پانی کا ایک قطرہ زمین پر نہ گرنے دیتے جس کسی کو یہ سعادت میسر نہ ہوتی وہ دوسرے صحابیؓ کے گیلے ہاتھوں پر اپنا ہاتھ رگڑ کر اسے اپنے منہ پر مل لیتا۔ اللہ کی راہ پر مال خرچ کر دینے کے اعلان پر اپنا سب کچھ اللہ کی راہ میں قربان کر دینے سے ہرگز دریغ نہ کرتے اپنی ضرورتوں پر مساکین یتامیٰ اور بیوہ عورتوں کی ضروریات کو ترجیح دیتے پس حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نگاہ سے ہی ان کا ایسا تزکیہ کر دیتے کہ وہ دنیا میں ستاروں کی مانند رہنما بن کر چمکے اسی لئے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں جو کوئی ان کی پیروی کرے گا کبھی گمراہ نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ० جس کا تزکیہ نفس ہو گیا، اُسی نے فلاح پائی۔

سلطان العارفینؒ نے مرشد کی تین صفات بیان کی ہیں۔

۱- شریعت کا پابند ہو۔

۲- طالب کو دست بیعت کر کے اس کا نفس مردہ اور قلب زندہ کر دے۔

۳- طالب کی دستگیری کر کے حضوری مجلس میں پیش کرنے کی طاقت رکھتا ہو۔

۴- ایک ہی نگاہ سے تزکیہ نفسی کر کے طالب کے وجود کو نور بنا دے۔

سلطان العارفین نے فرمایا۔

بیت

طالب بیا، طالب بیا، طالب بیا
تارسانم روز اول با خدا

سوم یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم علم الکتاب کی بھی تعلیم دیتے۔ علم الکتاب سے مراد تصرفات کا علم ہے۔ اسی علم کی قوت سے حضرت عمر فاروقؓ نے جمعہ کا خطبہ دیتے ہوئے تین سو میل دور میدان جنگ میں اپنے سالار کو ''یَا سَارِیَہ اِلَی الْجَبَلِ'' اے ساریہ پہاڑ کی طرف سے دشمن حملہ آور ہو رہا ہے کی آواز دے دی تھی جسے سالار فوج نے سن لیا اور میدان جنگ میں اپنی پوزیشن مستحکم کر لی۔

عبید اللہ ابن الجراح مسلمان افواج کے سالار تھے مسلمان فوجیں ایران پر حملہ آور ہو رہی تھیں راستہ میں دریائے جیحون سیلاب زدہ تھا پل کو ایرانیوں نے توڑ دیا تھا کسی صورت دریا پار نہ کیا جا سکتا تھا ایسی حالت میں مسلمان کمانڈر نے حکم دیا کہ دو دو گھوڑے برابر رکھتے ہوئے دریا عبور کریں جب ایرانی افواج نے اسلامی فوج کو اس طرح دریا عبور کرتے ہوئے دیکھا تو ''دیوان آمدند'' دیو آ گئے کا نعرہ لگاتے ہوئے بھاگ کھڑے ہوئے جب اسلامی لشکر دریا پار کر گیا تو کمانڈر نے اپنے فوجیوں کو مخاطب کر کے کہا کہ کسی کا کوئی نقصان تو نہیں ہوا ایک سپاہی نے کہا کہ اس کا لکڑی کا پیالہ پانی میں گر گیا ہے جس پر عبید اللہ ابن الجراح نے دریا کو حکم دیا کہ اس سپاہی کا پیالہ واپس کر دیا جائے۔ لوگوں نے دیکھا کہ دس پندرہ منٹ بعد پیالہ پانی کی لہروں کے زور پر کنارے سے آ لگا۔

افریقہ میں قیروان کے مقام پر ایک بڑا گھنا جنگل تھا جس میں ہر قسم کے درندے سانپ وغیرہ موجود تھے۔ جس کی صفائی ایک بہت بڑا مسئلہ تھا۔ کمانڈر

نے چند اصحابؓ کو ساتھ لیا اور جنگل کے کنارے پر درندوں چرندوں اور دوسرے حشرات الارض کو مخاطب کر کے فرمایا میرے ساتھ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابیؓ بھی موجود ہیں اے جنگل کے باسیو میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ تین دن کے اندر اندر جنگل کو خالی کر دو کیونکہ ہم نے اس جگہ فوجی چھاؤنی قائم کرنی ہے لوگوں نے دیکھا کہ جنگل میں ہلچل مچ گئی اور ہر کوئی اپنی اور اپنے بچوں کی جان بچانے کیلئے بھاگ کھڑا ہوا اور کمانڈر نے جنگل کٹوا کر وہاں فوجی چھاؤنی قائم کر دی۔

قرآن مجید میں بھی علم الکتاب سے تصرف کی مثال موجود ہے حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے درباریوں کو مخاطب کر کے فرمایا وہ کون ہے جو ملکہ سباء کا تخت تین سو میل دور سے لا کر حاضر کر دے ایک جن اٹھ کھڑا ہوا اور اس نے عرض کی میں طاقت ور بھی ہوں اور دیانتدار بھی تخت کو اتنے عرصہ میں پیش کر سکتا ہوں جب تک کہ آپ اس مجلس میں موجود ہیں۔ سلیمان علیہ السلام نے فرمایا نہیں مجھے اس سے بھی پہلے چاہیے پھر علم الکتاب کے عالم آصف بن برخیاہ کھڑے ہوئے اور عرض کی آپ کی آنکھ کی پتلی ادھر سے ادھر ہونے کے عرصہ میں تخت حاضر کر دیتا ہوں پس جب سلیمان علیہ السلام نے نگاہ اٹھا کر دیکھا تو تخت موجود تھا۔ آپ نے کہا خدا تعالیٰ کا شکر ہے جس نے اپنے بندے کو اس قدر نعمتوں سے نوازا تا کہ وہ دیکھے کہ میں اس کا کس قدر شکر گزار بندہ ہوں۔

سلطان العارفین نے بھی علم الکتاب کے موضوع پر بہت سی کتابیں تصنیف کی ہیں مثلاً تیغ برہنہ' امیر الکونین' کلید جنت' عقل بیدار' کلید التوحید' دیدار بخش' مجالسۃ النبیؐ وغیرہ۔

اللہ تعالیٰ نے اولاد آدمؑ کو علم کی وجہ سے شرف بخشا ہے ظاہری حواس خمسہ کی طاقت سے عقل کو پیدا کیا ہے۔ حس مشرک کو یادداشت کا خزانہ بنا دیا

ہے اسی طرح باطن میں مختلف حسیں پیدا کر کے انسان کو قوت کا خزانہ عطا کر دیا ہے۔ جس سے وہ صاحب تصرف ہو جاتا ہے ابتدائی تصرفات کیلئے باطنی قوتوں کو اثباتی صورت میں (Develop) کیا جاتا ہے۔

قولہ تعالیٰ: کُلَّ یَوْمٍ هُوَ فِیْ شَانٍ ‎o وہ ہر روز ایک نئی شان میں جلوہ گر ہوتا ہے۔

علم نعم البدل: اللہ رب العزت نے ہر شے کا نعم البدل پیدا کیا ہے۔ مثلاً برائی کا نعم البدل اچھائی۔ جھوٹ کا نعم البدل سچ۔ بدراہی کا نعم البدل صراطِ مستقیم، رات کا نعم البدل دن۔ ظلمات کا نعم البدل نور غرضیکہ اللہ تعالیٰ نے ہر ایک چیز کے دو رخ پیدا کیے ہیں ایک برا اور دوسرا اچھا پس انسان وہی ہے جو ہمیشہ اچھا راستہ اختیار کرے۔

قولہ تعالیٰ: فَفِرُّوْٓا اِلَی اللّٰهِ (اللہ کی طرف بھاگو) بعض لوگوں نے اس کو فَفِرُّوْا مِنَ اللّٰهِ – اللہ تعالیٰ کی طرف سے الٹا (دنیا) کی طرف بھاگنا سمجھ رکھا ہے۔

یوم الست جب رب تعالیٰ نے ارواح سے اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ کیا میں تمہارا رب ہوں کا عہد لیا اور جملہ ارواح نے قَالُوْا بَلٰی کہہ کر اس کی ربوبیت کا اقرار کیا۔ اس مقام پر ارواح کے اقرار کی صداقت پرکھنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے دنیا کو پیدا کیا تو اس کی زیب و زینت دیکھ کر نو حصہ ارواح دنیا کی طرف مائل ہو کر بھاگ کھڑی ہوئیں بقایا ایک حصہ ارواح کے سامنے قدرت کاملہ نے جنت کو پیدا فرمایا تو اس کی نعمتوں حور و قصور کو پسند کر کے مزید نو حصہ ارواح جنت کی طلبگار بن کر جنت میں داخل ہو گئیں یہ اہل تقویٰ صالحین پرہیز گاروں زاہد و عابد لوگوں کی ارواح ہیں۔

ایک حصہ ارواح جو بارگاہ الٰہ میں موجود ہیں۔ انہوں نے نہ تو دنیا کو نظر

بھر کر دیکھا اور نہ ہی جنت اور اس کی نعمتوں کو اختیار کیا اللہ تعالیٰ نے ان سے مخاطب ہو کر پوچھا اے ارواح کہ تم نہ تو دنیا کے طلبگار ہو اور نہ ہی جنت کے خواہشمند پھر مجھ سے کیا طلب کرتے ہو؟ ان روحوں نے عرض کیا یا اللہ ہم تیری بارگاہ سے تجھی کو طلب کرتے ہیں۔ پس یہ انبیاء علیہ السلام اولیاء و عظام کی ارواح ہیں۔ قولہ تعالیٰ- مِنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّھَدَاءِ وَالصّٰلِحِیْنَ وَ حَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیْقًاO یہ انبیاء ہیں اور صدیقین ہیں اور شہداء ہیں اور صالحین (اولیاء اللہ فقراء) ہیں اور یہ کیسے اچھے ساتھی ہیں (جو ایک دوسرے کی رفاقت کا حسن ہیں)

قارئین کرام آپ نے دیکھا کہ روحوں کی درجات بندی کہ کون کافر ہے کون منافق کون دنیا دار ہے اور کون طالب مولیٰ ہے روز ازل ہی ہو چکا پھر دنیا کو دار الامل امتحان گاہ کیوں بنا دیا گیا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو یہ اختیار دے دیا ہے کہ اگر کوئی ولی اللہ کفر کی راہ اختیار کرے گا تو نعم البدل کے اصول سے وہ کافر ہو جائے گا اور اگر کوئی کافر نعم البدل کے قانون سے اللہ تعالیٰ کا قرب اور معرفت حاصل کرنا چاہے گا تو اللہ تعالیٰ اسے اپنا ولی بنا کر اولیاء اللہ کی صف میں داخل کر دے گا۔ ایسا اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر تمام حجت پورا کرنا چاہتے ہیں تا کہ وہ قیامت کے روز ایسا نہ کہہ سکیں کہ انہیں تو اپنا اقرار یاد ہی نہ تھا۔

علم نعم البدل کا ایک دوسرا پہلو بھی ہمارے سامنے ہے دنیا میں بعض لوگ امیر ہیں بعض لوگ غریب امراء تو دولت کے بل بوتے پر حج سے مشرف ہو جاتے ہیں لیکن غرباء پر حج اگرچہ فرض نہیں رہتا۔ تاہم ان کا دل اس طلب میں بار بار دھڑکتا ہے اور ان کی آنکھیں بارہا پرنم ہو جاتی ہیں کہ کاش وہ بھی دولتمند ہوتے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ مکہ معظمہ اور روضۃ الرسول مدینہ منورہ میں حاضری

دیتے اس کیلئے اللہ تعالیٰ نے ہمیں نعم البدل کا قاعدہ عطا کر دیا ہے فقیر کو چاہیے کہ خیال کی قوت سے پرواز کر کے کعبہ مکرمہ میں داخل ہو کر باقاعدہ نیت باندھ کر نوافل ادا کیا کرے طواف کعبہ کر کے اپنے لئے لوگوں کیلئے عزیز و اقارب کیلئے دعائیں کیا کرے۔ اسی طرح اپنے باطنی وجود کو اپنے آپ کو خیال میں لا کر مدینہ منورہ پہنچ کر مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں نوافل ادا کیا کرے اور روضۃ الرسول کی طرف رخ کر کے دونوں ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو کر درود و سلام کا ہدیہ خدمت رسالتمآب میں پیش کیا کرے ابتداء میں تو آنکھیں بند کرنے کی ضرورت پیش آئے گی بالآخر کھلی آنکھوں لوگوں کے ساتھ ہم کلام رہتے ہوئے بھی یہ کیفیت دائمی ہو جائے گی وہ کیسا خوش نصیب شخص ہوگا جو ظاہر میں تو لوگوں کے درمیان موجود ہو اور باطن میں اللہ و رسول کی بارگاہ میں حاضر ہو۔ ایسی حالت میں بعض فقیر ہزاروں وجود اختیار کر کے خود امام اور خود مقتدی بن کر نماز ادا کرنے لگتے ہیں۔ گوجرانوالہ میں ایک حافظ صاحب جب نماز کی امامت کیلئے کھڑے ہوتے ہیں تو کعبہ ان کے سامنے موجود ہوتا ہے اور بیگوال ضلع خوشاب کے ایک زمیندار جن کا انتقال ہو چکا ہے اللہ ان کی قبر کو روشن کرے ہر نماز کھلی آنکھوں مسجد نبوی میں ادا کیا کرتے اسی قوت سے فقراء باطنی وجود کے ساتھ کعبہ مکرمہ یا مدینہ منورہ میں نماز باجماعت ادا کر لیتے ہیں۔

علم الکتاب کیا ہے؟: اللہ تعالیٰ نے انسان کو پانچ حواس جنہیں حواس خمسہ کہتے ہیں عطا کئے ہیں جو اپنی اپنی جگہ ایک قوت کی حیثیت رکھتے ہیں۔

۱- قوت باصرہ	دیکھنے کی قوت
۲- قوت سامعہ	سننے کی قوت
۳- قوت ذائقہ	چکھنے کی قوت
۴- قوت لامسہ	چھونے کی قوت

۵- قوت شامہ   سونگھنے کی قوت

یہ پانچوں حسیں اکٹھی کام کرتی ہیں اور اپنی اپنی حس سے کام لے کر حس مشترک کو منتقل کر دیتی ہیں مثلاً ایک سیب کی شکل اور رنگ اور سائز کو ہم آنکھوں سے دیکھتے ہیں اسے ہاتھوں سے چھوتے ہیں ناک سے اس کی خوشبو کا احساس کرتے ہیں سیب کو کھا کر اس کا ذائقہ محسوس کرتے ہیں اسی طرح جب کسی قسم کی آواز پیدا ہوتی ہے تو اسے کانوں سے سنتے ہیں جب یہ تمام احساسات حس مشترک میں جمع ہو جاتے ہیں تو حس مدرکہ اس کا ادراک کر کے اسے سیب کا نام دے دیتی ہے اور سیب کی ہر خصوصیت قوت حافظہ میں محفوظ ہو جاتی ہے اور ہم اسے بھول جاتے ہیں اسے طاق نسیان میں رکھ دیتے ہیں لیکن جب کبھی ہم اس کو Recall کرتے ہیں تو سیب یا وہ چیز اپنی تمام تر خصوصیات کے ساتھ دماغ کی پردہ سکرین پر عیاں ہو جاتی ہے۔

پس جہاں پر ہمیں حواس خمسہ سے بے شمار فوائد حاصل ہو رہے ہیں وہیں پر ایک بہت بڑا نقصان بھی ہو رہا ہے ہم آنکھوں سے جو کچھ فواحشات دیکھتے ہیں وہ بھی ریکارڈ ہو جاتا ہے جو کوئی بری بات سنتے ہیں وہ بھی لکھی جاتی ہے جن لذات پر ہم جان دیتے ہیں ان کا ایک ایک لمحہ نوٹ کیا جا رہا ہے غرضیکہ ہمارے حواس خمسہ ہی ہمارے خلاف ہماری بداعمالیوں کا ریکارڈ جمع کر رہے ہیں اور ایک روز ایسا بھی آنے والا ہے جب ہمارے ہاتھ پاؤں ہمارے خلاف گواہی دیں گے اور جو کتاب ہم لکھ رہے ہیں اس کو پڑھنے کا حکم ہوگا "اِقْرَاء بِکِتٰبَکْ" اپنی کتاب پڑھ حواس خمسہ نفس کے کارندے ہیں۔ جن سے کام لے کر وہ اپنے راستے معین کرتا ہے نفس کی چار اقسام ہیں۔

اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَۃٌ بِالسُّوْٓءِ ۝ (القران)

۱- نفس امارہ: جو برائی کا حکم دیتا ہے اور یہ کافر نفس ہے۔

۲-نفس لوامہ: جب نفس امارہ کا کسی قدر تزکیہ ہو جاتا ہے تو وہ برے کاموں پر ملامت کرنے لگتا ہے جسے ضمیر کی آواز کہتے ہیں جب یہ آواز گناہوں کے بوجھ تلے دب جاتی ہے تو انسان اچھائی برائی کی تمیز کھو دیتا ہے ایسے ہی لوگوں کو حیوان بلکہ حیوانوں سے بدتر کہا گیا ہے ایسا شخص مردہ دل بے ضمیر ہو جاتا ہے۔

۳-نفس ملہمہ: جب نفس لوامہ کا خوب تصفیہ ہو جاتا ہے تو ضمیر کی آواز الہام کی صورت اختیار کر لیتی ہے اور نفس ملہمہ سے اس کو اچھی بری نیک و بد باتوں کا الہام ہونے لگتا ہے۔

۴-نفس مطمئنہ: جب نفس ملہمہ مزید ترقی کر کے مطمئنہ کے درجہ میں داخل ہو جاتا ہے تو وہ اس آیت کے مصداق ہو جاتا ہے قولہ تعالیٰ- یٰاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ رْجِعِیْ اِلٰی رَبِّکِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً وَّادْخُلِیْ فِیْ جَنَّتِیْ ٥ اے نفس مطمئنہ اپنے رب کی طرف رجوع کر لے اور راضی خوشی جنت میں داخل ہو جا۔

اللہ تعالیٰ نے ہر عمل کا ایک ظاہر اور ایک باطن بھی رکھا ہے۔ مثلاً (۱) ظاہری نماز رکوع و سجود سے ادا کی جاتی ہے۔ جب کہ باطنی نماز ذکر دائمی پیوستہ یا ستغراق کو کہتے ہیں۔ (۲) ظاہری حج تو طواف کعبہ اور مناسک حج کی ادائیگی کا نام ہے جب کہ باطنی حج طواف مدینۃ القلب اور دیدار اللہ کو کہا جاتا ہے۔ (۳) ظاہری زکوٰۃ تو نصاب کے مطابق اپنا مالِ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا نام ہے جس سے مال پاک ہو جاتا ہے۔ جب کہ باطنی زکوٰۃ اپنے وجود کی زکوٰۃ ادا کر کے قلب محمود حاصل کرنا ہے جس سے وجود پاک ہو جاتا ہے۔ (۴) ظاہری روزہ تو اپنے آپ کو ایک وقت معینہ کیلئے اللہ کی خاطر حلال چیزوں سے ہاتھ روک لینے کو کہتے ہیں جس سے وجود میں تقویٰ پیدا ہو جاتا ہے اور روزہ دار حلال میں بھی پرہیزگاری اختیار کر لیتا ہے جب کہ باطنی روزہ یہ ہے کہ صبر اختیار کرے اور اپنے حواس خمسہ پر پہرہ لگا کر ان کو برائیوں سے

روک دے اور اپنے دل کی پاسبانی کرے کہ اس میں ماسوئی اللہ کوئی خیال غیر داخل نہ ہونے دے۔

اللہ تعالیٰ نے حواس خمسہ کے ساتھ پانچ باطنی حواس بھی انسان کو عطا کیے ہیں۔

باطنی حواس کیسے کام کرتے ہیں: جب تک ظاہری حواس کو بند نہ کیا جائے باطنی حواس کام نہیں کرتے۔ سلطان العارفین نے اس عمل کو حبس حواس کا نام دیا ہے مولانا روم نے فرمایا

چشم بندولب یہ بندو گوش بند
تا نہ بینی سر حق برمن بخند

ہندی صوفیاء نے کہا۔

آنکھ ناک کان کمہ بچ کے نام زنجن لے
اندر کے پٹ تب کھلیں جب باہر کے پٹ دے

حبس حواس کے بہت سے طریقے ہیں۔

دنیا دار خواب میں اپنے وجود سے باہر نکل کر عالم ناسوت کی سیر کرتے ہیں۔

شریعت خواب وصال میں اپنے باطنی وجود سے اپنی ہی صورت میں باہر نکل کر سیر کرتے مختلف مقامات پر حاضر ہوتے عالم ارواح میں داخل ہو کر اپنے فوت شدگان سے ملاقات کرتے ان سے ہمکلام ہوتے ان کے ساتھ کھاتے پیتے ہیں بعض عالم حبس حواس خواب وصال کے اس عالم میں نماز ادا کرتے ہیں اذان دیتے ہیں بعض عالم کبھی کبھی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے بھی مشرف ہو جاتے ہیں امام اعظم رحمتہ اللہ نے فرمایا کہ مجھے خواب میں ستر بار رویت باری تعالیٰ کا شرف حاصل ہوا بعض لوگ استخارہ کرکے خواب میں حبس

حواس کے بعد کسی کام کے نیک و بد احوال سے آگاہ ہو جاتے ہیں۔

اہل طریقت مراقبہ میں دل کی طرف متوجہ ہو کر ظاہری حواس خمسہ کو بند کر کے تین کام کرتے ہیں۔

اول دل کی نگہبانی اور حفاظت کرتے ہیں تا کہ اس میں کوئی خیال غیر داخل نہ ہونے پائے۔

دوم یہ کہ وہ مراقبہ میں مختلف مقامات کی سیر کرتے اور مختلف لوگوں سے حیات و ممات میں ملاقات کرتے ہیں۔

سوم یہ کہ وہ دل کی سلطنت میں دیدار انوار پروردگار سے مشرف ہوتے ہیں۔

چہارم یہ کہ وہ حضوری مجلس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں داخل ہو جاتے ہیں یا یہ کہ اہل طریقت معنوی موت۔ مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا سے حبس حواس کر لیتے ہیں جس سے ان کا نفس خصائص ذمیمہ سے مردہ ہو جاتا ہے سلطان العارفین نے تیغ برہنہ میں فرمایا کہ جو کوئی کلمہ طیب کے جز لا الٰہ کا ذکر دم کرتے ہوئے نفی کی کنہ اختیار کر کے خود سے بے خود ہو جاتا ہے تو اس پر معنوی موت طاری ہو جاتی ہے اس طرح وہ مراتب موت کے تمام مقامات کو طے کر لیتا ہے اس کیفیت کو مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا مرنے سے پہلے مر جاؤ بھی کہتے ہیں یہ حال مراقبہ سے زیادہ قوی ہوتا ہے۔ جس سے نفس مردہ ہو جاتا ہے۔

اہل حقیقت مکاشفہ کے ذریعے حبس حواس کر کے ہر قسم کی طیر سیر اور روحانیوں سے ملاقات کر لیتے ہیں کشف والا شخص نیم دروں نیم بروں کی کیفیت میں ہوتا ہے کہ اس کے ظاہری حواس بستہ ہو جاتے ہیں اور باطن کا کام شروع ہو جاتا ہے کشف کی تین اقسام ہیں:

(۱) کشف القبور

(۲) کشف القلوب

(۳) کشف الحضور

(۱) **کشف القبور:** یہ عاملین کا کام ہے جس سے وہ صاحب قبر سے رابطہ قائم کر کے عالم برزخ میں اس کی کیفیت و حالات سے آگاہی حاصل کرتے اور اس سے ہم کلام ہو جاتے ہیں۔ طریقہ اس کا یہ ہے کہ قبر کی بائیں جانب پشت بقبلہ بیٹھ کر کشف قبور کا عامل صاحب قبر کے ایصال کیلئے قرآن مجید کی تلاوت کے بعد چند بار سورۃ اخلاص پڑھتا ہے اول آخر درود شریف بھی پڑھتا ہے اور سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ "رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلٰئِکَةِ وَالرُّوْحُ" کی تسبیح کرتا ہے اور اپنے قلب اور اہل قبر کے قلب پر تین تین بار شدت سے الروح' الروح' الروح' کی چند ضربیں لگاتا ہے اور مراقب ہو جاتا ہے جس سے حبس حواس ہو کر صاحب قبر سے رابطہ قائم ہو جاتا ہے اگر حواس بند نہ ہوں اور نیم بے ہوشی کی کیفیت واقع نہ ہو تو جان لو! عامل خود ابھی ناقص ہے صاحب قبر سے رابطہ کرنے کی قوت نہیں رکھتا۔

(۲) **کشف القلوب:** جو شخص کثرت سے دم کے ساتھ اللہ ھو کا ذکر کرتا رہتا ہے اور اس کی ضرب دل پر لگانے کی مشق کرتا ہے تو ذکر کی کثرت اور ھو کی جلالیت سے اس کے وجود میں سکر کی ایک کیفیت پیدا ہو جاتی ہے جس سے مکاشفہ کے لائق حبس حواس ہو کر صاحب ذکر پر کشف القلوب کھل جاتا ہے اس سے ملنے والے لوگوں کے دلوں میں جو بھی اچھے برے خیالات پیدا ہوتے ہیں وہ ان پر آگاہ ہو جاتا ہے کبھی بیان کر دیتا ہے کبھی خاموش رہتا ہے کشف القلوب بھی خدا تعالیٰ کی راہ کا ایک حجاب ہے جس میں بہت سے اللہ ھو کے ذاکر مبتلا ہو جاتے ہیں بظاہر عوام الناس کی نظروں میں وہ بڑے صاحب کشف

فقیر ہوتے ہیں گلزار سائیں جو سلطان العارفین کے سلسلہ میں کامل فقیر ہوئے ہیں آپ کا آبائی وطن تو جھنگ ہے لیکن آپ کوہستان نمک کھیوڑہ کے دامن پنڈ دادن خان میں رہتے تھے وہیں پر آپ کا مزار زیر تعمیر ہے فقیر کی ملاقات جب آپ سے ہوئی تو، آپ نے ازراہ شفقت بغل گیر ہو کر کشف القلوب عطا فرما دیا لیکن فقیر نے اسی لحہ باطن میں یہ کہہ کر واپس کر دیا کہ فقیر تو ابھی اپنی دلیلوں سے فارغ نہیں ہوا۔ دوسروں کے وسوسے خطرات سے آگاہی مجھے کیا فائدہ دے گی۔

(۳) کشف الحضور: تصور اسم اللہ ذات کے فقیروں کو مکاشفہ میں حضوری راہ کھل جاتی ہے اور وہ ہر قسم کی حضوری مجلس سے مشرف ہو جاتے ہیں اہل معرفت کو حبس حواس فنا فی اللہ میں ہوتا ہے۔ جس سے وہ بقا باللہ لقاء اللہ سے مشرف ہو جاتے ہیں۔

فنا فی اللہ دو طرح سے ہوتے ہیں۔

اول فنا فی اللہ ہونے کیلئے اسم اللہ ذات کا تصور کیا جاتا ہے حروف اسم اللہ ذات سے شعلہ نور ظاہر ہو کر صاحب تصور کو اپنی لپیٹ میں لے لیتا ہے جس سے ظاہری حواس بستہ ہو کر باطنی حواس کھل جاتے ہیں۔

دوم اسم اللہ ذات کے نور کا تصور کیا جاتا ہے اور اس نور میں با تصور گم ہو کر حبس حواس کر لیا جاتا ہے۔

فنا فی اللہ کے عمل پر مداومت اختیار کرنے سے آہستہ آہستہ حواس خمسہ ظاہری پر اس فناہ کی کیفیت کا غلبہ ہو جاتا ہے اور حواس خمسہ ظاہری بھی کام کرتے رہتے ہیں اور بغیر گم ہوئے استغراق فی اللہ غالب ہو جاتا ہے اور فقیر کھلی آنکھوں سے ہی اس کیفیت کا عادی ہو جاتا ہے اس حالت کو بقاء باللہ کہتے ہیں جس میں فقیر کو دو مقامات حاصل ہو جاتے ہیں۔

(۱) مقام تجرید (۲) مقام تفرید

۱- **مقام تجرید:** مجرد ہونے کا مقام ہے جس میں نفس قلب کی صورت اختیار کر لیتا ہے قلب روح کی صورت روح سر کی صورت اپنا لیتی ہے اور چاروں مل کر نور کی صورت ظاہر ہو جاتے ہیں جسے جمیعت کا جامع نور کہتے ہیں۔

بیت

چار تھا میں تین ہو کر دو ہوا
دوئی سے گزرا تو پھر یکتا ہوا

۲- **مقام تفرید:** یہ وہ کیفیت ہے جس میں فقیر فرد و واحد بن جاتا ہے اگرچہ ہزاروں لوگوں سے میل جول رکھے پھر بھی فرد واحد ہی رہتا ہے اسی حال کے متعلق بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں تیس سال سے اللہ جل شانہ کے ساتھ محو ہوں اور لوگ سمجھتے ہیں کہ ہمارے ساتھ ہم کلام ہے ایسی حالت میں لوگوں سے میل جول فقیر پر کچھ اثر انداز نہیں ہوتا سلطان العارفین نے فرمایا ہے مشت خاک مکدر نمی کند دریارا- کہ خاک کی ایک مٹھی دریا کو گدلا نہیں کر سکتی کیونکہ فردانیت کے فقیر دنیا میں رہتے ہوئے بھی اس سے الگ ہوتے ہیں۔

ایسے فقراء بقا باللہ میں کھلی آنکھوں سے حبس حواس میں کامل ہوتے ہیں اس لئے انہیں کسی بھی قسم کے مشاہدات' طیر سیر' روحانیوں سے ملاقات کیلئے آنکھوں کو بند کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی ایسے فقیر کو ہی عین العیانی کہا جاتا ہے پس معلوم ہوا کہ حبس حواس ظاہری کے بغیر باطنی حواس نہیں کھلتے اور حبس حواس کیلئے خواب وصال' مراقبہ' مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا یعنی معنوی موت مکاشفہ' فنا فی اللہ اور استغراق فِی اللہ ہی Media یعنی درمیانی واسطہ کا کام کرتے ہیں وَمَا تَوْفِیْقِیْ

اِلَّا بِاللّٰہِ۔

بعض لوگ حبس دم سے ذکر کیا کرتے ہیں بعض لوگ قلب کو ذکر سے حرکت دیا کرتے ہیں اس سے کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا نہ تو باطنی مشاہدہ کھلتا ہے اور نہ ہی حضوری سے مشرف ہو سکتے ہیں۔

حواس خمسہ باطنی بھی پانچ قسم کے ہیں۔

(۱) قوتِ متصورہ

(۲) قوتِ متخیلہ

(۳) قوتِ متفکرہ

(۴) قوتِ واہمہ

(۵) قوتِ توجہ

سلطان العارفین نے اعمال جوارح اور ظاہری اعمال کی پابندی کے ساتھ حواس خمسہ باطنی کو بھی Develop کرنے پر زور دیا ہے ظاہری اور باطنی ہر دو اعمال کو انسان کیلئے دو پروں سے مشابہت دی ہے۔

(۱) قوتِ متصورہ: تصور کسی صورت کو قوت متصورہ سے اپنے تصور میں لانے کو کہتے ہیں قولہ تعالیٰ۔ هُوَ الَّذِیْ یُصَوِّرُكُمْ فِی الْاَرْحَامِ كَیْفَ یَشَآءُ ○ (آل عمران) اللہ تعالیٰ جس طرح چاہتا ہے ارحام میں تمام صورتیں بناتا ہے۔

تصور کیا ہے؟ سلطان العارفین نے فرمایا۔ جان لو! کہ تصور توفیق کا علم ہے یہ موسیٰ علیہ السلام کا عصاء ہے تصور آئینہ سکندری کی طرح جام جہان نما ہے تصور ابراہیم علیہ السلام کی مانند نار میں گلزار پیدا کر دیتا ہے تصور عیسیٰ علیہ السلام کے دم کی طرح مردہ کو زندہ کر دینے کی قوت رکھتا ہے تصور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی مثل اللہ تعالیٰ کی راہ میں جان دینے قربانی کا وسیلہ ہے تصور مہر سلیمانی کی مانند جن و انس پر حکمرانی کرنے کا نام ہے اور تصور حضرت محمد صلی اللہ علیہ

وسلم کی طرح روحانی عروج بخشتا ہے۔ تصور کئی اقسام کا ہے جو مختلف مقاصد کیلئے کیا جاتا ہے۔

(ا) تصور سے قرب حاصل کرنا

(i) اسم اللہ کے تصور سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے۔ جس میں شاہ رگ سے نزدیک الہام ہونے لگتا ہے۔

(ii) اسم محمد سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے تصور سے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا قرب حاصل ہوتا ہے۔

(iii) شیخ کی صورت کے تصور سے قرب شیخ حاصل ہوتا ہے۔

(۲) رب تعالیٰ کی شناخت کے چار تصورات

اوّل تصور موت

دوم تصور محبت با مشاہدہ

سوم تصور معرفت با معراج مشرف دیدار پروردگار

چہارم تصور ملازم مجلس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

۳۔ تصور سے خطرات و وساوس سے خلاصی: اسم اللہ ذات کا تصور خطرات وساوس وہمات خیالات کے تماشے سے باز رکھتا ہے اور تصور سے قرب الٰہی معرفت اور حضوری حق حاصل ہو جاتی ہے اس کا خواب بمنزلہ بیداری ہو جاتا ہے اور بالآخر رویت اللہ دیدار سے مشرف ہو جاتا ہے۔ اسم اللہ کے تصور سے لاھوت اور لامکان صاف صاف دکھائی دیتے ہیں قرب رحمان حاصل ہوتا ہے یہ تصور زمین و آسمان کے طبقات کے تماشے سے باز رکھتا ہے۔

تصور سے دیدار الٰہی کا طریقہ: دیدار الٰہی کے لئے کس علم کو راہ ہے؟ اور کونسا علم اس کا گواہ ہے؟ یہ بات اسم اللہ ذات کے تصور سے حاصل ہوتی ہے جس میں بارگاہ آلہ سے وحی النفس، وحی القلب، وحی الروح اور وحی السر کے ذریعے

الہام ہوتا ہے۔ اسم اللہ ذات کے تصور سے نفس، قلب روح اور سر سب کے سب نور ہو جاتے ہیں طالب دیدار سے مشرف ہو جاتا ہے یہ مراتب اس شخص کے ہیں جس کا باطن معمور اور وجود مغفور ہو۔

تصور کی اصل بنیاد اسم اللہ ذات کے تصور کا استغراق ہے جس میں اسم میں گم ہو کر بامسمّٰی کی صورت اختیار کر لیتے ہیں تصور اسم اللہ ذات فنا فی اللہ سے بقا باللہ میں ایسی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے کہ ان کا ہی تصور ہے محفل ہو کہ تنہائی کا مصداق بن جائے اور ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا نور فقیر پر غالب آ جائے اور عین العیانی صورت میں بھی یہ کیفیت باقی رہے۔ قولہ تعالیٰ - وَاذْكُرْ رَّبَّكَ اِذَا نَسِيْتَ ہ اپنے آپ کو بھول کر (استغراق فی اللہ) میں اپنے رب کا ذکر کیا کر۔

قوت واہمہ: قوت واہمہ ان معانی جزیہ کا ادراک کرتی ہے۔ جو صورتوں کے متعلق ہیں اس قوت کا مقام دماغ کا درمیانی بطن ہے حکماء کے نزدیک اس کا مادہ سوداوی ہے جس کی وجہ سے وہم کے مریضوں کو وہمی صورتیں دکھائی دینے لگتی ہیں ہسٹریا کی مریض عورتیں بھی وہم کا شکار ہو جاتی ہیں یہ قوت صور محسوسہ سے معنی کا ادراک کرتی ہے مثلاً بکری شیر کو دیکھ کر اس کی دشمنی کو محسوس کر لیتی ہے۔

واہمہ کو انگریزی زبان میں Hallucination کہا جاتا ہے اور نفسیات کے ماہرین اس کی تعریف کچھ یوں کرتے ہیں واہمہ ایک نامکمل اور ادھورا ادراک ہے واہمہ فرد کے اپنے ذہن کی پیداوار ہوتا ہے جس میں فریب نظر یعنی التباس کی طرح کسی خارجی مادی تہیج کی ضرورت کا علامتی اور جزوی ظہور ہوتا ہے ذہنی انتشار کی صورت میں اس کی شدت بڑھ جاتی ہے اوہام کی کئی اقسام ہیں۔

(۱) **مثبت اوہام:** یعنی تہیج موجود نہ ہونے کے باوجود فرد اسے موجود جاننا

ہے جیسا کہ ہسٹریا کے مریضوں کو اکثر بہت سی اشیاء نظر آتی ہیں جن کا کوئی وجود نہیں ہوتا۔ جیسا کہ صوفیا وہم وحدت کیا کرتے ہیں۔

(۲) منفی ادہام: یعنی اگر کوئی شے موجود تو ہو لیکن فرد اسے دیکھنے یا محسوس کرنے میں ناکام رہے۔

(۳) بصری ادہام: مثبت ہوتے ہیں اور ان میں فرد ان اشیاء کو دیکھتا ہے جو وہاں موجود نہیں ہوتیں مثلاً جن بھوتوں اور پریوں کی موجودگی۔ روحانیوں کو دیکھنا۔

(۴) سمعی ادہام: اس میں مریض ایسی آوازیں سنتا ہے جن کا وہاں کوئی وجود نہیں ہوتا۔ قوت واہمہ ہی سے الست بربکم کی آواز سنی جاتی ہے۔

قرآن مجید میں وہم کی بجائے لفظ ظن استعمال کیا ہے جس کے معنی وہم' گمان' شک اور جھوٹ کے ہیں۔ ظن کی دو اقسام ہیں۔

(۱) سوءظن '(۲) حسن ظن

سوءظن: یہ بدگمانی کی ایک قسم ہے جس کی بنیاد شک اور جھوٹ پر قائم کی جاتی ہے مثلاً رات کے اندھیرے میں درخت اور جھاڑیاں جن بھوت نظر آتے ہیں اور جھینگروں کی آواز درندوں کی آواز کی طرح دہشت ناک سنائی دیتی ہے بعض اوقات ہم قوت واہمہ اور شک کی بنا پر دو بہن بھائیوں کو اکٹھے دیکھ کر ان کے متعلق سوء ظن میں مبتلا ہو جاتے ہیں حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم بوقت شب اپنی بیوی صفیہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ اپنے گھر کی طرف تشریف لا رہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک عورت کو دیکھ کر دو انصاری صحابی تیز تیز چلنے لگے۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو آواز دے کر فرمایا میرے ساتھ میری بیوی صفیہؓ ہے۔ دونوں صحابیوںؓ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ سبحان اللہ (یعنی اس بات کو جتانے کی کیا ضرورت تھی اور اس میں بدگمانی کا کونسا موقع تھا)

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شیطان انسان کے اندر اس کے خون کی مانند دوڑتا ہے۔ سو مجھے یہ اندیشہ ہوا کہ تمہارے دل میں کوئی خیال آئے یا برائی کا خطرہ گزرے قولہ تعالیٰ۔ یَاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِیْراً مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ ٥ اے اہل ایمان بچتے رہو ظن سے بلا شبہ بعض ظن گناہ ہیں۔

حدیث پاک میں ارشاد ہوا۔ ایاکم والظن فان الظق اکذب۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بچو تم بدگمانی سے کیونکہ بدگمانی سب سے جھوٹی بات ہے۔ وہم سے انسان کے ذہن میں خوف پیدا ہوتا ہے جس سے تو ہم پرستی جنم لیتی ہے قدیم ایام میں بت پرستی کا رواج اسی قوت واہمہ سے پیدا ہوا۔ جب لوگوں نے آفات سماوی کو دیکھا اس سے دوچار ہوئے تو انہوں نے وہم سے یہ اندازہ لگایا کہ کوئی قوت ہے جو ان طوفانوں' ان بربادیوں ان خرابیوں کی ذمہ دار ہے ایسی صورتوں کے وہمی بت بنا کر ان کی پوجا شروع کر دی گئی فائدہ پہنچانے والے بت بھی تراشے گئے اور نقصان پہنچانے والے بت بھی بنائے گئے آج بھی ہندوستان میں کالی دیوی کے نام سے قہر کی دیوی کے بت موجود ہیں جن کے کئی کئی ہاتھ اور سر ہیں اور اس کے ہاتھوں میں انسانوں کے کٹے ہوئے سر ہیں جن سے خون ٹپکتا ہوا دکھایا گیا ہے۔ آج بھی ہندو قوم کے بعض توہم پرست اس کالی دیوی کے بت کے سامنے انسانوں کی بھینٹ چڑھاتے قربانی دیتے ہیں تاکہ کالی ماتا کی خوشنودی حاصل کی جاسکے ان کو وہم ہے کہ اگر کالی ماتا کو راضی نہ کیا گیا تو وہ ان پر عذاب نازل کر دے گی۔ اسی قسم کی توہم پرستی کی انتہا یہ ہوگئی ہے کہ اگر کسی کام کیلئے جاتے ہوئے کالی بلی راستہ کاٹ لے تو ان کے کام سرانجام نہ ہونے پر مہر لگ جاتی ہے۔

(۲) حسن ظن: نیک خیال اچھے گمان کو کہتے ہیں شریعت کے بیشتر معاملات کا دارومدار ظن پر ہے نسب کا ثبوت میراث کی تقسیم حدود و قصاص کا

اجراء ظن پر ہی ہوتا ہے جس میں ظن گواہوں کی شہادت سے یقین میں بدل جاتا ہے سفر میں ظن ہی سے قبلہ رخ کا تعین کیا جاتا ہے لڑائی جھگڑے میں تلف شدہ اشیاء کی قیمتوں کا تعین بھی ظن ہی سے کیا جاتا ہے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حسن الظن میں العبادۃ حسن ظن عبادت ہے۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے کہا۔ انا عند ظن عبدی فلیظن بی مایشاءؐ میں اپنے بندہ کے ظن کے ساتھ ہوں۔ سو جیسا چاہے میرے ساتھ گمان رکھے۔

منطقیوں کے نزدیک تصدیق کی سب سے ادنیٰ قسم ظن اور اعلیٰ قسم یقین ہے قرآن مجید میں جہاں ظن کی تعریف آئی ہے اور اس پر ثواب کا وعدہ فرمایا گیا ہے وہاں یقین مراد ہے اور جہاں اس کی مذمت کی گئی ہے اور اس پر عقاب کی دھمکی دی گئی ہے وہاں شک کے معنی ہیں۔

سلطان العارفینؒ نے سوئے ظن کو حسن ظن میں تبدیل کرنے اور قوت واہمہ کو درست سمت لگانے کیلئے وہم وحدت کی تعلیم دی ہے جو کوئی وہم سے وحدت کی طرف راغب ہوتا ہے اس کے وجود سے ہر قسم کا غل وغش بدگمانی شک اور جھوٹ نکل جاتا ہے اور ایسے شخص کو دعا اور بددعا کی ضرورت باقی نہیں رہتی کیونکہ اس کا ہر وہم مقام وحدت سے منجانب اللہ ہونے لگتا ہے جس سے بالآخر اسے سلطان الوہم کی قوت اور تصرف حاصل ہو جاتا ہے۔

قوتِ متفکرہ: تخیل اور تفکر ذہن کی اعلیٰ ترین سرگرمیوں اور پیچیدہ ترین کردار کو کہا جاتا ہے تفکر ایک ایسا ذہنی عمل ہے جس میں ان واقعات اور اشیاء کو علامتوں اشاروں یا مثالوں سے بیان کیا جاتا ہے جو ہمارے سامنے موجود نہیں ہوتے اور اک حال کی نمائندگی کرتا ہے یاد ماضی کے تجربات کی بحالی کا نام ہے اور تفکر سے مستقبل تک رسائی ہوتی ہے جسے ابھی عرصۂ وجود میں آنا ہے تفکر اس

شے کی فعال تلاش کرتا ہے جسے فرد چاہتا ہے اور جس کی وہ ضرورت محسوس کرتا ہے۔

تفکر ایک تصوری عمل ہے جس کی زبان علامتی ہوتی ہے تفکر کا عمل اس وقت شروع ہوتا ہے جب کوئی مسئلہ درپیش ہو جس کا بظاہر کوئی حل نظر نہ آئے اس کیلئے حافظے اور ماضی کے تجربات سے فائدہ اٹھایا جاتا ہے تفکر سے مراد خاموشی سے باتیں کرنا ہے علم نفسیات کے ماہرین' تمثال' تخیل' استدلال' خیال یا تصور کو بھی تفکر کے آلات میں سے شمار کرتے ہیں۔

اسلام میں تفکر کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کیلئے چار قسم کی کتابوں پر تفکر کی دعوت دی جاتی ہے۔

(۱) کتاب کائنات میں تفکر

(۲) کتاب قرآن مجید میں تفکر

(۳) کتاب وجود انسانی میں تفکر

(۴) کتاب کامل محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں تفکر

سلطان العارفینؒ نے فرمایا۔

ذکر کنوں کر فکر ہمیشہ ایہہ لفظ تکھا تلواروں ہو

راہ سلوک میں دو طرح کا تفکر کیا جاتا ہے۔

(۱) فنائے نفس کا تفکر: اس قسم کے تفکر سے نفس مردہ ہو جاتا ہے یہ تفکر کلمہ طیب کے جز لا الہ سے کیا جاتا ہے طریقہ اس کا یہ ہے کہ موتوا قبل ان تموتوا کی نیت کرے لا الہ کا ذکر دم کے ساتھ شروع کرے اور استغراق حاصل کرے جس سے نفس پہلے ہی روز مردہ ہو جائے گا اور طالب مولیٰ نجات یافتہ ہو جائے گا قولہ تعالیٰ۔ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ○ جس نے تزکیہ نفس کر لیا اس نے فلاح پائی۔

(۲) تفکر موت: قولہ تعالیٰ۔ فَتَمَنَّوُا الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○ اگر تم

سچے ہو تو موت کی تمنا کرو طریقہ اس کا یہ ہے کہ طالب اس بات کا تفکر کرے کہ وہ مر گیا ہے نہلا دھلا کر اسے کفن پہنا دیا گیا ہے لوگ اسے قبر میں دفن کر کے اپنے اپنے گھروں کو واپس جا چکے ہیں قبر میں نکیرین نے اسے اٹھا کر بٹھا لیا ہے سوال و جواب کے بعد فرشتے چلے گئے ہیں پھر میزان کے اوپر اس کے اعمالنامہ کا وزن کیا جاتا ہے پل صراط طے کرنے کیلئے فقیر اپنے نور کی روشنی میں جو اس کے سامنے اور اس کے داہنے ہاتھ اس کے ساتھ چلتا ہے وہ سفر کرتا ہوا جنت میں داخل ہو جاتا ہے وہاں حور و قصور کی طرف نگاہ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پانچ پانچ سو سال کی مدت کے رکوع و سجود کے دو سجدے کرتا ہے اور بلآخر رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک سے شراب طہورا کا جام پی کر دنیا میں واپس آ جاتا ہے اور ممات کے یہ تمام مراتب تفکر سے طے کرتا ہے اس تفکر سے موت کی منازل آسان ہو جاتی ہیں۔

قوتِ متخیلہ: قوت خیال سے ہی ہم اپنی غیر سیر شدہ خواہشات کی تکمیل کرتے ہیں کوئی شخص بادشاہ بننا چاہتا ہے تو قوت خیال سے اپنے سر پر تاج سجا کر دیکھ لیتا ہے کوئی شخص کسی حسینہ کا دیوانہ ہے تو قوت خیال سے اس کے ساتھ نکاح کر کے اسے اپنی بیوی بنا لیتا ہے بعض لوگ جو دنیا میں غریب اور مفلوک الحال میں قوت خیال سے ہی دولت کے انبار لگا لیتے ہیں جس سے اس کی باطنی خواہشات کی تسکین ہو جاتی ہے غرضیکہ ہر شخص اپنی اپنی خواہشات کا اسیر اپنے حال اور خیال میں مست ہے نفسیات کے ماہرین کا کہنا ہے کہ تخیل میں آزاد غیر منضبط خیالی پلاؤ اور بے مقصد تفکر سے لے کر مقصدی اور منضبط تفکر تک سبھی شامل ہوتے ہیں اس طرح تخیل خیالات کے عمل مسائل کے حل اور استدلال سے کچھ زیادہ ہوتا ہے اور تخیل کا تعلق کسی ایک زمانے سے نہیں ہوتا۔ اس کا تعلق ماضی حال مستقبل تینوں زمانوں سے ہوتا ہے اس میں نیا پن اور انوکھا پن بھی پایا

جاتا ہے۔

شاعر حضرات قوت خیال سے ہی شعر موزوں کیا کرتے ہیں۔

آتے ہیں غیب سے یہ مضامین خیال میں

شعر اور شاعری دو قسم کی ہے۔

(۱) بلا مقصد شاعری: جیسا کہ بعض شعراء حضرات اپنے محبوب کی تعریف میں دیوان کے دیوان لکھ چکے ہیں جس میں معشوق کی کمر Micro Scope سے بھی نظر نہیں آتی۔

(۲) مقصدی شاعری: تشکیل کردار اور قوموں کی بے حسی اور جمود کو توڑنے اور ان پر مقصد حیات اور زندگی کے ارفع و اعلیٰ اقدار کی طرف رہنمائی کرتی ہے جیسا کہ دیوانِ علیؓ۔ کلامِ اقبالؒ وغیرہ

قرآن مجید نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے فرمایا۔ ہم نے آپ کو شاعر نہیں بنایا اور شاعری تو آپ کے شایان شان بھی نہیں لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسانؓ اور دوسرے شعراء کا کلام سنا کرتے تھے۔

قرآن مجید میں بے مقصد شعر کہنے والے شعراء کی مذمت کی گئی ہے سورۃ نمل میں ارشاد ہوا۔ ”اور شاعروں کی راہ تو بے راہ لوگ چلا کرتے ہیں کیا تم کو معلوم نہیں کہ وہ (خیالی مضامین) کے ہر میدان میں حیران پھرا کرتے ہیں اور زبان سے وہ باتیں کہتے ہیں جو کرتے نہیں۔ ہاں مگر جو لوگ ایمان لائے اور عمل صالح اختیار کیے اور (اپنے اشعار) میں کثرت سے اللہ کا ذکر کیا مولانا روم مقصدی شاعر ہیں حافظ اور غالب نے زندگی کے حقائق بیان کیے ہیں اسی لئے وہ ہمیشہ کیلئے زندہ رہیں گے سلطان العارفین نے قوت تخیلہ کا رخ اللہ و رسول کی طرف متعین کرنے کی ہدایت کی ہے۔

۱۔ اگر شعر کہنا مقصود ہو تو اللہ کی حمد حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت اولیاء کی

منقبت کریں۔

۲- ایسے اشعار جو مقصد حیات کو واضح کریں تا کہ انفرادی اور من حیث القوم مجموعی تشکیل کردار میں مدد ملے۔

راہ سلوک میں قوت خیال کو درست سمت لگانے کا طریقہ یہ ہے کہ مراقبہ کی نظر سے قوت خیال کے ساتھ پرواز کر کے اپنے قلب کی سلطنت میں داخل ہو جائے اور دیکھے کہ قلب کے گرداگرد دنیا آخرت اور ازل ابد کے چار وسیع میدان موجود ہیں۔ وہاں پر مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم مع اصحابہ کرام اہل البیت اور اولیاء عظام موجود ہیں اور اس مجلس میں قرآن وحدیث اور ذکر اللہ ہو رہا ہے اس مجلس میں ایک جانب ہو کر ادب سے بیٹھ جائے اور لاحول ولا قوۃ الا باللہ چند بار پڑھے اگر تو مجلس حقیقی ہو گی تو قائم رہے گی ورنہ زائل ہو جائے گی اور اس میں سے آواز آئے گی کہ یہ مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہدایت کا نور ہے اس میں شیطان مردود داخل نہیں ہو سکتا ایک وقت مقرر کر کے اس عمل کو دائمی طور پر اختیار کر لے حتیٰ کہ باطنی مجلس اس پر منکشف ہو جائے اور اس کی ایسی کیفیت ہو جائے کہ بظاہر تو لوگوں کے ساتھ مشغول ہو لیکن باطن میں مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں موجود رہے بعض اوقات مجلس میں سے جو حکم ہوتا ہے ظاہر میں ویسا نہیں ہوتا۔ نعم البدل کے قاعدہ سے اس کی تحقیق کرتے رہنا چاہیے۔ اگر باطنی احکام کے مطابق ظاہر میں وقوع پذیر نہ ہو تو جان لینا چاہیے کہ طالب ابھی ترقی کی منازل میں ہے ابھی اسے مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت حاصل نہیں ہوئی۔

قوت متخیلہ کا یہ عمل وصال باللہ سے تعلق رکھتا ہے طالب مجلس کو چاہیے کہ اسم اللہ ذات کے نور شمع جمال میں باشعور رہ کر فانوس خیال کی مانند مجلس میں داخل ہونے کے عمل کو پورا کیا کرے۔ اگر سمجھ نہ آئے تو کسی کامل سروری قادری

سلطانی فقیر سے اس کا طریقہ معلوم کرے۔

قوت توجہ: توجہ کو انگریزی زبان میں Attention کہتے ہیں یعنی دوسری باتوں کی طرف سے دھیان ہٹا کر ایک بات کی طرف متوجہ ہونا توجہ کہلاتا ہے جس میں ذہن کو ایک نقطہ ایک حالت میں مرتکز کیا جاتا ہے۔

ماہرین نفسیات کے مطابق توجہ ایک ذہنی کیفیت ہے جس کے دوران ہم اپنے شعور کو کسی ایک شے پر مرکوز کرتے ہیں اور باقی اشیاء کو شعور سے نکال باہر کرتے ہیں۔

توجہ ایک ہیجانی عمل ہے جس کے تحت ہم پورے ماحول میں سے کسی ایک شے کا انتخاب کرتے ہیں اور اپنے ماسکیاتی شعور کو اس پر مرکوز کر دیتے ہیں توجہ ایک ایسا شعوری انتخابی عمل ہے جس کے ذریعہ سے بہت سی شعوری اشیاء میں سے کسی ایک کو واضح طور پر شعوری بنایا جاتا ہے اور ماحول کی باقی اشیاء کو شعور سے نکال دیا جاتا ہے اسے شعور کی واضح روشنی بھی کہتے ہیں۔ فقیر اسم اللہ ذات پر توجہ مرکوز کرتے ہیں۔

توجہ کے دو پہلو ہیں (۱) مثبت توجہ (۲) منفی توجہ

مثبت توجہ میں تو بہت سی اشیاء میں سے کسی ایک شے پر توجہ مرکوز کی جاتی ہے اور باقی اشیاء بھی موجود رہتی ہیں۔

منفی توجہ یہ ہے کہ جب کسی ایک شے کا انتخاب کر کے اسے شعور کے مرکز میں لاتے ہیں تو وہ توجہ تمام اشیاء کو نظر انداز کر کے انہیں شعور کے مرکز سے غائب کر دیتی ہے وحدت الوجودی فقراء کی توجہ بھی منفی توجہ ہوتی ہے وحدت الوجود کے تصور میں خود غائب ہو جاتے ہیں یعنی میں ہی اللہ ہوں کا تصور توجہ کی جاتی ہے۔ جس سے جذب کی کیفیت ظاہر میں بھی غالب ہو جاتی ہے اور ان میں سے اکثر مجذوب حواس باختہ ہو جاتے ہیں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم

جب معراج پر تشریف لے گئے تو آپ کی توجہ مثبت تھی مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی میں اسی طرف اشارہ ہے کہ دیدار انوار الٰہی کے وقت نہ تو آپ کی نظر بھی اور نہ بھٹکی یعنی دیدار بھی جاری تھا اور آپ کا شعور بھی قائم تھا۔ اسی کیفیت کو بیان کرتے ہوئے سلطان العارفین نے فرمایا تو نمی دانی کہ باھو با خدا است کیا تو نہیں جانتا کہ باھو با خدا ہے یعنی عین ذات ھو میں گم ہونے کے باوجود بائے بشریت کا شعور بھی موجود ہے اور یہ مثبت توجہ ہے اہل حدیث سلسلہ کے مشہور عالم عبدالرشید گنگوہیؒ نے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے معراج دیدار کے بیان میں اپنی کم مائیگی کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ اگر میں اس مقام پر موجود ہوتا تو کبھی واپس نہ آتا۔ یعنی جذب ہو کر اپنی ذات کا شعور کھو دیتا اور منفی توجہ میں اپنی ذات سے بھی گم ہو جاتا سلطان العارفین نے راہ سلوک میں تین طرح کی توجہ بیان کی۔

(۱) ورد وظائف ذکر کی توجہ (۲) ذکر مذکور کی توجہ (۳) اسم اللہ ذات نور کی توجہ

(۱) ذکر کی توجہ: ایسی توجہ عاملوں کو حاصل ہوتی ہے جب وہ کسی اسم یا آیت یا سورت کو کثرت سے پڑھتے اور اس کا وظیفہ کرتے ہیں تو ان کو توجہ کی تاثیر حاصل ہو جاتی ہے جس سے وہ لوگوں کے وجود سے بیماریاں نکالتے۔ ان کے کاروبار رزق کی برکت اور دوسرے دنیاوی کاموں میں فائدہ اور ترقی کیلئے وظائف پڑھ کر متوجہ ہوتے ہیں اور اپنی توجہ کو ان کے کام پر مرکوز کرتے ہیں جس سے وہ کام پورا ہو جاتا ہے چونکہ یہ توجہ صرف دنیاوی مقاصد کے حصول کیلئے کی جاتی ہے اس لئے اس کو خبث کی توجہ بھی کہا جاتا ہے۔

(۲) ذکر مذکور کی توجہ: جب کوئی شخص ذکر کرتے ہوئے با شعور استغراقی کیفیت کی اس حالت میں داخل ہو جائے کہ وہ مذکور یعنی مسموع سننے والا بن جائے تو آسے ذکر مذکور حاصل ہو جائے گا جس سے اسے شاہ رگ سے نزدیک

''نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْد'' سے الہام ہونے لگے گا اور ذکر مذکور کی حالت میں ہر قسم کے غل وغش سے پاک ہو کر جنت کا حق دار ہو جائے گا چونکہ اس قسم کی توجہ حصول الہام کیلئے کی جاتی ہے جو حجاب میں ہوتا ہے اور جنت کی طلب اور طمع ہوتی ہے اس لئے مذکور کی توجہ کو زن کی توجہ کہا جاتا ہے۔

(۳) **اسم اللہ ذات نور کی توجہ:** اسم اللہ ذات اور نور پر توجہ مرکوز کرنے سے توجہ میں کامل ہو جاتے ہیں ایسی توجہ والا جس کام مشکل مہم کی طرف متوجہ ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کی قدرت کی توجہ بھی اسی طرف ہو جاتی ہے اور ہر قسم کی مہمات کو سرانجام دے دیتی ہے۔

توجہ کے ساتھ ''ت'' اضافی ہے اگر اسے دور کر دیا جائے تو ''وجہ'' باقی رہ جاتا ہے جس سے مراد چہرہ ہے۔ قولہ تعالیٰ۔ کُلُّ مَنْ عَلَیْهَا فَانٍ وَّیَبْقٰی وَجْهُ رَبِّکَ ذُوالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ ۝ ہر شے فنا ہونے والی ہے اور صرف رب ذوالجلال والاکرام کا چہرہ ہی باقی رہنے والی ہے۔ حدیث قدسی میں فرمایا خلق الادم علی صورتہ ہم نے آدم کو اپنی صورت پر پیدا کیا ہے جو شخص اسم اللہ ذات کو آئینہ بنا کر اس میں اپنے چہرہ کو دیکھ سکتا ہے وہی توجہ میں کامل ہے۔ وہ اسم اللہ ذات کی توجہ سے اگر لوہے کے قلعہ کی طرف متوجہ ہو گا تو وہ موم کی مانند پگھل کر بہہ جائے گا وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ۔

اختلال توجہ: جب کوشش کے باوجود توجہ ایک شے پر مرکوز نہ ہو تو اس کی کئی ایک وجوہات ہو سکتی مثلاً عدم دلچسپی کمزور صحت ذہنی پریشانیاں' شور' بوریت اور تکان' فقیر کیلئے دنیا اور تعلق باللہ کے درمیان کشمکش بھی اختلال توجہ کا ذریعہ بن جاتی ہے جس سے قوت ارادی اور خود اعتمادی کو ٹھیس پہنچتی ہے جیسی بھی وجہ ہو اس کا علاج کرنا چاہیے۔

فقیر کو ایک بار میاں رحمت صاحب کھوئی والوں کے مزار کی زیارت کا

شرف حاصل ہوا آپ ایک ہی رات میں دو بار فقیر کے پاس تشریف لائے اور ملاقات کا اعزاز بخشا فقیر کے پوچھنے پر کہ وہ کونسی توجہ ہے جس سے آپ ضرب الا اللہ کے ساتھ درختوں کے ٹہنے توڑ دینے پر قادر تھے آپ نے فرمایا کہ اس کا طریقہ یہ ہے کہ فقیر مٹی کا ایک کچا برتن لے کر درمیان میں بیٹھ جاتا ہے اور اپنی توجہ اسم اللہ ذات اس برتن پر مرکوز کر دیتا ہے اور کلمہ طیب کا ذکر شروع کر دیتا ہے اور اکیس فقیر ایک حلقہ باندھ کر ایک دوسرے کے ہاتھ پکڑ کر اس فقیر کے گرداگرد کلمہ طیب کا ذکر بلند آواز سے کرتے ہیں صاحب توجہ فقیر وقفے وقفے سے الا اللہ کی پر شدت ضرب پوری توجہ سے اس برتن پر لگاتا ہے یہ عمل ایک وقت مقررہ پر کئی روز جاری رہتا ہے حتیٰ کہ ایک روز وہ مٹی کا برتن الا اللہ کی ضرب سے ٹوٹ جاتا ہے اس طرح فقیر اسم اللہ ذات کی توجہ اور الا اللہ کی ضرب میں عامل کامل ہو جاتا ہے جس چیز کی طرف متوجہ ہو کر الا اللہ کی ضرب لگاتا ہے اسے تہ و بالا کر ڈالتا ہے۔

علم الکتاب یعنی تصرفات کا علم: جان لینا چاہیے کہ تصرفات چند قسم کے ہیں۔

دنیاوی تصرف: اس قسم کے تصرف میں (۱) علم کیمیائے ہنر (۲) سنگ پارس کا حصول (۳) زیر زمین خزانوں سے آگاہی (۴) اور فقیر کے گرداگرد موکلات اور فرشتوں کے لشکروں کا فقیر کی امداد کیلئے گھومتے رہنا اور اس کی نگاہ التفات کے منتظر رہنا شامل ہیں اس قسم کے تصرفات اسم اللہ ذات کے تصور کلمہ طیب کے ذکر سے زندہ دم کو موکلات ترتیب کیمیا درست کر دیتے ہیں بعض فقراء کو سنگ پارس لا کر دے دیتے ہیں جس کے چھونے سے لوہا بھی سونا بن جاتا ہے بعض فقیروں کو نظر نگاہ حاصل ہو جاتی ہے جس سے وہ زمین کے مخفی خزانے دیکھنے لگتے ہیں بعض فقیروں کے گرد موکلات وغیرہ گھومتے رہتے ہیں اور ان کی

ہر قسم کی امداد کے منتظر رہتے ہیں لیکن فقیر ان کمینے مراتب کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھتے۔

کیا علم کیمیائے ہنر کی کوئی حقیقت ہے؟ فقیر کو اس علم کے حصول کی کیا ضرورت ہے؟ علم کیمیائے ہنر کی حقیقت سے اب تو کسی انکار کی گنجائش باقی نہیں رہی۔ کیونکہ سائنس دانوں نے مختلف دھاتوں کے Atoms کو سونے کے Atoms میں تبدیل کرنے کا تجربہ کرلیا ہے۔

سلطان العارفینؒ اپنے متعلق فرماتے ہیں۔

در تصرف کیمیا عامل منم   در تصرف معرفت کامل ترم

سلطان العارفینؒ نے کیمیا کو تین حصوں میں تقسیم فرمایا ہے۔

(۱) کیمیائے ہنر (۲) کیمیائے نظر (۳) کیمیائے معرفت

۱- کیمیائے ہنر: سلطان العارفین نے فرمایا کہ فقیر کیلئے کیمیائے ہنر حاصل کرنا بھی فرض عین ہے اور حاصل کرکے ترک کرنا بھی فرض عین ہے کیمیاء کا حصول فقیر کیلئے جمعیت نفس کا باعث ہے سلطان العارفینؒ نے کیمیائے ہنر کا بنیادی اصول بیان کرتے ہوئے فرمایا۔

بیت

در معرفت خود محو کردن ہم سیماب است خاک
از خاک سیاہ زر شود از معرفت شد خاک پاک

علی المرتضیٰ کے دیوان میں بھی کیمیائے ہنر کا ایک نسخہ رباعی کی صورت میں درج ہے۔

خذ الفرار والطلق   بشئی یشبہ البرق

قادر جہا وکن ملک للشرق والغرب

میاں محمد بخش صاحب کھڑی شریف نے بھی فرمایا۔

رباعی

ریت وجود تیرے وچ سونا جے توں اس نوں جانیں
ہنجواں دا گھت پانی دھوویں ریت مٹی رُڑھ جاوے
پارہ گھت محبت والا گولی اک بنائیں
خاک ملے جد خاک محمدؐ سونا مل پواوے

فقیر نے بھی کیمیائے ہنر کو طے کیا ہے یہ گندھک پارے اور سونے کا کھیل ہے اور محض عطا ہے۔ اگر کسی شخص کے دل میں رائی کے دانہ برابر دنیا کی محبت موجود ہو تو اس کا دل سیاہ ہو جاتا ہے ایسے بدبخت کو اگر سو ولی اللہ بھی توجہ دیں تو اس کو کوئی فائدہ نہیں ہوتا اور جو لوگ کیمیا گری کے شوق میں گندھک پارہ پھونکا کرتے ہیں اور اپنے بچوں کو پیٹ کاٹ کر مہوس کا شوق پورا کیا کرتے ہیں۔ وہ گندھک پارہ کی گردان کرتے ہوئے قبر میں جا سوتے ہیں ایسے لوگوں کے دل میں دنیا کی انتہائی محبت موجود ہوتی ہے اس لئے ان پر لعنت کی گئی ہے۔

مرشد اوہ سہیڑیئے جہڑا دوجگ خوشی وکھاوے ھو
پہلوں غم ٹکڑے دا میٹے وت رب دا راہ وکھلاوے ھو

سلطان العارفینؒ نے فرمایا کہ ہم نے حاجت مند کیلئے کیمیا کی راہ واضح کر دی ہے اس لئے اب بھی اگر کوئی غربت اور مفلوک الحالی کا شکار ہے تو اس کی غربت اس کے حال کا زوال اس کی اپنی گردن پر ہے سلطان العارفین کیمیائے ہنر کے اس علم کو غنایت کا علم کہتے ہیں۔

اوله غنایت — بعده هدایت

(۲) کیمیائے نظر: رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پیاری بیٹی فاطمۃ الزہرہ کو مخاطب کر کے فرمایا اے بیٹی کیا میں تیرے لئے کوہ احد کو کہوں کہ وہ سونے کا بن جائے آج اس قول کی صداقت میں کوہ احد سے سونا برآمد ہو گیا ہے۔

حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق مشہور ہے کہ آپ کی نگاہ سے مختلف دھاتیں سونا بن جاتیں۔

حضرت سلطان العارفینؒ نے بھی نگاہ سے مٹی کے ڈھیلوں کو سونے میں تبدیل کر دیا تھا آپ کا ارشاد ہے۔

ے نگاہ زر کند سیماب راچہ کنم

حاضرات کے تصرفات: یہ تین قسم کے تصرفات ہیں۔

(۱) اسم اللہ ذات کے تصرفات حاضرات۔
(۲) اسماء الحسنٰی کے تصرفات حاضرات
(۳) حروف تہجی کے تصرفات حاضرات

۱- اسم اللہ ذات کے تصرفات حاضرات: فقیر جب اسم اللہ ذات کا تصور اور تفکر دماغ میں یا قلب کے اندر کرتا ہے تو اس پر نور ذات کی تجلیات ہونے لگتی ہیں۔ فقیر فنا فی اللہ بقا باللہ ہو کر دیدار انوار ذات سے مشرف ہو جاتا ہے۔

تجلیات دو قسم کی ہیں

(۱) نوری تجلیات

(۲) ناری تجلیات

۱- نوری تجلیات: (۱) تو اسم اللہ جل جلالہ (۲) اسم محمد سرور کائنات (۳) اسم فقر کلمہ طیب اور شیخ کے تصور تفکر سے حاصل ہوتی ہیں۔ جس سے وجود میں تعلق

باللہ کا جذبہ بڑھ جاتا ہے حضوری توحید تجرید وتفرید کا مقام حاصل ہو جاتا ہے۔

۲- ناری تجلیات:

(۱) جو تجلی جنات کی طرف سے ہوتی ہے اس سے وجود میں جنونیت پیدا ہو جاتی ہے۔

(۲) شیطانی تجلی نماز' روزہ' حج' زکوۃ سے روک دیتی ہے۔ وجود میں فواحشات کا غلبہ بڑھ جاتا ہے۔

(۳) دنیا کی تجلی وجود میں ریاکاری حرص طمع اور دنیا کی محبت پیدا کر دیتی ہے۔

(۴) نفسانی تجلی' ذکر فکر سے روک دیتی اور نفسانی خواہشات کو ہوا دیتی ہے اور اس کے جسم میں چار قسم کی لذات باطل پیدا ہو جاتی ہیں۔

اول :لذت کھانے پینے کا چسکا
دوم : لذت مجامعت زن
سوم :لذت مطالعہ علم
چہارم :لذت حکمرانی لوگوں کو محکوم بنانے کی

سلطان العارفینؒ کی کتابوں کا مطالعہ کرنے والے جانتے ہیں کہ آپ نے حروف تہجی اور اسماء الحسنٰی کے بہت سے طریقوں کے ساتھ ساتھ حاضرات کا طریقہ بھی بیان کیا ہے معلوم ہونا چاہیے کہ حروف تہجی کے ہر حرف اور اسماء الحسنٰی کے ہر اسم کے ماتحت بے شمار جنات موکلات کے لشکر موجود ہوتے ہیں ان کو حاضر کر کے فقیر تصرفات میں کامل ہو جاتا ہے مثلاً حرف الف اور اسم رزاق کا دائرہ کچھ اس طرح لکھا گیا ہے۔

تصور تفکر	تصور تفکر
ا	رزاق
کلید حاضرات	کلید حاضرات

اس اشارہ سے مراد یہ ہے کہ حرف "ا کا اگر تصور اور تفکر کیا جائے یا اس رزاق کا تصور تفکر کیا جائے تو حرف الف اور اسم رزاق کے ماتحت جنات اور موکلات حاضر ہو جائیں گے کیونکہ یہ کلید حاضرات ہے اور فقیر ان سے جس قسم کا کام بھی چاہے لے سکتا ہے اسی طرح دوسرے حروف اور اسماء کے تصرفات حاصل کئے جا سکتے ہیں سلطان العارفین نے فرمایا ہے ہر کہ داند حاضرات آن جان من حروف تہجی اسماء الحسنٰی کے نقش اصل کتاب عقل بیدار میں موجود ہیں اس لئے اعادہ نہیں کیا گیا۔ وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ

علم دعوت کے تصرفات: دعوت کی پانچ اقسام ہیں۔

(۱) دعوت دم کا تصرف

(۲) قرآنی سورۃ و آیات کا تصرف

(۳) دعوت القبور کا تصرف

(۴) علم دعوت حضور کا تصرف

(۵) علم دعوت نور کا تصرف

۱- دعوت دم کا تصرف:

(i) دم ہی دعوت کا اصل طریق ہے۔ (زبانی دعوت نفسانی دعوت) ہے۔

(ii) دم ہی سے باطن میں گم ہونے کی توفیق حاصل ہوتی ہے۔

(iii) دم ہی سے قلب کے دریائے عمیق میں مستغرق ہوتے ہیں۔

(iv) دم ہی صدیق ہے جو حق تک پہنچا دیتا ہے۔

(v) دم ہی سے حق کی تصدیق حاصل ہوتی ہے۔

(vi) دم ہی غریق یعنی باطن میں غرق ہونے کا وسیلہ ہے۔

اسم اللہ ذات کے تصور کی توفیق سے اگر دم کی طرف متوجہ رہیں دم خود بخود

جاری ہو جاتا ہے جسے زندہ دم کہتے ہیں اور ایسا صاحب دم ہی ہر قسم کی دعوت پڑھنے کے لائق ہوتا ہے۔ جو دم دنیا نفس شیطان اور مخلوقات کے خیال میں آتا جاتا ہے وہ دم مردہ ہے اور ایسے ہی دم کو زندیق کہتے ہیں زندہ دم تفکر اور توجہ کی قوت سے اٹھارہ ہزار عالم کی مخلوقات روحانیات کو اپنے تصرف میں لا سکتا ہے۔

زندہ دم جس روحانی سے بھی چاہے اپنا دم تصور تفکر سے ملا کر اس سے روحانی فیض اور سوال کا جواب حاصل کر سکتا ہے۔

زندہ دم اگر چاہے تو اپنا دم حضرت جرائیل علیہ السلام سے ملا کر آیات کے شان نزول اور ان کی تفسیر کا علم حاصل کر سکتا ہے۔

زندہ دم اگر اپنا دم میکائیل علیہ السلام سے تصور اور تفکر سے ملا لے تو جس جگہ کی طرف توجہ کرے باران رحمت ہونے لگے ہر قسم کی نعمتوں کا حصول اسی دم سے کیا جا سکتا ہے۔

زندہ دم اگر اپنا دم تصور اور تفکر سے میکائیل علیہ السلام سے ملا کر کسی بستی شہر یا آبادی پر قرنا میں پھونک مار دے تو وہ جگہ ابدالاباد کیلئے برباد اور ویران ہو جائے گی۔

زندہ دم اگر اپنا دم تصور اور تفکر سے عزرائیل علیہ السلام کے دم کے ساتھ متصل کر لے اور اپنے کسی دشمن کا دم اس دم میں پکڑ لے تو اس وقت تک نہیں چھوڑتا جب تک اس شخص کی جان قبض نہ کر لے۔ فقیر نے تصور تفکر سے حضرت عزرائیل علیہ السلام کی ملاقات کیلئے متوجہ ہوا تو عزرائیل علیہ السلام تشریف لے آئے آپ کے پر جنگلی کبوتر کے رنگ جیسے تھے ہاتھ بھی موجود تھے جن کی انگلیاں بڑی بڑی لمبی جیسے لوہے کی بنی ہوئی خاکستری رنگ میں تھیں آپ کے پاؤں پنجہ نما گلابی رنگ کے تھے گویا کہ ایک نہایت خوبصورت زیبا صورت تھی

فقیر نے جب دوسری صورت میں ظاہر ہونے کی استدعا کی تو آپ ایک نہایت ہیبت ناک صورت میں نظر آنے لگے سر کے بال الجھے ہوئے لوہے کے بڑے بڑے دانت منہ سے آگ نکلتی ہوئی دکھائی دی خوفناک کھلا منہ اور ہاتھوں کی لوہے کی انگلیاں گویا جان نکالنے کیلئے تیار فقیر خوف زدہ ہو کر کبھی استغفار پڑھتا کبھی آیات الکرسی کی آیات کی تلاوت کرتا خوف سے حفظ و امان کیلئے جو بھی کچھ یاد تھا بار بار اس کا اعادہ کیا لیکن خوف تھا کہ اس نے دل کو پکڑ لیا تھا کسی پل آرام نہ آتا تھا تین دن تین رات یہی حالت رہی بالآخر درود شریف کی برکت سے سکون حاصل ہوا یااللہ اپنے فضل و کرم سے نزع کے عالم میں موت کی سختی سے اپنی حفظ و امان میں رکھنا۔

مردہ دم شخص کو اس قسم کی دعوت دم پڑھنے سے گریز کرنا چاہیے ورنہ نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے ہر قسم کی دعوت پڑھنے کیلئے تین قسم کی شرائط کو مدنظر رکھنا نہایت ضروری ہے۔

(۱) کسی کامل سے دعوت پڑھنے کی اجازت حاصل کی جائے۔

(۲) دعوت پڑھنے سے پہلے دم اور قلب دونوں کو زندہ کر لیا جائے۔

(۳) دعوت با تصور یا تفکر مستغرق ہو کر پڑھی جائے صاحب دعوت تصور اور تفکر میں عامل کامل ہونا چاہیے۔

۲- قرآنی آیات اور سورتوں کا تصرف: اس مقصد کیلئے (۱) سورۃ فاتحہ (۲) سورۃ اخلاص (۳) سورۃ الملک (۴) سورۃ مزمل (۵) اور سورۃ یٰسین کی دعوت پڑھی جاتی ہے۔ ایسی دعوت یا تو دریا کے کنارے یا کسی نہر کے کنارے بیٹھ کر بوقت شب حسب ذیل شرائط کے ساتھ پڑھی جاتی ہے۔

اول باوضو ہو کر قبلہ رخ منہ کر کے بیٹھے۔

دوم دعوت پڑھنے سے پہلے درود و سلام پڑھے۔

سوم اگر دعوت میں کامل نہ ہو تو اپنے اوپر حصار کرے۔

چہارم دعوت دور مدور پڑھے اور ہر آیت کے آخر میں تین بار تکرار کرے

پنجم دعوت مع اللہ قرب و حضوری میں پڑھے ہر آیت کے آخر میں تین بار اللہ للہ، لہ، ھو، لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی تکرار کرے اور سات گیارہ بار دعوت پڑھ کر مراقبہ مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا کرے مکاشفہ میں یا عین العیانی دیکھے گا کہ جنات موکلات حاضر ہو گئے ہیں۔ ان سے قول و قرار لے کر ان کو رخصت کر دے جب بھی دعوت پڑھ کر ان کو طلب کیا جائے گا وہ حاضر ہو کر ہر قسم کی حاجات کو پورا کر دیں گے اور ہر قسم کے احکام کی بجا آوری میں مستعد ہ جائیں گے اس قسم کی دعوت چند قسم کے تصورات اور تفکرات سے پڑھی جاتی ہے۔

اسم اللہ کا تصور تفکر حل المشکلات ہے۔

اسم للہ کا تصور تفکر جنات موکلات کی حاضرات کی کلید ہے۔

اسم لہ کے تصور تفکر سے روحانیوں کو حاضر کر سکتے ہیں۔

اسم ھوٗ کے تفکر سے حضوری حق حاصل ہو جاتی ہے۔

اسم محمدؐ سرور کائنات کے تصور تفکر سے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی حضوری مجلس نصیب ہو جاتی ہے۔

اسم فقر کے تصور و تفکر سے سلطان الفقراء کی ملاقات اور زمین و آسمان کے تصرفات حاصل ہو جاتے ہیں۔

سورۃ اخلاص کی دعوت پڑھنے کی ترتیب:

قل ھو اللہ احد ○ اللہ للہ لہ ھو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

ﷺ قل هو الله احدO الله الصمدO الله لله له هو لا اله الا الله محمد رسول الله ﷺ O قل هو الله احدO الله الصمدO لم يلدO الله لله له هو لا اله الا الله محمد رسول الله ﷺ O قل هو الله احد O الله الصمدO لم يلدO ولم يو لدO الله لله له هو لا اله الا الله محمد رسول الله ﷺ O قل هو الله احد O الله الصمدO لم يلدO ولم يولدO ولم يكن له كفواً احدO الله لله له هو لا اله الا الله محمد رسول الله ﷺ کی تکرار ہر بار تین بار کریں دعوت کے اس طریقہ کو دور مدور مع اللہ کا طریقہ کہتے ہیں۔

دعوت القبور کا تصرف: قبور پر دعوت پڑھنے کے تین طریقے ہیں۔

(۱) قبر کے قریب بیٹھ کر دعوت پڑھنا: ایسی دعوت میں سورۃ ملک یا سورۃ مزمل شریف دم کے ساتھ پڑھی جاتی ہے اول آخر درود شریف پڑھا جاتا ہے۔

(۲) اسم ھو کا تصور کرتے ہیں اور کلمہ طیب کا ذکر کرتے ہیں۔

(۳) تفکر سے استغراق حاصل کر کے مستغرق ہو جاتے ہیں روحانی سے ملاقات ہو جاتی ہے۔

اگر اس قسم کا تصرف حاصل نہ ہو تو دعوت مکمل کرنے کے بعد اہل قبر کو ملاقات کی دعوت دے کر گھر میں آ کر کلمہ طیب کا ذکر کرتے ہوئے سو جاتے ہیں جس سے خواب میں روحانی کے ساتھ ملاقات ہو جاتی ہے۔

۲- روحانی کو مسخر کرنے کیلئے دعوت پڑھنا: ایسی دعوت زندہ دم' زندہ قلب' دعوت میں کامل کی اجازت سے ہی پڑھ سکتے ہیں۔

(۱) قبر کے گرد اگرد مشرق کی طرف سے شروع کر کے سات بار اذان مکمل کرے جس سے روحانی قبر میں قید ہو جاتا ہے۔

(۲) قبر کی بائیں جانب پشت بقبلہ بیٹھ کر سات بار سورۃ مزمل یا سورۃ ملک پڑھ کر روحانی کو ایصال ثواب کیلئے ملک کرے۔ اول آخر درود پاک پڑھے۔

(۳) ھو کے تصور سے کلمہ طیب کا ذکر دم شروع کرے۔

(۴) روحانی کی طرف متوجہ ہو کر تین بار کہے اُحْضَرُوْ اِلْلُمُسَخَّرَات بِحُرْمَتِ مَالِکُ الْاَرْوَاحُ الْمُقَدَس وَالْحَیَ الْحَقُ وَ بِحُرْمَتِ مُحَمَّد" رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حیات النبی حاضر شو حاضر شو حاضر شو اور تین بار قم باذن اللّٰه قم باذن اللّٰه قم باذن اللّٰه یا اهل القبر کہے روحانی قلبی، روحی، سری، نوری، وجود سے حاضر ہو جائے گا۔ صاحب دعوت اپنی باطنی قوت کے مطابق مراقبہ مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا، کشف یا عین العیانی اس کو دیکھ کر زبان قلب، زبان سر زبان روح یا زبان نور سے ہمکلام ہو جائے گا روحانی سے قول قرار لے کر اس کو آزاد کر دے جب بھی ضرورت ہو گی روحانی کا نام لے کر پکارے گا تو وہ حاضر ہو جائے گا اور ہر قسم کی مشکلات کو حل کر دے گا اگر اس عمل سے روحانی حاضر نہ ہو تو اس کے پاؤں کی طرف بیٹھ کر دعوت پڑھے جس سے روحانی کو تکلیف پہنچے گی اور وہ حاضر ہو جائے گا پھر اس کو مسخر کر لے۔ ایسی کامل دعوت میں جلالی جمالی پرہیز کی چنداں ضرورت نہیں ہوتی صرف باوضو ہونا ہی شرط ہے۔

۳-قبور کی شہسوار دعوت پڑھنا: ایسی دعوت کوئی جامع جمعیت نور الھدیٰ فقیر ہی پڑھ سکتا ہے۔ حسب ترتیب روحانی کو قبر میں قید کر کے قبر پر گھوڑے کی طرح سوار ہو کر شہسوار دعوت پڑھی جاتی ہے جس سے روحانی صاحب دعوت کو یا تو توحید کے نور میں گم کر دیتا ہے یا برق براق سے تیز حضوری مجلس محمد رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیہ وسلم میں پہنچا دیتا ہے اس قسم کی دعوت صرف تین مقاصد کیلئے پڑھی جاتی ہے۔

(۱) اہل اسلام مسلمان بادشاہ جو ظلّ اللہ کا نمونہ اور کافروں کے خلاف جہاد میں مصروف ہو اس کی روحانی امداد اور شیطانی لشکروں اور قوتوں کے توڑ کیلئے دعوت پڑھنا۔

(۲) اہل اسلام کی مجموعی فلاح و بہبودٗ باران رحمت اور کسی بیماری وبا کو رفع کرنے کیلئے روحانی سے استمداد کرنا۔

(۳) حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی حضوری مجلس کیلئے دعوت پڑھنا۔

(۴) حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک کا نقش بنا کر ابتدائی وانتہائی دعوت پڑھنا۔

ایسی دعوت کا طریقہ عقل بیدار میں دیا گیا ہے جس سے کلید دعوت حاصل ہو جاتی ہے یہی ابتدائی اور انتہائی دعوت ہے۔

۴۔ علم دعوت حضور کا تصرف: اس قسم کی دعوت اسم اللہ ذات کے تصور توجہ سے قرب و وصال میں پڑھی جاتی ہے جس سے ماضی، حال، مستقبل کے حالات معلوم کرنے کا تصرف حاصل ہو جاتا ہے۔

۵۔ علم دعوت نور کا تصرف: اسم اللہ ذات کے تصور نور سے عارفوں کو نماز میں انوار دیدار الٰہی کا مشاہدہ ہونے لگتا ہے۔ دل پرنور ہو جاتا ہے۔

مشق وجودیہ کے تصرفات: یہ ایک ایسا علم ہے جسے سلطان العارفینؒ پہلے کسی بھی ولی اللہ نے بیان نہیں کیا سلطان العارفینؒ نے اس کا نام طریقت الحق رکھا ہے جس سے حق کی جانب سے حق حاصل ہو جاتا ہے اور باطل وجود سے کلیہ طور پر دور ہو جاتا ہے۔ دل کی سیاہی دور ہو کر صاحب مشق وجودیہ کا قلب روشن اور وہ روشن ضمیر ہو جاتا ہے اس کے باطنی لطائف زندہ ہو جاتے ہیں مشق وجودیہ کرنے والا جملہ ہر قسم کی دعوت پڑھنے پر غالب دائمی حیات کا وارث اور سیف

زبان ہو جاتا غرضیکہ اس طریقہ کی جتنی بھی تعریف کی جائے وہ کم ہے۔ سلطان العارفینؒ نے قرب التوحید اور توفیق الہدایت میں فرمایا۔ اسم اللہ ذات کی مشق وجودیہ سے ماسویٰ اللہ سے نجات حاصل ہو جاتی ہے وہ خالق کے نزدیک تو پسندیدہ ٹھہرایا جاتا ہے لیکن مخلوقات کے نزدیک ناپسندیدہ ہوتا ہے۔

بیت

جس کو خالق کائنات پسند کرے
مخلوق اس کو پسند کرے نہ پسند کرے

قولہ تعالیٰ: شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَ اُوْلُوا الْعِلْمِ ۝ اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے کہ اس کے سوا کوئی آلہ (حق) نہیں۔ ملائکہ اور صاحب علم بھی (اسی کی شہادت دیتے ہیں)

شرح مشق: جان لو کہ مشق اللہ تعالیٰ کی محبت کی میخ ہے اور مشق الا اللہ کی معرفت کا مغز ہے۔ مشق معراج ہے جس سے مشرف دیدار ہوتے ہیں مشق سے حضوری مجلس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں داخل ہو جاتے ہیں صاحب مشق دنیا و آخرت میں لایحتاج ہو جاتا ہے صاحب مشق اولیاء اللہ کے سر کا تاج ہوتا ہے صاحب مشق ہمیشہ مشاہدہ نور ربوبیت لازوال میں غرق رہتا ہے مشق کے شروع میں پہلے ہی روز مقرب رحمانی ہو جاتا ہے قدرت سبحانی کا نور جلوہ گر ہو جاتا ہے جس سے قلب زندہ اور نفس فانی ہو جاتا ہے صاحب مشق دوام کا نام فقیر ہو جاتا ہے اور وہ لامکان میں عین العیانی ہو جاتا ہے مشق کی راہ کے دو گواہ ہیں۔

(۱) وہ ارواح کی روحانیت پر غالب ہوتا ہے۔

(۲) یہ کہ صاحب مشق ہزاروں سالوں کی راہ آنکھ جھپکتے میں طے کر لیتا ہے۔

جس کسی کو مشق کی راہ معلوم نہیں وہ فقر معرفت سے آگاہی نہیں رکھتا۔

ابیات

جس کو حاصل ہے طریقہ مشق راز   عارف باللہ ہو حق بے نیاز
جو بھی صاحب مشق غرق در وجود   ہر دم سے وہ قتل کرے نفس یہود

مشق طریقت الحق ہے کیونکہ اسم اللہ ذات کا تصور برحق ہے اگر کسی کو سروری قادری طریقہ کی مشق مرقوم کا طریقہ معلوم نہیں تو وہ معشوقی اور محبوبی منصب کہاں سے حاصل کرے گا یاد رہے کہ زاہدی قادری طریقہ کے لوگ عاشق مسالک اور مجذوب ہوتے ہیں جیسا کہ وحدت الوجودی فقیر جب کہ مشق وجودیہ عاشقی محبوبی طریقہ ہے۔

مشق کا طریقہ: مشق وجود میں اس طرح عمل کرتی ہے جیسا کہ سیاہی کاغذ پر اثر کرتی ہے مشق وجودیہ کے دو طریقے ہیں۔

(۱) نفی کا طریقہ: جس میں فنائے نفس کیلئے مشق اسم اللہ ذات ناف سے شروع کر کے سر دماغ میں ختم کرتے ہیں۔ اس طرح نفس مردہ ہو جاتا ہے۔

(۲) اثبات کا طریقہ: جس سے مشق مرقوم دماغ سے شروع کر کے مختلف اعضاء پر کرتے ہوئے ناف پر ختم کرتے ہیں جس سے قلب زندہ، روح تابندہ اور سر وحدت سبحانی حاصل ہو جاتا ہے۔

مشق بنیادی طور پر اسمائے ذات اور کلمہ طیب کو وجود پر تصور اور تفکر کی انگلی سے لکھ کر کی جاتی ہے نقش یہ ہے۔

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ

اللہ للہ لہ ہو

سلطان العارفینؒ نے عقل بیدار کلید جنت، نور الھدیٰ اور دوسری کتابوں میں نقش وجودیہ مرقوم مختلف مراتب کے حصول کیلئے تحریر کئے ہیں ان کی مشق کا طریقہ یہ ہے کہ......

(۱) نقش کا تصور کرے۔

(۲) تفکر کی انگلی سے اپنے وجود پر اسے تحریر کرے۔

(۳) اسی نقش کا ذکر دم کرے۔

(۴) استغراق حاصل کرے۔

مختلف نقوش مشق وجودیہ مرقوم کی شرح اور طریقے کسی دوسرے مقام پر بیان کیے جائیں گے۔

جس فقیر کے ہاتھوں میں مشق وجودیہ مرقوم سے نوری لطیفہ زندہ ہو جاتا ہے وہ جس جگہ ہاتھ رکھے گا وہاں ہی اللہ کی رحمت نازل ہو جائے گی صرف ہاتھ کے چھونے سے ہی بیماروں کو شفا ہونے لگی گی فقیر کے ہاتھ میں اتنی قوت پیدا ہو جائے گی کہ وہ زمین و آسمان کی ہر شے کو زیر و زبر کر دینے پر قادر ہو جائے گا جیسا کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے انگلی کے اشارہ سے چاند کو دو ٹکڑے کر دیا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی نماز عصر قضاء ہو رہی تھی۔ ان کی دل گرفتگی اور پریشانی کو دیکھتے ہوئے غروب ہوتے ہوئے سورج کو انگلی کے اشارہ سے واپس بلا لیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک انگلیوں سے پانی کے چشمے بہنے لگے عیسیٰ علیہ السلام کو دم عیسیٰ کی روحانی قوت حاصل تھی جب کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ذاتی نور کی نورانی قوت حاصل تھی مشق وجودیہ مرقوم سے ہی زبان

سیف الرحمان بن جاتی ہے اور صاحب مشق وجودیہ۔

گفتہ او گفتہ اللہ بود کا مصداق ہو جاتا ہے اسے نور بصیرت اور چشم بینا حاصل ہو جاتی ہے وما توفیقی الا باللہ۔

توحید الٰہی کے تصرفات: توحید کے چند درجات ہیں۔

(۱) توحید قال

(۲) توحید افعال

(۳) توحید وصال

۱-توحید قال: یہ عقیدہ کی توحید ہے یعنی اللہ تعالیٰ کو اس کی ذات اور صفات میں یکتا ماننا قولہ تعالیٰ- قُلْ ہُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ قولہ تعالیٰ- اِنَّمَا اِلٰھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ قولہ تعالیٰ- وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ O

۲-توحید افعال: یہ عملی توحید ہے چاہیے کہ اپنا ہر قول، فعل، عمل خدا تعالیٰ کی خاطر کر دے۔ اِنَّ الصَّلٰوتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ O بے شک میری نماز میری قربانی اور میری زندگی اور میری موت سب اللہ رب العالمین کیلئے ہے۔

۳-توحید وصال: اس توحید کے چند درجات ہیں

(ا) توحید قرب اللہ حاصل کرنا: قولہ تعالیٰ- نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ O میں تمہاری شاہ رگ سے بھی زیادہ تمہارے قریب ہوں۔ توحید قرب اسم اللہ ذات کے تصور سے حاصل ہوتی ہے۔

(ii) توحید میں دیدار انوار سے مشرف ہونا: قولہ تعالیٰ- فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْہُ اللّٰہِ O تم جس طرف بھی رخ کرتے ہو میرا چہرہ اسی طرف ہے۔

قولہ تعالیٰ- وَفِیْٓ اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ O وہ تمہارے نفسوں کے اندر موجود

ہے تم اسے دیکھتے کیوں نہیں۔ اس مقصد کیلئے تصور نور ذات قلب یا دماغ میں کیا جاتا ہے شعلہ نور متجلی ہو کر مجاز سے حقیقت میں داخل ہو جاتے ہیں ظاہری حواس بستہ ہو کر دیدار انوار پروردگار سے لاھوت لامکان میں مشرف ہو جاتے ہیں۔

(iii) توحید مع اللہ یا خدا: قولہ تعالیٰ- وَاعْتَصِمُوْا بِاللّٰہِO اللہ تعالیٰ کی ذات سے متصل ہو جاؤ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے صدیق اکبرؓ کو غار ثور میں مخاطب کر کے فرمایا۔ لَاتَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَاO (القرآن) صدیق اکبرؓ حزن مت کریں ہم مع اللہ ہیں توحید کے اس مقام میں حزن ختم ہو جاتا۔ جیسا کہ اولیاء اللہ کے متعلق فرمایا۔ اَلَاۤ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَاخَوْفٌ" عَلَیْھِمْ وَلَاھُمْ یَحْزَنُوْنَ O (القرآن) جان لو! کہ بے شک اولیاء اللہ کو نہ کوئی خوف ہو گا نہ حزن۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لِیْ مَعَ اللّٰہِ وَقْتٌ" لَا یَسَعُنِیْ فِیْہِ مَلَکٌ مُقَرَّبٌ" وَنَبِیٌ مُرْسَلٌ ط۔ میرا اللہ تعالیٰ کے ساتھ مع اللہ کا ایسا وقت بھی ہے جس میں مقرب فرشتہ اور نہ ہی کوئی نبی مرسل دخل دے سکتا ہے توحید مع اللہ با خدا کیلئے وہم وحدت کیا جاتا ہے جس سے مع اللہ ہو جاتے ہیں۔

(IV) توحید فنا فی اللہ بقا باللہ: اس تصور سے اسم اللہ میں استغراق حاصل کرتے ہیں۔ حواس خمسہ ظاہری بند ہو کر فنا کی حالت طاری ہو جاتی ہے جو بلاآخر عین العیانی بھی غالب رہتی ہے۔ اسی کیفیت کو بقا باللہ کہتے ہیں فقیر کیلئے لازم ہے کہ فناہ سے گزر کر بقا میں داخل ہو جائے۔ وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ۔

عقل بیدار کے دس اسباق

(۱) جو کوئی اسم اللہ ذات کے تصور اور تفکر سے اسم با مسمّٰی ہو جاتا ہے وہ بے کام وزبان لوح محفوظ کا مطالعہ کر لیتا ہے۔

(۲) جو کوئی تصور و تفکر سے اسم اللہ ذات کی حاضرات تصور تفکر قوت علمی اور قوت

ارادی سے کر لیتا ہے وہ ایک دم میں ایک قدم پر لامحدود فاصلہ طے کر لے گا۔ لاتعداد مراتب پر پہنچ جائے گا غالب الاولیاء ہو جائے گا۔

(۳) جو کوئی تصور و تفکر سے۔ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ O کی دعوت مَعَ اللّٰہ پڑھتا ہے مَالِکُ الْمُلْکِیْ فقیر بن جاتا ہے۔

(۴) منتہی فقیر وہی ہے جو توجہ توفیق سے فنا فی اللہ اور تصور تحقیق سے بحق رفیق مع اللہ ہو جائے۔

(۵) جو کوئی اسم اللہ ذات کے تصور میں گم ہو جاتا ہے اس کے وجود کے ہفت اندام منور ہو جاتے ہیں اور اسے لا مکان میں دیدار نصیب ہو جاتا ہے۔

(۶) علم تلقین میں تصور نور کی توجہ سے باتوفیق ہو جاتے ہیں جس سے معراج حاصل ہوتا ہے۔

اور علم یقین میں تصور اور تفکر اسم اللہ ذات سے قرب الٰہی حاصل ہو جاتا ہے جس سے لایحتاج ہو جاتے ہیں۔

(۷) فقیر کیلئے لازم ہے کہ تصور سے دریائے توحید نور میں غرق رہے۔

(۸) فقیر اہل تصور اولیاء اللہ کو قرب اللہ حیی و قیوم سے حضوری حاصل ہوتی ہے وہاں پر نہ علم ہے نہ رقم رقوم نہ رسم رسوم ہے نہ مطالعہ کتب۔

(۹) کامل پیر توجہ باطنی سے رزق کے تمام خزانوں کا تصرف کلمہ طیب سے منکشف کر دیتا ہے۔

(۱۰) واضح رہے کہ فقیر وہی ہے جو ہر تصرف میں عامل، ہر تصور میں کامل ہر توجہ میں مکمل، ہر تفکر میں اکمل ہو اور ان جملہ مراتب کا جامع مجموعہ بن جائے تاکہ لاطمع ہو جائے۔

حضوری مجلس میں داخل ہونے کے تصرفات

وجود مبارک صورت مبارک حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین طریقوں سے تحقیق ہے۔

اول: ظاہری صورت جو بشریت میں ظہور پذیر ہوئی۔ القرآن اَنَا بَشَر" مِّثْلُكُمْ○

دوم: جثہ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سر نور ہے کہ مثل آفتاب ہر جگہ اس کا ظہور ہے۔

قَدْ جَآءَ كُمْ مِنَ اللّٰهِ نُوْر" (القرآن)

سوم: صورت و سیرت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم جس کا تصور قرآن مجید نے دیا ہے۔

وجود مبارک وصورت مبارک ﷺ

اَنَا بَشَر" مِّثْلُكُمْ ○

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے صدیق اکبرؓ کے ہمراہ بحکم خدا مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ۶۲۲ء میں (۱۰ نبوت) میں ہجرت فرمائی یکم ربیع الاول ۱ھ کو اونٹنی پر سوار بحیرہ عرب کے ساحل کے ساتھ ساتھ ایک لمبی راہ اختیار کی کیونکہ مکہ کے روساء نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطلاع دینے والے کے لئے ایک سو سرخ اونٹ انعام دینے کا اعلان کر رکھا تھا مکہ اور اس کے قرب و جوار کا ہر چھوٹا بڑا آپ کی تلاش میں سرگرداں تھا۔ اثنائے سفر میں آپ کا گزر ایک بدوی عورت ام معبدؓ کے گھر پر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت سے کھانے پینے کی کوئی چیز طلب کی ایک بکری کو دیکھ کر اس کا دودھ دوہنے کی خواہش کا اظہار کیا اُم معبدؓ نے بتایا کہ بکری بیمار ہے اور دودھ نہیں دیتی۔ حضور پاک رحمت عالم نے اس عورت سے اجازت لے کر جب بسم اللہ کہتے ہوئے بکری کے تھنوں کو ہاتھ لگایا تو اس کے تھن دودھ سے بھر گئے حضور پاک نے دودھ نکالا خود بھی سیر ہو کر پیا اور صدیق اکبر کو بھی پلایا اور اس عورت سے کہا کہ

اس کے پاس جتنے خالی برتن ہیں وہ لے آئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دودھ دوہ کر دہ سب برتن بھر دیئے اور وہاں سے اپنے سفر پر روانہ ہو گئے سب لوگ بجا طور پر اُمِ معبدؓ کی خوش قسمتی پر رشک کرتے ہیں القصہ جب اُمِ معبدؓ کے خاوند گھر واپس آئے اور تمام برتن دودھ سے بھرے ہوئے دیکھے تو اُمِ معبدؓ نے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لانے اور بکری کا دودھ دوہنے کی کیفیت بیان کی اور اپنے کے استفسار پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جو حلیہ مبارک بیان کیا وہ تاریخ کے اوراق میں ثبت ہے اور ہمیشہ زندہ و تابندہ رہے گا اُمِ معبدؓ بیان کرتی ہیں آپ پاکیزہ اور کشادہ چہرہ والے ہیں پسندیدہ خُو نہ پیٹ بڑھا ہوا نہ سر کے بال گرے ہوئے زیبا صورت صاحب جمال آنکھیں سیاہ و فراخ بال لمبے اور گھنے۔ آواز میں بھاری پن (رعب و دبدبہ لئے ہوئے) بلند گردن روشن آنکھیں سرگیں چشم، باریک و پیوستہ ابرُو سیاہ و گھنگریالے بال خاموش و پر وقار گویا دبستگی لئے ہوئے دور سے دیکھنے میں خوبصورت دل کو کھینچنے والے قریب سے دیکھنے پر نہایت شیریں وکمال حسین عمدہ شیریں کلام، الفاظ واضح کلام کمی بیشی سے معرا۔ گفتگو گویا موتیوں کی لڑی ہے۔ میانہ قد نہ اتنے کوتاہ کہ حقیر نظر آئیں نہ اتنے طویل کہ آنکھ کو نفرت ہو زیبندہ نہال کی تازہ شاخ زیبندہ منظر والا قدر اس کے رفیق اس کے گرد و پیش رہتے ہیں جب وہ کچھ کہتا ہے تو وہ چپ چاپ سنتے ہیں جب وہ کوئی حکم دیتا ہے تو تعمیل کیلئے جھپٹتے ہیں مخدوم مطاع نہ کوتاہ سخن نہ فضول گو۔

سلطان العارفینؒ نے مفتاح العارفین میں شمائل نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیان کرتے ہوئے فرمایا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بیاض اللون: حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم گندمی رنگ رکھتے تھے۔

واسعۃ الجبہ: حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی مبارک کشادہ تھی۔

افلح الانسان: حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دندان مبارک کشادہ تھے۔

اقنی الانف: حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ناک مبارک بلند تھی۔

اسود العین: حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں مبارک سیاہ تھیں۔

محمۃ اللحیہ: حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی مبارک گھنی تھی۔

طویل الیدین: حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ مبارک لمبے تھے۔

رفیق الانامل: حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیاں مبارک پتلی تھیں۔

تام القد: حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا قد مبارک میانہ تھا۔

ولیس فی بدنہ شعر الا کالخط من صدرہ الی سرۃ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود مبارک پر بال نہ تھے صرف ایک خط سینہ سے ناف تک کھینچا ہوا تھا۔

دوم جثہ سر نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم

یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نور ہے جس کا ہر جگہ مثل آفتاب ظہور ہے کاملوں کے لئے آفتاب کی طرح روشن ہے جو ان سے کبھی جدا نہیں ہوتا۔

جز حضوری ہر طریقہ راہزن

باطنی حضوری مجلس نو مقامات پر قائم ہوتی ہے۔

(۱) مقام ازل (۲) مقام ابد (۳) مدینہ مبارک روضہ مطہرہ پر (۴) خانہ

کعبہ یا مقام جبل عرفات میں (۵) عرش کے اوپر (۶) مقام قاب قوسین پر (۷) بہشت میں (۸) حوض کوثر پر (۹) دیدار الٰہی کے انوار میں۔

مجلس کی چند اقسام ہیں۔

(۱) مجلس عام (۲) مجلس خاص (۳) مجلس خاص الخاص (۴) مجلس اہل البیت جس میں ہر کسی کو داخلہ کی اجازت نہیں۔ حضوری مجلس ایک کسوٹی ہے جس سے حضوری طالب کے وجود میں ترک توکل، توحید، تجرید و تفرید، توفیق، تحقیق رفیق نصیب ہو جاتی ہے جو لوگ بہشت میں کچھ کھا پی لیتے ہیں انہیں تمام عمر بھوک پیاس نہیں لگتی حوض کوثر کا پانی پی کر ان کا وجود پاک ہو جاتا ہے چنانچہ محمدی ذوق معرفت وصال اور جمعیت نصیب ہو جاتی ہے ایسا شخص کشف و کرامات سے ہزار بار استغفار کرتا ہے۔

حضوری مجلس میں صدیق اکبرؓ کی نظر سے طالب کے وجود میں صدق و صفاء پیدا ہو جاتا ہے کبر اور نفاق اس کے وجود سے نکل جاتا ہے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی نظر سے اس کے وجود میں عدل اور محاسبہ نفسی پیدا ہو جاتا ہے جس سے حرص و ہوا نفسانی اور ہر قسم کے خطرات اس کے وجود سے نکل جاتے ہیں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی نگاہ سے اس کے وجود میں ادب، حیاء اور سخا پیدا ہو جاتی ہے بے ادبی بے حیائی اور بخل اس کے وجود سے نکل جاتا ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی نگاہ سے اس کے وجود میں علم، ہدایت، فقر اور تقویٰ پیدا ہو جاتا ہے جہالت دنیاوی محبت اس کے وجود سے اٹھ جاتی ہے۔ حضوری مجلس میں دنیا کا سوال کرنے والا اپنے مرتبہ سے گر جاتا ہے اور اسے مجلس سے باہر نکال دیا جاتا ہے واضح رہے کہ علمائے باعمل کو ہر رات یا جمعرات یا ماہ بماہ یا سال بسال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار پر انوار سے مشرف ہونے

اعزاز حاصل ہوتا ہے۔

شرح دیدار حضرت محمد رسول اللہ ﷺ

بعض عارف فقیر جو نظر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں منظور ہوتے ہیں وہ روحانیت کے لطیف جثہ سے حضوری ہوتے ہیں لیکن روحانی جثہ والے صورت محمد رسول اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھتے۔ یہ معشوقی و محبوبی مراتب ہیں جو مشق وجودیہ مرقوم اسم اللہ ذات کے تصور سے حاصل ہوتے ہیں۔

دوسرے فقیر وہ ہوتے ہیں جو تصور سے جثہ جسد قالب طے کر لیتے ہیں وہ ہمیشہ صورت مبارک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے ہیں اور آنکھ جھپکنے کے لئے بھی اپنی نظر دیدار سے جدا نہیں کرتے۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف نظر رحمت سے دیکھتے ہیں یہ جان فدا عاشقوں کے مراتب ہیں۔ عاشق فقیر بنظر نگاہ عین عیان ہوتا ہے۔ جو دنیا کی بادشاہی سے بہتر ہے ان کا دل غنی اور ان کی نگاہ ہمیشہ دیدار پر ہوتی ہے۔

تیسرے یہ کہ (فقیر) حاضرات اسم اللہ ذات سے پیوستہ ہو کر اپنے وجود میں غوطہ لگاتے اور مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر جواب با صواب حاصل کرتے ہیں اور ایک ساعت ایک لحظہ کے لئے مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا نہیں ہوتے یہ مراتب اس فقیر کے ہیں جو محبوب القلوب جس کا نفس فناء جو زندہ قلب بقائے روح والا ہوتا ہے۔

پس فقیر اولیاء عارف باللہ کی تین اقسام ہیں۔

اول: وہ فقیر جسے خدا اور اس کا رسول جانتے ہیں لیکن وہ اپنے آپ کو نہیں جانتا کہ وہ حضوری ہے۔

دوم: وہ فقیر جو قرب حضوری میں اپنے آپ کو جانتے ہیں۔ مگر مخلوق ان کو

نہیں جانتی وہ سراسر اسرار الٰہی میں پوشیدہ رہتے ہیں۔

سوم: وہ فقیر جو خود کو بھی جانتے ہیں اور خلق خدا بھی ان کو جانتی ہے اور وہ مشہور ہوتے ہیں ان کا خطاب فقیر اولیاء اللہ ہوتا ہے فقیر کے یہ تینوں مراتب اختیاری ہیں۔ جو غرق مع اللہ ذات میں ہوشیار رہنے سے حاصل ہوتے ہیں۔

مجلس محمدی ﷺ میں داخل ہونے کے طریقے

قادری طریق کا پہلا سبق یہ ہے کہ......

(۱) تصور اسم اللہ

(۲) ضرب الا اللہ

(۳) توجہ باطنی سے (گم ہو کر)

(۴) حضوری مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں داخل ہوتا ہے۔

حضوری کا پہلا طریقہ: کامل مرشد مکمل جامع نور الہدیٰ حضوری مرشد کی پہچان ہی یہ ہے کہ وہ اپنے مرید کو ہاتھ سے پکڑ کر حضوری مجلس محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں داخل کر دیتا ہے غوث پاک سید عبدالقادر جیلانی قدس اللہ سرہ العزیز کو پیر دستگیر اس لئے کہتے ہیں کہ آپ ہر روز تین ہزار طالبوں کو الا اللہ کی معرفت میں مستغرق فرماتے اور دو ہزار طالبوں کی دستگیری کر کے حضوری مجلس میں داخل کر دیتے اس مقصد کے لئے لازم ہے کہ کسی کامل قادری سروری مرشد کی تلاش کی جائے۔

حضوری کا دوسرا طریقہ: مجلس خاص الخاص حضرت محمد سرور کائنات کا نشان و مکان یوں ہے کہ جو کوئی۔

(۱) مراقبہ

(۲) ذکر اللہ (اشتغال اللہ) یا

(۳) تصور اسم اللہ

کے فکر سے استغراق کر کے خود سے بیخود اور غرق ہو جائے تا کہ وہ شغل اللہ اسے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی باطنی مجلس سے مشرف کر دے چاہیے کہ اس مجلس میں لاحول، کلمہ طیب یا درود پاک کا ورد کرے۔

حضوری کا تیسرا طریقہ: شرح مراقبہ، تحقیقات باطن کہ اس میں شیطانی نفسانی باطل خطرات واہمات دنیاوی حادثات راہ نہیں پاتے جب طالب باطن کو طرف متوجہ ہونا چاہیے تو اسے چاہیے کہ اشتغال اللہ شروع کرنے سے پہلے اپنے اوپر حصار کرے تین بار تسمیہ مع اعوذ باللہ تین بار درود شریف۔ تین بار آیات الکرسی تین بار سلام ”قول“ من رب الرحیم تین تین مرتبہ ہر چار قل تین بار کلمہ طیب پڑھے اور اپنے اوپر دم کرے۔ (۲) اسم اللہ و اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نظر جمائے (۳) بعد ازاں آنکھیں بند کر کے انبیاء اولیاء اللہ کی ملاقات اور الا اللہ کی معرفت کی نیت کرے۔ مرشد کامل بے شک اپنی رفاقت سے پہنچا دیتا ہے اس طرح حضوری حق مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم اور انبیاء اولیاء اللہ کی مجلس نصیب ہو جاتی ہے۔

حضوری کا چوتھا طریقہ: طالب اللہ اسمائے ذات اللہ، للہ، لہ، ہو کو دل پر تصور کی انگشت شہادت سے لکھتا رہتا اور دل کی طرف متوجہ ہو کر دیکھتا رہتا ہے تو ان اسماء کے حروف میں سے نوری تجلیات ہونے لگتی ہیں اور طالب اس نور میں گم ہو کر حضوری حق سے مشرف ہو جاتا ہے۔

حضوری کا پانچواں طریقہ: جو طالب اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا تصور کرتا اور درود شریف پڑھتا ہوا حضوری مجلس کی نیت سے باطن کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو استغراق سے حضوری مجلس میں داخل ہوتا ہے جہاں اول نص و حدیث ذکر اللہ کی

آواز آتی ہے بعد ازاں دیدار سے مشرف ہو جاتا ہے۔

حضوری کا چھٹا طریقہ: چاہیے کہ رات کے وقت کسی زندہ ولی اللہ یا شہید کی قبر پر جائے۔ جہاں فیض رسانی عام اور مخلوق خدا کی آمد و رفت کافی ہو۔

(۱) اول دوگانہ بنیت ثواب حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم پڑھے۔

(۲) پھر قعدہ کی صورت قبر کی غربی جانب قبر کی طرف منہ کر کے بیٹھے۔

(۳) سورۃ فاتحہ قل شریف درود شریف تین تین بار پڑھ کر صاحب قبر کو ایصال کرے۔

(۴) اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا تصور کرے اور سات بار سورۃ مزمل شریف پڑھے۔

(۵) بعد ازاں با تصور کلمہ طیب کا ذکر کرتے ہوئے مستغرق ہو جائے۔ صاحب قبر کی رفاقت سے بے شک حضوری مجلس نصیب ہو جائے گی۔

(۶) اگر قبر میسر نہ ہو تو اپنے گھر میں الگ تھلگ بوقت شب یہ عمل کیا کرے اور کاغذ پر روضہ مبارک محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نقشہ بنا لے اور اسے سامنے رکھا کرے۔

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی حضوری مجلس میں داخل ہونے کے لئے چند چیزوں کا ہونا ضروری ہے۔

(۱) طالب کا قلب زندہ ہو اس کا وجود پر نور ہونا چاہیے کیونکہ نور کو ہی حضور ہے۔

(۲) طالب حضوری کو درود پاک اور کلمہ طیب کا ذکر کثرت سے کرتے رہنا چاہیے۔

(۳) شریعت کی پابندی اور حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت اور کامل مرشد کی رفاقت بغیر حضوری مجلس نصیب نہیں ہوتی۔ وما توفیقی الا باللہ۔

حاضرات اسم اللہ ذات سے حضوری مجلس:

مجلس محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں داخل ہونے کا طریقہ یہ ہے کہ جب طالب اپنے دل پر اسم اللہ کا تصور اچھی طرح نقش کر لیتا ہے اور وہ تحریک شدہ

سکونت قرار پکڑ لے اور طالب باطن میں اسم اللہ کو درست دیکھے تو اسم اللہ سے آفتاب کی روشنی کی طرح نور نکلے گا اور معرفت الٰہی کے نور کی تجلیات سے شیطانی وسوسے خطرات اور تاریکی سیاہی اندھیرا دور ہو جائے گا مرشد طالب کو کہے کہ وہ باطنی توجہ اور تفکر سے دل کے ارد گرد دیکھے۔ اس وقت دو حالتیں ہوں گی یا تو طالب باطن میں غرق ہو جائے گا تو معلوم ہوگا کہ باطن میں اسے معرفت الٰہی کا نور حاصل ہو گیا ہے اگر طالب باطن میں غرق میں باشعور ہو تو کہے گا کہ دل کے گرد ایک وسیع میدان ہے جس کی کوئی انتہا نہیں۔ اس کے اندر روضے کی شکل کا ایک گنبد ہے جس کے دروازہ پر ایک قفل ہے۔ جس پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہے اس وقت طالب اللہ کلمہ طیب کا ذکر کرے وہ تالہ کھل جائے گا اس طرح طالب روضہ کے اندر جا کر دیکھے گا تو اسے حضوری مجلس دکھائی دے گی اس مجلس میں قرآن وحدیث کا ذکر اذکار سنائی دے گا۔

یا اللہ ہمیں بھی رحمت عالم کے صدقہ سے اپنے خاص بندوں میں شامل کرلے اور ہماری دینی و دنیاوی حاجات کو پورا فرما دے۔ آمین

وَالصَّلوٰتُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

شرح در شرح عقل بیدار ختم شد

فقیر الطاف حسین سروری قادری سلطانی

الملقب آخری عہد کا خلیفہ سلطانی

عزیز کالونی ونڈالہ روڈ شاہدرہ

نعت

یا رحمت عالم صلے علیٰ اک نظر کرم کی کر دینا
جب وقت نزع کا ہو آخر کملی کا سایہ کر دینا

اُس وقت دیدار جو ہو جائے ہر ایک عبادت سے بڑھ کر
لوں لوں میں کلمہ بول اُٹھے دل نور توحید سے بھر دینا

میری آنکھیں طرف مدینہ کے ادب سے بچھ بچھ جاتی ہیں
ان عشق سے پرنم پلکوں پر اک قدم پیار سے دھر دینا

تو حسن ہے میں مستانہ ہوں تو نور ہے میں پروانہ ہوں
میں جان ہزار نثار کروں بس نظر کرم کی کر دینا

جب وقت آخیری ہو جائے رُخ طرف مدینہ پھر جائے
الطاف حضوری میں جا کر یہ نعت پیار سے پڑھ دینا

نعت

یا رحمتِ عالم صلے علیٰ اک نظر کرم کی ہو جائے
مجھے درد کا درمان مل جائے میرا درد سوایا ہو جائے

تو کرم کا ایک سمندر ہے میں ذرہ ہوں بے مایہ سا
اک نظر کرم کی ہو ایسی سب عیب گناہ جو دھو جائے

میری اور تو کوئی طلب نہیں بس اتنی عرض میں کرتا ہوں
میرے دل کی بستی جاگ اُٹھے جب سارا عالم سو جائے

امید کی شمع روشن ہے کب تک میں سنبھالوں گا اس کو
اک دم کی مجھ کو آس نہیں جو ہونا ہے سو ہو جائے

تیری چوکھٹ میرا کعبہ ہے میں عشق کا سجدہ کرتا ہوں
الطاف کو منزل مل جائے جب عشق میں تیرے کھو جائے

اولیاء کے مُستند حالات و واقعات

اولیائے پاکستان

جلد اوّل

عالم فقری

شبیر برادرز ○ اُردو بازار ○ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

سلوکِ صوفیاء

و

فقر فخر محمدی صلی اللہ علیہ وسلم

مع منتخبات

سر اسرار عین ذات یاھو سلطان الفقر باھو قدس سرہ

بہ اجازت

حضرت غلام جیلانی سلطان سجادہ نشین دربار باھو سلطان (جھنگ)

ناشر

شبیر برادرز

40 اُردو بازار لاہور فون 7246006

افضل الذکر

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

اللّٰه

☆ دنیا کی محبت کا طبیب شیطان ہے۔ جو حرص طمع فواحشات کی دوا دیتا ہے۔

☆ جنت کی خواہش کا طبیب عالم باعمل ہے جو تقویٰ کی تعلیم دیتا ہے۔

☆ طالب مولیٰ کا حکیم کامل فقیر ہے جو فنا فی اللہ بقا باللہ سے باخدا کر دیتا ہے۔

☆ عشق کی بیماری لا دوا ہے اس کا علاج اور دارو صرف محبوب کا دیدار ہے

سلطان العارفین کی اُردو ترجمہ شدہ کتابیں

(۱) اورنگ شاہی (۲) طرفۃ العین
(۳) اسرار القادری (۴) عین الفقر
(۵) نور الہدیٰ (کلاں) (۶) کشف الاسرار
(۶) گنج الاسرار

ملنے کا پتہ

شبیر برادرز ۴۰ بی اردو بازار لاہور

تصانیف حضرت سلطان باھو

عقل بیدار

گنج الاسرار

اورنگ شاہی

مجالسۃ النبی ﷺ

اسرار قادری

مناقب سلطانی

قرب التوحید

طرفۃ العین

کلید التوحید

نور الہدیٰ

رسالہ روحی شریف

سلوک صوفیا و فقر محمدی ﷺ

کشف الاسرار

دیدار بخش

کلام باھو

امیر الکونین

محک الفقر

ابیات باھو

شبیر برادرز
اردو بازار لاہور

شبیر برادرز
زبیدہ سنٹر ز د مسلم ماڈل ہائی سکول ۴۰۔ اردو بازار لاہور
فون: 042-37246006